جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ
القران الحکیم ۶۵:۱۲

النور

وفا۔ظہور ۱۳۸۵ہش
جولائی۔اگست ۲۰۰۶ء

خوش آمدید یا سیّدی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جرمنی ۲۰۰۶ء کے چند مناظر

National Majlis-e-Amla USA with Ameer Sahib

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (12:65)

جولائی۔ اگست 2006

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا ارشاد

☆ جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔

☆ ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں اور خاص طور پر اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 10 جون 2005)

لکھنے کا پتہ:
Editors Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905
karimzirvi@yahoo.com

فہرس

قرآن کریم	2
حدیث	3
ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	4
کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	5
خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 جون 2005 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن برطانیہ	6
نظم۔ 'شمعِ شوق' ثاقب زیروی	14
جلسہ سالانہ سے متعلق نصائح اور آداب	15
نظم۔ 'آؤ لوگو حضرتِ مسرور کی باتیں کریں' ڈاکٹر محمد جلال شمس	20
بابرکت تحریکات دورِ خلافتِ خامسہ	21
گیت' بشارت وخلافت ودُعا سے لیس دوستو!' جمیل الرحمٰن، ہالینڈ	41
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے	42
نظم۔ 'نوائے دل' صادق باجوہ۔ میری لینڈ	49
نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم۔ احمدیہ سیکنڈری سکولز اساکورے اور سلاگا (گھانا)	50
نظم۔ 'ہر ایک عید سے بڑھ کر ملی ہے آج یہ عید' ایچ۔ آر ساحر	52
خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں	53
نظم۔ 'فضلوں کا وہ مینہ برسا کے روح تلک سب بھیگ گئے' مبارک احمد ظفر	57
جماعت احمدیہ امریکہ کی 23 ویں مجلس شوریٰ	58
سبق آموز۔ ایک انتباہ	60
نظم۔ 'بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز' امۃ الرحمٰن احمد	63
مالی قربانی۔ ایک تعارف، قواعدِ وصیت	64
بائبل سے متعلق چند سوالات	74
شکریہ احباب اور سانحہء ارتحال	76

خوش آمدید یا سیّدی!

قرآن مجید

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ O

(اٰل عمران:111)

تم (سب سے) بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے (فائدہ کے) لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو اُن کے لئے بہتر ہوتا۔ اُن میں سے بعض مومن بھی ہیں اور اکثر اُن میں سے نافرمان ہیں۔

✲✲✲✲✲✲✲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا O

(النّساء:60)

اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو پھر اگر تم (حکام سے) کسی امر میں اختلاف کرو تو اگر تم اللہ اور پیچھے آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو (اور ان کے حکم کی روشنی میں معاملہ طے کرو) یہ (بات) بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھی ہے۔

خوش آمدید یا سیّدی!

حدیث مبارکہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَلَائِکَۃً سَیَّارَۃً فُضُلًا یَتَّبِعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّکْرِ فَاِذَاوَجَدُوْا مَجْلِسًا فِیْہِ ذِکْرٌ قَعَدُوْامَعَھُمْ وَحَفَّ بَعْضُھُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِھِمْ حَتّٰی یَمْلَؤُا مَابَیْنَھُمْ وَبَیْنَ السَّمَآءِ الدُّنْیَافَاِذَاتَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَی السَّمَآءِ قَالَ: فَیَسْاَلُھُمُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَھُوَاَعْلَمُ بِھِمْ: مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَکَ فِی الْاَرْضِ یُسَبِّحُوْنَکَ وَیُکَبِّرُوْنَکَ وَیُھَلِّلُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیَسْئَلُوْنَکَ قَالَ: وَمَاذَا یَسْاَلُوْنِیْ؟ قَالُوْا یَسْئَلُوْنَکَ جَنَّتَکَ قَالَ وَ ھَلْ رَاَوْجَنَّتِیْ؟ قَالُوْا لَا اَیْ رَبِّ' قَالَ: فَکَیْفَ لَوْرَاَوْجَنَّتِیْ؟ قَالُوْا: وَیَسْتَجِیْرُوْنَکَ: قَالَ: وَمِمَّا یَسْتَجِیْرُوْنَنِیْ؟ قَالُوْا: مِنْ نَارِکَ یَارَبِّ' قَالَ: وَ ھَلْ رَاَوْنَارِیْ؟ قَالُوْا: لَا' قَالَ : فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْ نَارِیْ؟ قَالُوْا: وَیَسْتَغْفِرُوْنَکَ' قَالَ: فَیَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ فَاَعْطَیْتُھُمْ مَاسَاَلُوْا وَ اَجَرْتُھُمْ مِمَّااسْتَجَارُوْاقَالَ' فَیَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِیْھِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَھُمْ قَالَ: فَیَقُوْلُ: وَلَہٗ غَفَرْتُ ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ۔

(مسلم کتاب الذکر فضل مجالس الذکر)

حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہورہا ہوتو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اسکو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہوجاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں' اے میرے رب انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ان کی کیا کیفیت ہوگی اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے اس پر کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان کا کیا حال ہوگا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں؟ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا۔ اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا وہ وہاں سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔

خوش آمدید یا سیّدی!

ارشاداتِ عالیہ

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔‘‘

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351)

پھر جلسے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت وفرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدے سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقینِ کامل پیدا ہو کر ذوق وشوق اور ولولہء عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کیلئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہء بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا، ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 302)

’’۔۔۔حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الرّاحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالےٰ اپنی طرف اس کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد وتعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔۔۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔۔۔‘‘

(آسمانی فیصلہ اشتہار 30 دسمبر 1891 روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-352)

’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

خوش آمدید یا سیّدی!

کلام امام الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انتخاب از نظم 'محاسن قرآن کریم' دُرِّثمین

جس کو خدائے عزّ وجلّ پر یقیں نہیں
اُس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دِیں نہیں

پر وُہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وُہ اُس سے مِل کے دل کو اسی سے ملاتے ہیں

وُہ اُس کے ہوگئے ہیں اسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اُسی کے ہاتھ سے اِک جام پیتے ہیں

جس مَے کو پی لیا ہے وُہ اُس مَے سے مست ہیں
سب دُشمن اُن کے اُنکے مُقابل میں پَست ہیں

کچھ ایسے مست ہیں وُہ رُخِ خُوبِ یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہیں وُہ دشمن کے وار سے

اُن سے خُدا کے کام سبھی مُعجزانہ ہیں
یہ اس لئے کہ عاشقِ یارِ یگانہ ہیں

اُن کو خدا نے غیروں سے بخشا ہے امتیاز
اُن کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کارساز

خوش آمدید یا سیّدی!

خطبہ جمعہ

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں

علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے اور اس سے خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے

اپنی علمی و روحانی پیاس کو بجھانے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی تاکیدی نصیحت

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 جون 2004 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، برطانیہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِO
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ O
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ O اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ O غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ O

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًاO

(سورۃ طٰہٰ آیت 115)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ پس اللہ سچا بادشاہ ہے، بہت رفیع الشان ہے، پس قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے۔ اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب مجھے علم میں بڑھا دے۔

اصل جو دعا اس میں سکھائی گئی ہے وہ ہے

رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ دعا سکھا کر مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے یہ دعا صرف برائے دعا ہی نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ کر اور یہ کہنے سے علم میں اضافے کا عمل شروع ہو جائے گا۔ بلکہ یہ توجہ ہے مومنوں کو کہ ہر وقت علم حاصل کرنے کی تلاش میں بھی رہو، علم حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتے رہو۔ طالب علم ہو تو محنت سے پڑھائی کرو اور پھر دعا کرو تو اللہ تعالیٰ حقائق اشیاء کے راستے بھی کھول دے گا۔ علم میں اضافہ بھی کر دے گا اور پھر صرف یہ طالب علموں تک ہی بس نہیں ہے بلکہ بڑی عمر کے لوگ بھی یہ دعا کرتے ہیں۔ اور اس دعا کے ساتھ اس کوشش میں بھی لگے رہیں کہ علم میں اضافہ ہو اور اس کی طرف قدم بھی بڑھائیں۔ تو یہ ہر طبقے کے سب عمروں کے لوگوں کے لئے یہی دعا ہے۔
ایک حدیث میں آتا ہے کہ

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ

خوش آمدید یا سیّدی!

یعنی چھوٹی عمر سے لے کے، بچپنے سے لے کے آخری عمر تک جب تک قبر میں پہنچ جائے انسان علم حاصل کرتا رہے۔تو یہ اہمیت ہے اسلام میں علم کی۔ پھر اس کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگالیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا۔اور آپؐ عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپؐ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب بھی آپ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ پھر گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ یہ دعا کرتے رہیں کہ

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

بہرحال ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور اس دعا کی قبولیت کا دائرہ ہے۔وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آ رہے ہیں۔ یہ باتیں جو آج انسان کے علم میں آ رہی ہیں اس محنت اور شوق اور تحقیق اور لگن کی وجہ سے آ رہی ہیں جو انسان نے کی۔

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا، بہت ضروری ہے۔گھر بیٹھے یہ سب علوم و معارف نہیں مل جائیں گے۔اور پھر اس کے لئے کوئی عمر کی شرط بھی نہیں ہے۔تو سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کو دیکھنا ہوگا۔ ان کی طرف رجوع کریں، ان کو پڑھیں کیونکہ آپؑ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دیئے ہیں۔ان پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔اس لئے جماعت کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا شوق اور اس سے فائدہ اٹھانے کا شوق نوجوانوں میں بھی اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ بلکہ جو تحقیق کرنے والے ہیں، بہت سارے طالب علم مختلف موضوعات پر ریسرچ کر رہے ہوتے ہیں، وہ جب اپنے دنیاوی علم کو اس دینی علم اور قرآن کریم کے علم کے ساتھ ملائیں گے تو نئے راستے بھی متعین ہوں گے، ان کو مختلف نہج پر کام کرنے کے مواقع بھی میسر آئیں گے جو اُن کے دنیادار پروفیسران کو شاید نہ سکھا سکیں۔ اسی طرح جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ بڑی عمر کے لوگوں کو بھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ عمر بڑی ہوگئی اب ہم علم حاصل نہیں کر سکتے۔ان کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھیں اس بارے میں پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں یہ سوچ کر نہ بیٹھ جائیں کہ اب ہمیں کس طرح علم حاصل ہوسکتا ہے۔اب ہم کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تو لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا جو سکھائی گئی، جب یہ آیت اتری آپؐ کی عمر پچپن، چھپّن سال تھی۔تو کہتے ہیں کہ یہ اس لئے ہے کہ مومنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ہمارے لئے بھی ہے۔کسی بھی عمر میں علم حاصل کرنے سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور مایوس نہیں ہونا چاہئے پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:'' دنیا میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچپن سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے، جوانی عمل کا زمانہ ہوتا ہے اور بڑھاپا عقل کا زمانہ ہوتا ہے۔لیکن قرآن کریم کی رو سے ایک حقیقی مومن ان ساری چیزوں کو اپنے اندر جمع کر لیتا ہے۔اس کا بڑھاپا اسے قوت عمل، اور علم کی تحصیل سے محروم نہیں کرتا۔اس کی جوانی اس کی سوچ کو ناکارہ نہیں کر دیتی بلکہ جس طرح بچپن میں جب وہ ذرا بھی بولنے کے قابل ہوتا ہے ہر بات کو سن کر اس پر فوراً جرح شروع کر دیتا ہے اور پوچھتا ہے کہ فلاں بات کیوں ہے اور کس لئے ہے اور اس میں علم سیکھنے کی خواہش انتہا درجہ کی موجود ہوتی ہے۔اسی طرح اس کا بڑھاپا بھی علوم سیکھنے میں لگا رہتا ہے۔اور وہ کبھی بھی اپنے آپ کو علم کی تحصیل سے مستغنی نہیں سمجھتا۔اس کی موٹی مثال ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات میں ملتی ہے، آپ کو پچپن، چھپّن سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ الہاماً فرماتا ہے کہ

قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ساتھ ہمارا سلوک ایسا ہی ہے جیسے

ماں کا اپنے بچے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے بڑی عمر میں جہاں دوسرے لوگ بیکار ہو جاتے ہیں اور زائد علوم اور معارف حاصل کرنے کی خواہش ان کے دلوں سے مٹ جاتی ہے اور ان کو یہ کہنے کی عادت ہو جاتی ہے کہ ایسا ہوا ہی کرتا ہے، تجھے ہماری ہدایت یہ ہے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہ کہ خدایا میرا علم اور بڑھا، میرا علم اور بڑھا۔ پس مومن اپنی زندگی کے کسی مرحلے میں بھی علم سیکھنے سے غافل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں وہ ایک لذت اور سرور محسوس کرتا ہے اس کے مقابل میں جب انسان پر ایسا دور آ جاتا ہے جب وہ سمجھتا ہے میں نے جو کچھ سیکھنا تھا سیکھ لیا ہے اگر میں کسی امر کے متعلق سوال کروں گا تو لوگ کہیں گے کیسا جاہل ہے اسے ابھی تک فلاں بات کا بھی پتہ نہیں تو وہ علم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑی عمر کے آدمی تھے مگر پھر بھی کہتے ہیں

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوتٰی

۔۔۔جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ ابراہیم! تُو تو پچاس ساٹھ سال کا ہو چکا ہے اور اب یہ بچوں کی سی باتیں چھوڑ دے۔ بلکہ اس نے بتایا کہ ارواح کس طرح زندہ ہوا کرتی ہیں۔ پس ہر عمر میں علم سیکھنے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ الٰہی میرا علم بڑھا۔ کیونکہ جب تک انسانی قلب میں علوم حاصل کرنے کی ہر وقت پیاس نہ ہو اس وقت تک وہ کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتا''۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر5 صفحہ 469-471)

بعض لوگ کہتے ہیں حافظہ بڑی عمر میں کمزور ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے ہمارے ایک استاد ہوتے تھے، انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد قرآن کریم حفظ کیا اور ربوہ میں سائیکل کے ہینڈل پر قرآن کریم رکھا ہوتا تھا اور چلتے ہوئے پڑھتے رہتے تھے۔ لیکن آج کل ربوہ میں رکشے اتنے ہو گئے ہیں اب اس طرح نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پھر بزرگ ہسپتال پہنچے ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے بارے میں مختلف پیرائے میں جو ہمیں فرمایا وہ احادیث پیش کرتا ہوں ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے۔ اب مسلمانوں میں جو علم حاصل کرنے کی نسبت ہے وہ دوسروں کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے۔ اور حکم ہمیں سب سے زیادہ ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے، ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الایمان باب ثواب معلم الناس الخیر)۔

تو یہ علم حاصل کرنے کی اہمیت ہے۔ اور پھر اس کو سکھانے کی کہ یہ ایک صدقہ ہے اور صدقہ بھی ایسا ہے جو صدقہ جاریہ ہے کہ دوسروں کو علم سکھاؤ تو تمہاری طرف سے ایک جاری صدقہ شروع ہو جاتا ہے اسی لئے اساتذہ کی عزت کا بھی اتنا حکم ہے کہ اگر ایک لفظ بھی کسی سے سیکھو تو اس کی عزت کرو۔ اساتذہ کا بڑا معزز پیشہ ہے۔ لیکن پاکستان وغیرہ میں اس کو بھی صرف آمدنی کا ذریعہ بنالیا گیا ہے اور یہ پیشہ بھی بدنام ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے جائز طور پر ایک ملازم یہ پیشہ اختیار کرتا ہے اس کو تنخواہ ملتی ہے، کمانا چاہئے یا پھر ٹیوشن بھی لی جاسکتی ہے لیکن وہاں آج کل ہوتا یہ ہے کہ سکولوں میں پڑھانے کی طرف توجہ نہیں دیتے اور طالب علم کو کہہ دیا کہ تم میرے گھر آنا اور ٹیوشن پڑھو اور پھر ٹیوشن بھی اتنی لیتے ہیں کہ جو بعضوں کی پہنچ سے باہر ہوتی ہے۔ امیر آدمی سے تو چلو لے لی لیکن بیچارے غریبوں کو بھی نہیں بخشتے اور اگر ٹیوشن نہ پڑھیں تو امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں وہ پہلے ہی کہہ دیتے ہیں کہ اگر امتحان میں پاس ہونا ہے تو ٹیوشن پڑھو اور پھر بیچارے بعض لوگ (ایسے طالب علم یا ان کے والدین) اسی ٹیوشن کی وجہ سے مقروض ہو جاتے ہیں احمدی اساتذہ کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے اپنا ایک نمونہ دکھانا چاہئے اور جو علم اور فیض انہوں نے حاصل کیا ہے اس کو دوسروں تک پہنچانے میں کنجوسی اور بخل سے کام نہیں لینا چاہئے۔

پھر ایک روایت میں ہے حضرت مسروقؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ہم آئے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! اگر کسی کو علم کی بات معلوم ہو تو بتا دینی چاہئے۔ اور جسے علم کی کوئی بات معلوم نہ ہو تو سوال ہونے پر وہ جواب دے کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ (کیونکہ یہ بھی علم کی بات ہے۔ کہ انسان جس بات کو نہیں جانتا اس کے متعلق کہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے (یہ اسی کا حصہ ہے) اے رسول! تو کہہ میں اس کا کوئی بدلہ نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلّف سے کام لینے والا ہوں۔

(بخاری کتاب التفسیر۔تفسیر سورۃ ص باب قولہ وماانامن المتکلفین)

خوش آمدید یا سیّدی!

اس روایت میں جو پہلا حصہ ہے، اس میں اساتذہ کے لئے یہ سبق ہے کہ سکولوں میں ٹیوشن پر زیادہ توجہ ہے اور پڑھانے کی طرف کم۔ دوسرے یہ کہ بعض دفعہ تیاری کے بغیر پڑھانے چلے جاتے ہیں اور اگر کوئی نئی چیز پڑھانی پڑ جائے تو پھر ان کو کافی دقت کا سامنا ہو رہا ہوتا ہے اور جو کچھ غلط سلط آتا ہے پڑھا دیتے ہیں۔ اور اس طرح پھر طلباء کی بھی ایک طرح کی غلط قسم کی رہنمائی ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ یہی بہتر طریقہ ہے کہ اگر علم نہیں تو کہہ دو کہ مجھے علم نہیں ہے۔ آج میری تیاری نہیں ہے میں نہیں پڑھا سکتا۔ علم سکھانے والے کے لئے بھی ایمانداری کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اپنی انا کی خاطر نہ بیٹھ جائے بلکہ اگر علم نہیں ہے تو بتا دے کہ علم نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرو، علم حاصل کرنے کے لئے وقار اور سکینت کو اپناؤ۔ اور جس سے علم سیکھو اس کی تعظیم تکریم اور ادب سے پیش آؤ۔

(الترغیب و الترهیب جلد نمبر1 صفحه78 باب الترغیب فی اکرام العلماء و اجلالهم و توقیرهم بحواله الطبرانی فی الاوسط)

تو اس میں طلبہ کے لئے نصیحت ہے کہ اپنے استاد کی عزت کرو، ایک وقار ہونا چاہئے۔ آج کل مختلف ممالک میں طلبہ کی ہڑتالیں ہوتی ہیں توڑ پھوڑ ہوتی ہے، مطالبے منوانے کے لئے گلیوں میں نکل آتے ہیں، مطالبہ یونیورسٹی یا کالج کا ہوتا ہے اور توڑ پھوڑ سڑکوں پہ سٹریٹ لائٹس کی یا حکومت کی پراپرٹی کی یا عوام کی جائیدادوں کی ہو رہی ہوتی ہے، دکانوں کو آگیں لگ رہی ہوتی ہیں۔ تو یہ انتہائی غلط اور گھٹیا قسم کے طریقے ہیں۔ اسلام کی تعلیم تو یہ نہیں ہے، طالبعلم علم حاصل کرتا ہے اس کے اندر تو ایک وقار پیدا ہونا چاہئے۔ اور ادب اور احترام پیدا ہونا چاہئے اساتذہ کے لئے بھی، اپنے بڑوں کے لئے بھی، نہ کہ بدتمیزی کا رویہ اپنایا جائے۔ پھر بعض دفعہ ہمارے احمدی اساتذہ کو سامنا کرنا پڑتا ہے یہ تو خیر میں ضمناً ذکر کر رہا ہوں کہ غیر احمدی طلبہ نے خود پڑھائی نہیں کی ہوتی فیل ہو جاتے ہیں اگر ان کا احمدی ٹیچر ہے یا احمدی استاد ہے تو فوراً اس کے خلاف وہاں ہڑتالیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے بھی پاکستان میں بعض اساتذہ بڑی مشکل میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ایسے طلباء کو عقل دے اور احمدی طلباء کو بھی چاہئے کہ ایسی سٹرائکس (Strikes) میں جو یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ہوتی ہیں۔ کبھی حصہ نہ لیں اور اپنے وقار کا خیال رکھیں۔ احمدی طالب علم کی اپنی ایک انفرادیت ہونی چاہئے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ مسجد میں دو حلقے بنے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ تلاوت قرآن کریم اور دعائیں کر رہے ہیں اور کچھ لوگ پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں گروہ نیک کام میں مصروف ہیں۔ یہ قرآن پڑھ رہا ہے اور دعائیں مانگ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے۔ یعنی ان کی دعائیں قبول کرے یا نہ کرے اور دوسرا گروہ پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہے۔ فرمایا: خداتعالیٰ نے مجھے معلم اور استاد بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ پڑھنے پڑھانے والوں میں جا کے بیٹھ گئے۔

(سنن ابن ماجه کتاب الایمان باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے والوں کو یہ مقام دیا ہے۔ لیکن یہاں یہ بھی واضح ہو کہ جو پڑھنے پڑھانے والے تھے وہ بھی تقویٰ پر قائم رہنے والے تھے اور ایمان لانے والوں کا گروہ ہی تھا۔ آپؐ کی گہری نظر نے یہ دیکھ لیا کہ پڑھنے پڑھانے والے بھی نیکیوں پر قائم رہنے والے ہیں، تقویٰ پر چلنے والے ہیں اور تقویٰ کے ساتھ پھر غور و فکر اور تدبر سے علم سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے آپؐ ان میں بیٹھ گئے۔

ایک اور جگہ روایت ہے کہ اصل میں علم وہی ہے جس کے ساتھ تقویٰ ہو۔ تو اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ کبھی کسی قسم کا علم بھی تقویٰ سے دور لے جانے والا نہ ہو۔ علم وہی ہے جو تقویٰ کے قریب ترین ہو اور تقویٰ کی طرف لے جانے والا ہو، خداتعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہو۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ صحیح اور حقیقی فقیہہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونے دیتا اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا جواز بھی مہیا نہیں کرتا اور نہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے بےخوف بناتا ہے۔ قرآن کریم سے ان کی توجہ ہٹا کر کسی اور کی طرف انہیں راغب کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یاد رکھو علم کے بغیر عبادت میں کوئی بھلائی نہیں اور سمجھ کے بغیر علم کا دعویٰ درست نہیں۔ (اگر سمجھ نہیں آتی صرف رٹا لگا لیا تو وہ علم، علم نہیں ہے)، اور تدبر اور غور و فکر کے بغیر محض قراءت کا کچھ فائدہ نہیں۔

(سنن الدارمی ۔المقدمه باب من قال العلم الخشیة وتقوی الله)

خوش آمدید یا سیّدی!

تو فرمایا کہ ایسا علم جو عمل سے خالی ہے ایسے علم کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔علم تو انسان کو انسانیت کے اعلیٰ معیار سکھانے کے لئے حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر پھر علم حاصل کرنے کے باوجود وحشی کا وحشی رہنا ہے تو ایسے علم کا اسے کیا فائدہ۔جیسا آج کل کے علماء دعویٰ کرتے ہیں اور پھر ان کی حرکتیں ایسی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور اس سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

(فاطر:29)

پھر ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب چرو۔صحابہؓ نے عرض کی کہ حضور یہ ریاض الجنة (یعنی جنت کے باغ) کیا چیز ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ مجالس علمی۔یعنی مجالس میں بیٹھ کر زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔

(الترغیب و الترهیب باب الترغیب فی مجالسة العلماء جلد نمبر1 صفحہ76 بحوالہ الطبرانی الکبیر)

تو اس کے لئے پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں اجتماعوں اور جلسوں کے وقت، جب اجتماعات یا جلسوں پہ آتے ہیں تو وہاں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔اور صرف یہی مقصد ہونا چاہئے کہ ہم نے یہاں سے اپنی علمی اور روحانی پیاس بجھانی ہے۔اور ان جلسوں کا جو مقصد ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔اگر جلسوں پہ آ کے پھر دنیاوی مجلسیں لگا کر بیٹھنا ہے اور ان سے پورا استفادہ نہیں کرنا تو پھر ان جلسوں پہ آنے کا فائدہ کیا ہے؟ یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آج کل کے زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو بھی پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور ان سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے یہ بھی قرآن کریم کی ایک تشریح و تفسیر ہے جو ہمیں آپؑ کی کتب سے ملتی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''دین تو چاہتا ہے مصاحبت ہو پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے؟ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔یاد رکھو! قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آ گیا پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی۔وہ لوگ جو اس سلسلے کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم نہیں ان کو جانے دو۔مگر ان سب سے بڑھ کر بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلے کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔وہ لوگ جو یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلے کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے، وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی متقی اور پرہیزگار ہوں مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے (یعنی جو عمل ہے علم حاصل کئے بغیر بہت مشکل ہے) اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے''۔پھر فرمایا ''بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے۔اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ125 جدید ایڈیشن)

تو وہ باتیں کتابوں کی صورت میں بھی اکٹھی ہو رہی تھیں پھر ملفوظات کی صورت میں بھی اکٹھی ہو چکی ہیں، اس طرف توجہ دینی چاہئے اور یہ کتب ضرور پڑھنی چاہئیں۔اور انہی کتب سے آپ کو دلائل میسر آ جاتے ہیں لوگوں کے اعتراضوں کے جواب دینے کے اور یہی آج کل طریقہ ہے آپ کی مجلسوں سے فیضیاب ہونے کا، آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کا۔کہ پہلے بھی میں کہتا رہا ہوں کہ آپؑ کی کتب پڑھنے کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے۔اور اس سے ہمیں مخالفین کے اعتراضوں کے جواب بھی ملیں گے اور قرآن کریم کے علوم کی بھی معرفت ہمیں حاصل ہوگی۔

خوش آمدید یا سیّدی!

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انسان کامل دنیا میں نہیں گزرا لیکن آپؐ کو بھی

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

کی دعا کی تعلیم ہوئی تھی۔ پھر اور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے۔ جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت میں ترقی کرے گا اسے معلوم ہوتا جاوے گا کہ ابھی بہت سی باتیں حل طلب باقی ہیں۔ بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ میں۔۔۔ بالکل بے ہودہ سمجھتے تھے لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت میں ان کو نظر آئے، اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے لئے ساتھ علم کو بڑھانے کے لئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔ تم نے بہت ہی بے ہودہ باتوں کو چھوڑ کر اس سلسلے کو قبول کیا ہے۔ اگر تم اس کی بابت پورا علم اور بصیرت حاصل نہیں کرو گے تو اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا۔ تمہارے یقین اور معرفت میں قوت کیونکر پیدا ہوگی۔ ذرا ذرا سی بات پر شکوک و شبہات پیدا ہوں گے اور آخر قدم کو ڈگمگا جانے کا خطرہ ہے۔ دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں، صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے اِن کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 141, 142 جدید ایڈیشن)

ایک روایت میں حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم علم اس غرض سے حاصل نہ کرو کہ اس کے ذریعہ دوسرے علماء کے مقابلے میں فخر کر سکو۔ نہ اس لئے حاصل کرو کہ جہلا میں اپنی بڑائی اور اکڑ دکھا سکو۔ اور جھگڑے کی طرح ڈال سکو۔ اور نہ اس علم کی بنا پر اپنی شہرت اور نام و نمود کے لئے مجلسیں جماؤ۔ جو شخص ایسا کرے گا یا ایسا سوچے گا اس کے لئے آگ ہی آگ ہے یعنی اسے مصائب و بلیات (بلائیں) اور رسوائی کا سامنا کرنا ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ باب الانتفاع بالعلم)

تو آج کل (عموماً مسلمانوں میں) ہمارے جو علماء ہیں ان کا یہی حال ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھے رہتے ہیں۔ ذرا سی بات لے کے اپنی علمیت کا رعب ڈالنے کی زیادہ کوشش ہوتی ہے۔ اور جس کا کسی بھی قسم کا فائدہ نہیں ہو رہا ہوتا۔ نہ کوئی علمی نہ روحانی، صرف الجھانے کے لئے لوگوں میں ضد اور انا بھی بن جاتی ہے اور اپنا علم ظاہر کر رہے ہوتے ہیں کہ مجھے اس کا علم ہے، تمہیں نہیں ہے۔ تو احمدیوں کو صرف اس لئے علم حاصل کرنا چاہئے کہ اپنی انا مقصد نہ ہو یا علم کا رعب ڈالنا مقصد نہ ہو بلکہ اس علم کے نور کو پھیلانا اور اس سے فائدہ اٹھانا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا حاصل کرنا مقصد ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واقعہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ جب آپؑ نے ایک عالم سے صرف اس لئے بحث نہیں کی تھی کہ اس کے نقطہ نظر کو آپؑ ٹھیک سمجھتے تھے تو جو لوگ آپؑ کو بحث کے لئے لے گئے تھے انہوں نے بہت کچھ کہا بھی لیکن پھر بھی آپؑ کو جس بات سے اصولی اختلاف تھا وہ آپؑ نے نہ کیا۔ تو آپؑ کے اس فعل سے اللہ تعالیٰ نے بھی خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔ تو بندوں سے کچھ لینے کے لئے علم کا اظہار نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر رہنی چاہئے۔ اور جو علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کی بھی خدمت ہو سکے۔

ایک روایت میں حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم کی تلاش میں نکلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور فرشتے طالب علم کے کام پر خوش ہو کر اپنے پر اس کے آگے بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے زمین و آسمان میں رہنے والے بخشش مانگتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اس کے حق میں دعا کرتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی دوسرے ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء روپیہ پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑ جاتے بلکہ ان کا ورثہ علم و عرفان ہے جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بہت بڑا نصیب اور خیر کثیر حاصل کرتا ہے۔

(ترمذی کتاب العلم باب فضل الفقہ)

تو علم کی یہ اہمیت ہے، علم حاصل کرنے کے لئے یہاں بھی مغرب میں لوگ آتے

خوش آمدید یا سیّدی!

ہیں۔ بڑی دور دور سے پڑھنے کے لئے ایشیئنز ملکوں سے۔ اگر ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رضا بھی مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے حصول تعلیم کو بھی آسان کر دیتا ہے، ان کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنی آسانیاں پیدا کر دیتا ہے کہ اس دنیا میں بھی ان کے لئے جنت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور احمدی طالب علم خاص طور پر یہاں جو آ رہے ہیں جیسا کہ میں نے کہا، ان کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہونا چاہئے کہ انہوں نے تعلیم حاصل کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت چلتے ہوئے تعلیم حاصل کرنی ہے۔ یہاں کی رونقیں اور دوسرے شوق ان کو اس مقصد کے حصول سے ہٹانے والے نہ ہو جائیں۔ یہ نیت ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے یہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنانا ہے اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا ہے۔ اور اگر کوئی حصہء تعلیم اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے تو پھر اس کو بھی دنیا پہ واضح کرنا ہے گہرائی میں جا کے بھی علم حاصل کرنا چاہئے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت زیدؓ بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ یہودیوں کی خط و کتابت کی زبان سیکھو کیونکہ مجھے یہودیوں پر اعتبار نہیں کہ وہ میری طرف سے کیا لکھتے ہیں اور کیا کہتے ہیں۔ زید کہتے ہیں کہ پندرہ دن ہی گزرے تھے کہ میں نے سریانی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ اس کے بعد جب بھی حضور علیہ السلام کو یہود کی طرف کچھ لکھنا ہوتا تو مجھ سے لکھواتے اور جب ان کی طرف سے کوئی خط آتا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سناتا تھا۔

(ترمذی ابواب الادب باب ما جاء فی تعلیم السریانیة)

اس ضمن میں میں واقفین نو سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ واقفین نو جو شعور کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور جن کا زبانیں سیکھنے کی طرف رجحان بھی ہے اور صلاحیت بھی ہے۔ خاص طور پر لڑکیاں۔ وہ انگریزی، عربی، اردو اور ملکی زبان جو سیکھ رہی ہیں جب سیکھیں تو اس میں اتنا عبور حاصل کر لیں، (میں نے دیکھا ہے کہ زیادہ تر لڑکیوں میں زبانیں سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے) کہ جماعت کی کتب اور لٹریچر وغیرہ کا ترجمہ کرنے کے قابل ہو سکیں تبھی ہم ہر جگہ نفوذ کر سکتے ہیں۔

مجھے یاد ہے گھانا کے نارتھ میں کیتھولک چرچ تھا، چھوٹی سی جگہ پہ (میں بھی وہاں رہا ہوں) تو پادری یہاں انگلستان کا رہنے والا تھا وہ ہفتے میں چار پانچ دن موٹر سائیکل پر بیٹھ کر جنگل میں جایا کرتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم وہاں کیا کرنے جاتے ہو۔ اس نے بتایا کہ ایک قبیلہ ہے، ان کی باقیوں سے زبان ذرا مختلف ہے اور ان کی آبادی صرف دس پندرہ ہزار ہے اور وہ صرف اس لئے وہاں جاتا ہے کہ ان کی وہ زبان سیکھے اور پھر اس میں بائبل کا ترجمہ کرے۔ تو ہمارے لوگوں کو اس طرف خاص طور پر واقفین نو بچے جو تیار ہو رہے ہیں، توجہ ہونی چاہئے تاکہ خاص طور پر ہر زبان کے ماہرین کی ایک ٹیم تیار ہو جائے۔ بہت سے بچے ایسے ہیں جو اب یونیورسٹی لیول تک پہنچ چکے ہیں، وہ خود بھی اس طرف توجہ کریں جیسا کہ میں نے کہا اور جو ملکی شعبہ واقفین نو کا ہے وہ بھی ایسے بچوں کی لسٹیں بنائیں اور پھر ہر سال یہ فہرستیں تازہ ہوتی رہیں کیونکہ ہر سال اس میں نئے بچے شامل ہوتے چلے جائیں گے۔ ایک عمر کو پہنچنے والے ہوں گے۔ اور صرف اسی شعبے میں نہیں بلکہ ہر شعبے میں عموماً جو ہمیں موٹے موٹے شعبے جن میں ہمیں فوراً واقفین زندگی کی ضرورت ہے وہ ہیں مبلغین، پھر ڈاکٹر ہیں، پھر ٹیچر ہیں، پھر اب کمپیوٹر سائنس کے ماہرین کی بھی ضرورت پڑ رہی ہے۔ پھر وکیل ہیں، پھر انجینئر ہیں، زبانوں کے ماہرین کا میں نے پہلے کہہ دیا ہے پھر ان کے آگے مختلف شعبہ جات بن جاتے ہیں، پھر اس کے علاوہ کچھ اور شعبے ہیں۔ تو جو تو مبلغ بن رہے ہیں ان کا تو پتہ چل جاتا ہے کہ جامعہ میں جانا ہے اور جامعہ میں جانا چاہتے ہیں اس لئے فکر نہیں ہوتی پتہ لگ جائے گا لیکن جو دوسرے شعبوں میں یا پیشوں میں جا رہے ہوں ان میں سے اکثر کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ اب دوروں کے دوران مختلف جگہوں پر میں نے پوچھا ہے تو ابھی تک یا تو بچوں نے ذہن ہی نہیں بنایا ہوا 16-17 سال کی عمر کو پہنچ کے بھی، یا پھر کسی ایسے شعبے کا نام لیتے ہیں جس کی فوری طور پر جماعت کو شاید ضرورت بھی نہیں ہے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ میں نے پائلٹ بننا ہے۔ پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں تو کھیلوں سے دلچسپی ہے، کرکٹر بننا ہے یا فٹ بال کا پلیئر (Player) بننا ہے۔ یہ تو پیشے واقفین نو کے لئے نہیں ہیں۔ صرف اس لئے کہ بچوں کی صحیح طرح کونسلنگ (Counseling) ہی نہیں ہو رہی ان کی رہنمائی نہیں ہو رہی، اور اس وجہ سے ان کو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی کہ ان کا مستقبل کیا ہے۔ تو ماں باپ بھی صرف وقف کر کے بیٹھ نہ جائیں بلکہ بچوں کو مستقل سمجھاتے رہیں۔ میں یہی مختلف جگہوں پر ماں باپ کو کہتا رہا ہوں کہ اپنے بچوں کو سمجھاتے رہیں کہ تم وقف نو ہو ہم نے تم کو وقف کیا ہے تم نے جماعت کی خدمت کرنی ہے، اور جماعت کا ایک مفید حصہ بننا ہے اس لئے کوئی ایسا پیشہ اختیار کرو جس سے تم جماعت کا مفید وجود بن سکو۔ پھر ایسے بچے بھی ملے ہیں کہ بڑی عمر کے ہونے کے باوجود ان کو یہ نہیں پتہ کہ وہ

واقفِ نو ہیں اور وقفِ نو ہوتی کیا چیز ہے۔ ماں باپ کہتے ہیں کہ وقفِ نو میں ہیں۔ پھر بعض یہ کہتے ہیں کہ ماں باپ نے وقف کیا ہے لیکن ہم کچھ اور کرنا چاہتے ہیں تو جب ایسی فہرستیں تیار ہوں گی سامنے آرہی ہوں گی، ہر ملک میں جب تیار ہو رہی ہوگی تو ہمیں پتہ لگ جائے گا کہ کتنے ایسے ہیں جو بڑے ہو کر جھڑ رہے ہیں اور کتنے ایسے ہیں اور کس ملک میں ایسے ہیں جہاں سے ہمیں مبلغ ملیں گے اور کتنے ایسے ہیں جن میں سے ہمیں ڈاکٹر ملیں گے، کتنے انجینئر ملیں گے یا ٹیچر ملیں گے وغیرہ` پھر جو ڈاکٹر بنتے ہیں ان کی ڈاکٹری کے شعبے میں بھی دلچسپیاں ہر ایک کی الگ ہوتی ہیں تو اس دلچسپی کے مطابق بھی ان کی رہنمائی کی جاسکتی ہے۔ اس کے لئے بھی ملکوں کو مرکز سے پوچھنا ہوگا تا کہ ضرورت کے مطابق ان کو بتایا جائے۔ بعض دفعہ ہوتا ہے کہ کسی نے ڈاکٹر بننا ہے۔ صرف ایک شعبے میں دلچسپی نہیں ہوتی، دو تین میں ہوتی ہے تو ضرورت کے مطابق رہنمائی کی جاسکتی ہے کہ فلاں شعبے میں جانا ہے تو اب تو اس عمر کو دوسری تیسری کھیپ پہنچ چکی ہے شاید چوتھی بھی پہنچ رہی ہو جہاں مستقبل کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔ تو اس لئے ہر سال باقاعدہ اس کے مطابق نئے سرے سے فہرستیں بنتی رہنی چاہئیں، نئے جو شامل ہونے والے ہیں ان کو شامل کیا جانا چاہئے، جو جھڑنے والے ہیں ان کو علیحدہ کیا جانا چاہئے۔ اس لحاظ سے اب شعبہ وقفِ نو کو کام کرنا ہوگا۔

پھر جو پڑھ رہے ہیں ان کے بارے میں بھی علم ہونا چاہئے کہ ان میں درمیانے درجے کے کتنے ہیں اور یہ کیا کیا پیشے اختیار کر سکتے ہیں، ان کو کیا کام دیئے جاسکتے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا اس کام کو اب بڑے وسیع پیمانے پر دنیا میں ہر جگہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور واقفین نو کے شعبے کو میں کہوں گا کہ یہ فہرستیں کم از کم ایسے بچے جو پندرہ سال سے اوپر کے ہیں ان کی تیار کرلیں اور تین چار مہینے میں اس طرز پر فہرست تیار ہونی چاہئے۔ کیونکہ میرے خیال میں میں نے جو جائزہ لیا ہے جو رپورٹ کے اصل حقائق ہیں، زمینی حقائق جسے کہتے ہیں وہ ذرا مختلف ہیں اس لئے ہمیں حقیقت پسندی کی طرف آنا ہوگا۔

کچھ شعبہ جات تو میں نے گنوا دیئے ہیں تو یہ ہی نہ سمجھیں کہ ان کے علاوہ کوئی شعبہ اختیار نہیں کیا جاسکتا یا ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ بعض ایسے بچے ہوتے ہیں جو بڑے ٹیلینٹڈ (Talented) ہوتے ہیں، غیر معمولی ذہین ہوتے ہیں ریسرچ کے میدان میں نکلتے ہیں جس میں سائنس کے مضامین بھی آتے ہیں، تاریخ کے مضامین بھی ہیں یا اور مختلف ہیں تو ایسے بچوں کو بھی ہمیں گائیڈ کرنا ہوگا وہی بات ہے جو میں نے کہی کہ ہر ملک میں کونسلنگ یا رہنمائی وغیرہ کے شعبہ کو فعال کرنا ہوگا۔ اور جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے تو اس کمال کے لئے کوشش بھی کرنی ہوگی۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل بھی ہوں گے۔ بہر حال بچوں کی رہنمائی ضروری ہے چند ایک ایسے ہوتے ہیں جو اپنے شوق کی وجہ سے اپنے راستے کا تعین کر لیتے ہیں، عموماً ایک بہت بڑی اکثریت کو گائیڈ کرنا ہوگا اور جیسا کہ میں نے کہا گہرائی میں جا کر سارا جائزہ لینا ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’ میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے۔ اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفے کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفے سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 43۔ جدید ایڈیشن)

تو ہم نے واقفین نو بچوں کو پڑھا کے نئے نئے علوم سکھا کے پھر دنیا کے منہ دلائل سے بند کرنے ہیں۔ اور اس تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اصل قرآن کا علم اور معرفت دی ہے، اللہ کرے کہ واقفین نو کی یہ جدید فوج اور علوم جدیدہ سے لیس فوج جلد تیار ہو جائے۔ پھر واقفین نو بچوں کی تربیت کے لئے خصوصاً اور تمام احمدی بچوں کی تربیت کے لئے بھی عموماً ہماری خواتین کو بھی اپنے علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو بھی وقت دینے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اجلاسوں میں اجتماعوں میں، جلسوں میں آکر جو سیکھا جاتا ہے وہیں چھوڑ کر چلے نہ جایا کریں، یہ تو بالکل جہالت کی بات ہوگی کہ جو کچھ سیکھا ہے وہ وہیں چھوڑ دیا جائے۔ تو عورتیں اس طرف بہت توجہ دیں اور اپنے بچوں کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دیں۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جن واقفین نو یا عمومی طور پر بچوں کی مائیں بچوں کی طرف توجہ دیتی ہیں اور خود بھی کچھ دینی علم رکھتی ہیں ان کے بچوں کے

جواب اور وقف نو کے بارے میں دلچسپی بھی بالکل مختلف انداز میں ہوتے ہیں اس لئے مائیں اپنے علم کو بھی بڑھائیں اور پھر اس علم سے اپنے بچوں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔لیکن اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ باپوں کی ذمہ داریاں ختم ہوگئی ہیں یا اب باپ اس سے بالکل فارغ ہوگئے ہیں یہ خاوندوں کی اور مردوں کی ذمہ داری بھی ہے کہ ایک تو وہ اپنے عملی نمونے سے تقویٰ اور علم کا ماحول پیدا کریں پھر عورتوں اور بچوں کی دینی تعلیم کی طرف خود بھی توجہ دیں ۔کیونکہ اگر مردوں کا اپنا ماحول نہیں ہے، گھروں میں وہ پاکیزہ ماحول نہیں ہے،تقویٰ پر چلنے کا ماحول نہیں۔ تو اس کا اثر بہرحال عورتوں پر بھی ہوگا اور بچوں پر بھی ہوگا۔اگر مرد چاہیں تو پھر عورتوں میں چاہے وہ بڑی عمر کی بھی ہو جائیں تعلیم کی طرف شوق پیدا کرسکتے ہیں کچھ نہ کچھ رغبت دلا سکتے ہیں۔کم از کم اتنا ہوسکتا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں اس لئے جماعت کے ہر طبقے کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔مرد بھی عورتیں بھی۔ کیونکہ مردوں کی دلچسپی سے ہی پھر عورتوں کی دلچسپی بھی بڑھے گی اور اگر عورتوں کی ہر قسم کی تعلیم کے بارے میں دلچسپی ہوگی تو پھر بچوں میں بھی دلچسپی بڑھے گی۔ ان کو بھی احساس پیدا ہوگا کہ ہم کچھ مختلف ہیں دوسرے لوگوں سے۔ ہمارے کچھ مقاصد ہیں جو اعلیٰ مقاصد ہیں۔اور اگر یہ سب کچھ پیدا ہوگا تو تبھی ہم دنیا کی اصلاح کرنے کے دعوے میں سچے ثابت ہوسکتے ہیں۔ ورنہ دنیا کی اصلاح کیا کرنی ہے۔اگر ہم خود توجہ نہیں کریں گے تو ہماری اپنی اولادیں بھی ہماری دینی تعلیم سے عاری ہوتی چلی جائیں گی۔کیونکہ تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ کئی ایسے احمدی خاندان جن کی آگے نسلیں احمدیت سے ہٹ گئیں صرف اسی وجہ سے کہ ان کی عورتیں دینی تعلیم سے بالکل لاعلم تھیں۔اور جب مرد فوت ہوگئے تو آہستہ آہستہ وہ خاندان یا ان کی اولادیں پرے ہٹتے چلے گئے کیونکہ عورتوں کو دین کا کچھ علم ہی نہیں تھا، تو اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی اکٹھے ہوکر کوشش کرنی ہوگی تاکہ ہم اپنی اگلی نسل کو بچا سکیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر دین کا علم پیدا کرنے اور اگلی نسلوں میں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ: یہ خطبہ تربیت پلان کے تحت شائع کیا جارہا ھے۔ احباب جماعت سے درخواست ھے کہ اس میں موجود نصائح پر عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔

شمعِ شوق

ثاقبؔ زیروی

نظر نظر میں لئے جان و دل کے نذرانے
طوافِ شمع کو پھر آگئے ہیں پروانے

جبیں پہ گردِ رہِ عشق ، دل میں نور و سرور
ہیں آسمانِ عقیدت پہ آج دیوانے

جہانِ درد لرزتی ہوئی صداؤں میں
محبتوں کے خزانے ، دلوں کے کاشانے

مصافحوں میں لپک اور معانقوں میں خلوص
عطا کیا ہے عجب سوز انہیں مسیحا نے

وہ لوگ آئے ہیں آنکھوں میں شمعِ شوق لئے
جنہیں نہ پوچھا کبھی کم نگاہ دنیا نے

کس اہتمام سے "اک شمعِ انجمن" کے لئے
وفا کے نور میں ڈوبے ہوئے ہیں پروانے

یہ تین دن بھی عجب رحمتوں کے دن ہوں گے
کھلیں گے دیدہ و دل میں گلوں کے پیمانے

شرابِ نور سے دھو لو دلِ ونظر ثاقب
نصیب ہوں کہ نہ ہوں پھر یہ دن خدا جانے

خوش آمدید یا سیّدی!

جلسہ سالانہ کی اہمیت و آداب سے متعلق ارشادات

جلسہ سالانہ کالازمی تقاضا

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"۔۔۔اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسے میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز ماہ بہ ماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہوجائے گا۔"

(آسمانی فیصلہ، رُوحانی خزائن' جلد 4 صفحہ352)

"سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہیئے۔ پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا ہے اس میں سستی، غفلت اور عدم توجہ بہت برے نتائج پیدا کرتی ہے۔ جو لوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جائے تو غور سے اس کو نہیں سنتے۔ ان کو بولنے والے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور مؤثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اور دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑے غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا وہ خواہ عرصہ تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔"

(الحکم مارچ1902)

خدا سے مدد مانگو، ذکر اللہ کی طرف آؤ جو فحشاء اور منکر سے بچانے والا ہے

حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے احباب سے مخاطب ہو کر نصائح فرماتے ہیں کہ:

"۔۔۔ہماری بابت کچھ بھی خیال نہ کرو۔ ہم کیا اور ہماری ہستی کیا۔ ہم اگر بڑے تھے تو گھر رہتے۔ پاکباز تھے تو پھر امام کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اگر کتابوں سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا تھا تو پھر ہمیں کیا حاجت تھی ہمارے پاس بہت سی کتابیں تھیں۔ مگر نہیں، ان باتوں سے کچھ نہیں بنتا، اسی طرح ہم جس قدر یہاں ہیں اپنے اپنے امراض میں مبتلا ہیں۔۔۔ اور یہاں علاج کے لئے بیٹھے ہیں تو پھر ہماری کسی حرکت پر ناراض ہونا عقل مندی نہیں۔۔۔ صادق مامور ایک ہی ہے جو مسیح اور مہدی ہو کر آیا ہے۔ پس خدا سے مدد مانگو ذکر اللہ کی طرف آؤ جو فحشاء اور منکر سے بچانے والا ہے اسی کو اسوہ بناؤ اور اسی کے نمونہ پر چلو جو ایک ہی مقتدا اور مطاع اور امام ہے۔" (سورہ جمعہ کی تفسیر ص66)

(مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین صفحات 10,9)

جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام میں اپنی دعاؤں کو ہمیشہ اعلیٰ مقاصد پر مشتمل رکھو

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"غرض وہ جلسے کے دن جن کے متعلق خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکات کا وعدہ کیا گیا ہے، پھر قادیان جسے ارضِ حرم سے تشبیہہ دی گئی ہے اور جمعہ کا دن جو خاص فضلوں کے نزول کا دن ہوتا ہے آج ہمیں میسّر ہے پس ہمارے لئے نہایت ہی بابرکت موقع ہے اور ان برکات سے فائدہ اٹھانے کا طریق یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں میں انابت اور تضرّع پیدا کریں اور اعلیٰ مقاصد اپنے دل میں پیدا کر کے اللہ تعالیٰ سے ان کے حصول کے لئے دعائیں کریں۔ بہت لوگ دعائیں تو

خوش آمدید یا سیّدی!

اللہ تعالیٰ سے قبول کروالیتے ہیں مگر وہ اتنی چھوٹی اور اتنی معمولی اور حقیر باتوں پر مشتمل ہوتی ہیں کہ انہیں سن کر حیرت ہوتی ہے۔۔۔پس دعاؤں میں بہت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اور گو جیسا کہ حضرت مسیحؑ کہتے ہیں اپنی جوتی کا تسمہ بھی خدا سے مانگ' ہمیں اپنی معمولی معمولی ضرورتیں بھی خدا تعالیٰ کے آگے پیش کرنی چاہئیں مگر یہ مستقل مانگنا نہ ہو بلکہ مستقل دعا مومن کی اسی مقصد کیلئے ہونی چاہیے جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا ہے اور جس کو بیان کرتے ہوئے اس نے کہا ہے کہ

مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِيَعْبُدُوْنَ

(الذّٰریٰت: 57)''

(خطبہ جمعہ 28/دسمبر1934)

جلسہ سالانہ میں زیادہ سے زیادہ شمولیت کریں

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''جلسہ سالانہ ہماری جماعت کی تدریجی ترقی کا ایک چھوٹا سا پیمانہ ہے اور بھی بہت سے پیمانے ہیں لیکن چونکہ اس وقت میں اپنے دوستوں کو جلسہ سالانہ کے متعلق توجہ دلانا چاہتا ہوں، اس کیلئے میں نے اسی ایک پیمانہ کا ذکر کیا ہے۔ دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ اس سال جلسہ سالانہ پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے (جیسا کہ میں نے بتایا ہے) ضرور پورے ہوتے ہیں۔لیکن ان وعدوں کا پورا ہونا انسان کو غافل نہیں کیا کرتا۔ کیونکہ جس طرح اس دنیا کے درختوں کے اندر ہمیں سوکھی ٹہنیاں نظر آتی ہیں۔ اسی طرح الٰہی سلسلوں کے اندر بھی ہمیں کچھ خشک ٹہنیاں نظر آتی ہیں۔ ہمیں ہمیشہ اس بات سے خوف کھاتے رہنا چاہیئے اور ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں اپنی بدقسمتی اور اپنی غفلت اور اپنے گناہ اور اپنی بے پرواہی کے نتیجہ میں ہم ہی وہ خشک ٹہنیاں نہ بن جائیں اس کے لئے ہر فردِ بشر کو جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتا ہے کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ ان مبارک ایام میں اپنے چھوٹے چھوٹے حرجوں کا خیال نہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم محمدی قرار دیا ہے جلسہ سالانہ میں زیادہ سے زیادہ شمولیت کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/دسمبر1966 بمقام مسجد مبارک ربوہ)

اپنی رُوحوں کو عالمی رُوح بناؤ

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جہاں بھی میں دورے پر جاتا ہوں وہاں اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ اپنی روحوں کو عالمی روح بناؤ اور روح ہے ہی عالمی۔ خدا نے اسے عالمی بنایا تھا۔ انسانوں نے اس کو ملوث کر دیا، انسانوں نے اسے گندا کر دیا، انسانوں نے اسے شخصیتیں عطا کیں جو اس کی شخصیت نہیں ہیں۔ روح تو اللہ کے لئے صاف ہو جانے کا نام ہے اور پھر خدا کے رنگ ایسی روح پر چڑھتے ہیں اور خدا کے رنگ عالمی ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے رنگ کسی ایک ملک سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ خدا کی تمام صفات عالمی ہیں اور وہ روحیں جن پر مقامی رنگ چڑھے ہوئے ہوں ان پر عالمی رنگ نہیں چڑھا کرتے اس لئے اس کو صاف کرنا بھی اس جلسے پر ہمارا کام ہے۔ آپ جب ایک دوسرے سے ملیں ایک دوسرے سے تعلق رکھیں تو اس مرکزی حیثیت کو کبھی نہ بھولیں۔ ہم سب ایک ہیں اور ایک ہونا غیروں نے بھی محسوس کیا ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک نشان بن کر ابھرتا ہے، اور جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ صرف تعارف کی حیثیت سے یہ نام لئے جائیں مگر روحیں حقیقتاً نہ امریکن ہیں نہ جاپانی نہ چینی، جب وہ مریں گی تو ان کی ساری نیشنلیٹیز (Nationalities)، ساری دنیاوی شخصیات پیچھے رہ جائیں گی۔ وہ اکیلی ہی جائیں گی ان کے ساتھ کوئی بھی شخصیت وابستہ نہیں ہوگی۔ پس اس پہلو سے ان کو خدا کے رنگ دلانا یہ ہمارا کام ہے۔''

(خطبہ جمعہ 18 جولائی 1997 بمقام مسجد فضل لندن)

جو کام ہو اللہ کے لئے ہو اور جو بات ہو خدا کے واسطے ہو

حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پس یہ اخلاص ہے جس کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے اور اس مقصد کے

خوش آمدید یا سیّدی!

لئے آنا چاہیئے ۔جیسا کہ آپؓ نے فرمایا کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو اور جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔اس اصول کو ہر ایک اپنے سامنے رکھے اور جلسہ کی برکات سے فائدہ اٹھائے اور ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ان دنوں کو دعاؤں میں گزاریں۔تمام پروگراموں کو سنیں۔دھیان ہر وقت یہاں بیٹھ کے یہ نہ ہو کہ میں بازار جاؤں گا اور شاپنگ کروں گا یا فلاں کام کرنا ہے یا فلاں کاروبار کی طرف دیکھنا ہے۔بلکہ جلسے پر آئے ہیں تو جلسے کے مقصد کو ہی پیش نظر رکھیں۔اور ہر نیکی کی بات جو سنیں اس کو اپنانے کی کوشش کریں۔اپنی زندگیاں اسی طرح گزارنے کی کوشش کریں جس طرح نیکی کی باتیں آپ کو سکھائی جا رہی ہیں۔۔۔اس ذکرِ الٰہی کے نکتے کو حضرت مصلح موعودؓ نے بڑے خوبصورت انداز میں یوں بیان فرمایا ہے:

آپؓ نے فرمایا کہ:

’مجھے ایک اور خیال آیا اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جلسے کے ایام میں ذکرِ الٰہی کرو۔اس کا فائدہ خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ **اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ** اگر تم ذکرِ الٰہی کرو گے تو خدا تمہارا ذکر کرنا شروع کر دے گا۔بھلا اس بندے جیسا خوش قسمت کون ہے جس کا اپنا آقا یاد کرے اور بلائے ذکرِ الٰہی تو ہے ہی بڑی نعمت خواہ اس کے عوض انعام ملے نہ ملے پس تم ذکرِ الٰہی میں مشغول رہو۔‘

پس یہ دن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے کے خاص دن ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ29جولائی 2005)

حضور ایدہ اللہ کی شاملین جلسہ کو ایک ہدایت

’’ایک حدیث میں آتا ہے کہ،ایک دعا ہے جو آنے والے مہمانوں کو پڑھتے رہنا چاہیئے،حضرت خولہ بنت حکیمؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے یا کسی جگہ پر پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے کہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اُس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے پناہ چاہتا ہوں،اس (دُعا) کے آپؐ کے عربی میں الفاظ یہ ہیں:

اَعُوْذُ بِکَلِمَا تِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

(مسلم، موٴطا، ترمذی)

فرمایا کہ جب یہ دعا مانگو گے تو اس شخص کے یہاں کی رہائش ترک کرنے یا اس جگہ سے کُوچ کرنے تک اُسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔تو یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہر آنے والے کو ہر شر سے بچائے اور نیک اثرات لے کر یہاں سے جائیں اور نیک اثرات چھوڑ کر جائیں۔جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ جلسے پر آنے والے مہمانوں کو یہ مقصد ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ آپس میں محبت اور اخوت پیدا ہو۔تو اس بات میں جو تعلیم ہمیں آنحضرتؐ نے دی ہے اسکا بھی اس بات سے اظہار ہوتا ہے۔‘‘

جلسے سے متعلق آداب ونصائح

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

- یہ دن ذکرِ الٰہی میں گزاریں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر اس کے احسانات کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے وقت کو کاٹیں اور اس جنت سے لطف اندوز ہوں۔
- میں ایک اور بات کی نصیحت آپ کو کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس جلسے میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ پہلے سے بڑھ کر غیر معمولی فضلوں کو نازل ہوتا دیکھیں گے اور ان فضلوں کے دیدار کی جو خدا نے توفیق عطا فرمائی ہے اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔
- ان سب کو جو آ گئے (اس جلسہ پر) اور ان سب کو بھی جو آنے والے ہیں اور ان سب کو بھی جو آنہیں سکے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔
- ان انتظامات کے سلسلے میں جو بشری کمزوریاں رونما ہوں ان سے صرفِ نظر فرمائیں اور جہاں تک ہو سکے عفو کا سلوک کریں اور بخشش کا سلوک کریں کیونکہ انسان جو اپنے بھائیوں سے عفو اور بخشش کا سلوک کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی عفو اور بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔
- جلسہ کے ایام میں نمازوں کی خاص طور پر نگرانی کی جائے اور جب نمازیں کھڑی ہوجاتی ہیں تو کوئی نماز سے باہر نہ ہو سوائے ان کے جو ڈیوٹیوں

خوش آمدید یا سیّدی!

پر ہیں اور خاص طور پر فجر کی نماز کا اہتمام کیا جائے۔

کارکنان کو دعا کی طرف توجہ دلانی چاہیئے اور ہر منتظم اپنے شعبے میں دیگر امور کے علاوہ دعا کی طرف توجہ دلائے کیونکہ اس سے کاموں میں عظیم الشان برکت پڑتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 17جولائی 1987)

جلسے کا نظام عالمی بھائی چارے کو تقویت دینے اور اخلاقی لحاظ سے ایک عالمی معیار پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے بہت ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ 8جولائی 1994)

اگر آپ خدا کے نام پر اکٹھے ہو جائیں تو آپ وہ ہیں جو اس یونائیٹڈ نیشنز کو جنم دیں گے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی یونائیٹڈ نیشنز ہو گی اور تمام کائنات پر چھا جائے گی، ہر دل کو باندھ دے گی، ہر وجود کو ایک کر دے گی۔ ساری قومیں اسی ایک چشمہ سے سیراب ہونگی۔ خدا کرے کہ جلد از جلد وہ دن آئیں۔ ہمیں اس کی تیاری کرنی ہے۔ ہمارے سپرد یہ کام سونپا گیا ہے۔ پس اپنی حقیقت کو پہچانیں۔ ان توقعات پر نظر ڈالیں جو آپ سے وابستہ ہیں اور کوئی ان توقعات کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں نہیں آئے گا۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ مورخہ 28جولائی 1995)

مہمانوں سے عزت اور احترام کا سلوک کریں۔ بعض لوگ تین دن کی بجائے صرف دو دن یا آخری دن کے لئے آجاتے ہیں اور ان کے آنے کا مقصد صرف میل ملاقات ہوتا ہے۔ اس جلسہ کی برکات کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے تینوں دن حاضر رہیں اور ہر لحاظ سے مستفید ہوں۔ جو گھر کے عزیز رشتہ دار ہوتے ہیں ان کو اگر شوق سے زیادہ بھی ٹھہرا لیا جائے تو وہ ہرگز مہمان نہیں بلکہ اقرباء کے حق میں آتے ہیں۔

بلند آواز سے تُو تُو، میں میں کرنا یا ٹولیوں میں پھر کر قہقہے بلند کرنا اچھی عادت نہیں۔ بعض اوقات مہمان یہ سمجھتا ہے کہ شاید مجھ پر ہنسا جا رہا ہے۔ پچھلے سالوں میں ایک جلسہ کے موقعہ پر بالکل ایسا ہی ہوا اور اس مہمان نے مجھ سے شکایت کی کہ مجھ پر میرے رنگ پر، میری نسل پر ہنسا جا رہا تھا حالانکہ ہنسنے والوں کا دور کا بھی یہ خیال نہیں تھا۔ بہر حال ہنسیں تو احتیاط سے ہنسیں۔ یعنی بہت اونچی آواز سے قہقہے نہ لگائیں تا کہ سننے والے یہ نہ سمجھیں کہ آپ ان پر ہنس رہے ہیں۔

اگر کسی مہمان کو اپنی کار وغیرہ میں بٹھائیں تو ہرگز کرایہ کے طور پر نہ ایسا کریں۔ ان سے کسی قسم کے کرایہ کا مطالبہ جائز نہیں۔ مہمانوں کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں اور محبت، خلوص و قربانی کے جذبہ سے ان کی خدمت کریں۔

لنگر خانہ میں نماز کی ادائیگی کا انتظام ہونا چاہیئے اور پہرہ دار بھی ضرور نماز ادا کریں۔ ان کے افسران کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ اس کا خیال رکھیں۔

فضول گفتگو سے اجتناب کریں۔ جس حد تک ممکن ہو جلسہ کی کارروائی وقار اور خاموشی سے سنیں۔

وقت کی پابندی کا خیال رکھیں۔

جلسہ کی تقریروں کے دوران باہر کھڑے ہو کر آپس میں باتیں نہ کریں۔

صفائی کا خیال رکھیں مسجد، رہائش گاہ، جلسہ گاہ اور سارا ماحول صاف ستھرا رکھنے میں تعاون فرمائیں۔ اپنے ساتھ بیگ میں یا جیب میں ایک خالی پلاسٹک کا تھیلا رکھ لیا کریں اور استعمال شدہ چیزیں اسی میں ڈالا کریں، بعد میں اسے بڑے بن (Bin) میں پھینک دیا کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ اپنی پلیٹ میں اتنا ہی ڈالتے تھے جو ختم کیا جا سکتا ہو۔ اس لئے اپنی تھالی میں اتنا ہی ڈالیں جو آپ کھا سکتے ہیں۔ دوبارہ ضرورت پڑے جتنی دفعہ چاہیں ڈالیں اس میں کسی تردد کی ضرورت نہیں

ہر قسم کے جماعتی اموال اور اشیاء کی حفاظت اور ان کے استعمال میں خاص احتیاط برتی جائے۔

غض بصر اور پردہ کا خیال رکھیں۔ بعض خواتین جو کسی وجہ سے چہرہ نہیں ڈھانپ سکتیں ان کا لباس اور انداز ہی ان کے لئے پردہ کا کام کرتا ہے۔ بعض عورتیں جو چہرہ نہ ڈھانک سکیں ان کے لئے جائز نہیں کہ سرخی پاؤڈر لگا کر اور بناؤ سنگھار کر کے سر عام پھریں۔

ہر وقت شناختی کارڈ لگا کر رکھیں اور اگر کوئی شخص اس کے بغیر نظر آئے تو اس کو بھی نرمی سے سمجھائیں۔

● حفاظت کے پہلو کو ذہن میں رکھیں۔یادرکھیں حفاظت صرف اللہ کی ہے مگر اللہ کے حکم کے تابع حفاظت کے لئے اپنے ذہن کو بیدار رکھنا چاہیئے۔

● اپنے دائیں بائیں جوبھی آپ کے دوست بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں ان پر نظر رکھا کریں۔ان کو چاہیئے کہ آپ پر نظر رکھیں کیونکہ بہت سے لوگوں کو لوگ پہچانتے نہیں ہیں اور چہرہ سے بعض دفعہ لگتا ہے کہ بڑا ہی کوئی خونی قسم کا آدمی ہے تو ایسے چہرے تو کم ہی ہوں گے احمدیوں میں انشاء اللہ، لیکن اگر خدانخواستہ ہوں تو آپ بیدار مغز رہیں اور ان پر نظر رکھیں۔

● کسی کے متعلق اگر اطلاع ملے کہ وہ اجنبی ہے اور اس کی حرکات ٹھیک نہیں ہیں تو چاہیئے کہ محکمہ کو مطلع کریں اور جب تک محکمہ کی طرف سے اس کا انتظام نہ ہو آپ بھی اس کے ساتھ ساتھ رہیں۔

● والدین جو بچوں والے ہوں وہ پیچھے بیٹھا کریں اور اگر بچے شور ڈالیں تو ان کو لے کر باہر نکل جائیں۔

● ٹریفک کے قواعد کو جیسا کہ ہمیشہ سمجھایا جاتا ہے ملحوظ رکھیں، رستوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔تکلیف دہ چیزوں کو ہٹائیں یہ بھی ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

● اپنی قیمتی اشیاء پر نظر رکھیں۔۔۔اسی طرح گمشدہ بچوں پر نظر رکھیں، ان کو گمشدہ اشیاء کی طرح گمشدہ چیزوں کے خیمہ میں پہنچائیں اور ان کے متعلق وہ اعلان کر دیں گے۔

● تقاریر بڑی محنت سے تیار کی جاتی ہیں صرف میری ہی نہیں بلکہ سلسلہ کے دوسرے علماء بھی انشاء اللہ آپ کے سامنے تقریریں کریں گے تو آپ پوری توجہ سے اسی طرح جس طرح میری تقریر سنتے ہیں ان کی تقریریں بھی سنیں اور ان کی محنت کو ضائع نہ جانے دیں۔

● سلام کو رواج دیں۔ "اَفْشُو السّلام بینکم"۔رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے، آتے جاتے، چلتے پھرتے سلام کیا کریں۔ہمارے حافظ محمد رمضان صاحب ہوتے تھے قادیان میں، ان کو بہت شوق تھا پہلے سلام کرنے کا۔دُور سے بعض دفعہ کسی بکری کسی بھینس کی چاپ کی آواز آئے تو فوراً السلام علیکم کہہ دیا کرتے تھے۔تو بعد میں کسی نے ان سے پوچھا کہ حافظ صاحب یہ کیا کرتے ہیں انہوں نے کہا مجھے پتہ نہیں، مجھے اتنا پتہ ہے کہ جو پہلے سلام کرتا ہے اسے فائدہ ہوتا ہے تو مجھے پتہ نہیں لگتا، دیکھ نہیں سکتا کہ جانور ہے یا آدمی ہے چاپ سنتا ہوں تو میں سلام پہلے کر دیتا ہوں۔

● بڑوں سے ادب سے پیش آئیں اور چھوٹوں کا خیال رکھیں۔

● عورتیں پردہ کا خیال رکھیں۔

● لڑائی جھگڑوں سے پرہیز رکھیں، فضول بحث میں نہ الجھیں۔

● کارکنان سے تعاون کیا کریں۔

● حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کی اغراض میں یہ بھی فرمایا ہے کہ باہمی مودّت پیدا ہو۔دُور دُور سے لوگ آتے ہیں اور آپ کے ملک میں اس وقت سب دنیا سے لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔ان سے محبت اور پیار سے ملیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حکم کی اطاعت کریں۔

● سفر کے متعلق بارہا میں کہہ چکا ہوں کہ احتیاط برتیں۔اگر نیند غالب ہو تو سفر نہ کیا کریں، نوکری جانے کا خطرہ ہے تو جانے دیں۔جان نہ جانے دیں۔

● اس کے علاوہ حضورؒ نے بیرون ملک سے جلسہ کی غرض سے ویزا حاصل کر کے آنے والوں کو سخت تاکیدی رنگ میں نصیحت فرمائی تھی کہ وہ کسی بھی نامناسب طریق کو استعمال کرتے ہوئے میزبان ملک میں مستقل رہائش کے بارے میں ہرگز نہ سوچیں بلکہ جتنی جلد ممکن ہو واپس جائیں۔

فرشتے بھر رہے ہیں اس کو اپنے دامن میں
نکل رہی ہے دُعا جو مری زباں سے آج

پڑے گی رُوح نئی جسمِ زارِ مُسلم میں
وہ کام ہوگا مرے جسمِ نیم جاں سے آج

دُعائیں شعلۂ جوّالہ بن کے اُتریں گی
جلا کے رکھ دیں گے اعداء کو ہم فغاں سے آج

(انتخاب از کلامِ محمود)

خوش آمدید یا سیّدی!

آؤ لوگو حضرتِ مسرور کی باتیں کریں

ڈاکٹر محمد جلال شمسؔ۔ جرمنی

آؤ لوگو حضرتِ مسرور کی باتیں کریں
جو ہمیں بخشا گیا اس نور کی باتیں کریں

وہ خلیفہ پانچواں برحق مسیحِ پاک کا
ہاں مداوا وہ ہمارے دیدۂ نمناک کا

جس کی باتوں میں نظر آتا ہے نورِ زندگی
جس کے خطبے سب کو دیتے ہیں سرُورِ زندگی

جس کی شخصیت میں ہے مشہود طاہرؔ کی جھلک
رحمتِ باری کا سایہ جس پہ رکھتا ہے فلک

جو کہ ہے تصویر پیارے ناصرؔ و محمودؔ کی
جس کے دل میں ہے محبت حضرتِ مسجود کی

جس کے چہرہ سے عیاں سرخی حیا کے نور کی
جس کے دل سے غیر کی ہیبت خدا نے دُور کی

جس کو مولا نے کہا بے شک میں تیرے ساتھ ہوں
مَیں ہی تیری صبح ہوں اور میں ہی تیری رات ہوں

شاہزادہ جس کے دل میں بے کسوں کا درد ہے
ہے دعا منصورؔ کی جو بس یہی وہ مَرد ہے

وہ امیر المومنیں ہے اُس کے بن جائیں غلام
اُس کی باتیں زندگی کا سب کو دیتی ہیں پیام

اُس حسیں کی آج دنیا میں نہیں کوئی نظیر
خوش خصال و خوش طبیعت مومنوں کا وہ امیر

اُس کے پاؤں کی زمیں سُرمہ ہے آنکھوں کا مری
نُور سے جس کی فنا ہوتی ہے ہر اک تیرگی

شمسؔ بے مایہ ہے آقا ایک دیوانہ ترا
تجھ پہ قرباں میری جاں دل بھی مرا تجھ پر فدا

خوش آمدید یا سیدی!

خلافت خامسہ کی عظیم الشان اور بابرکت تحریکات

مرتبہ: حبیب الرحمٰن زیروی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے نام اپنے پہلے پیغام میں فرمایا:

''اگر قدرت ثانیہ نہ ہوتو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا پس اس قدرت کے ساتھ کامل اطاعت اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 23مئی 2003)

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''خلفاء کی طرف سے مختلف وقتوں میں مختلف تحریکات بھی ہوتی رہتی ہیں۔ روحانی ترقی کے لئے بھی جیسا کہ مساجد کو آباد کرنے کے بارہ میں ہے، نمازوں کے قیام کے بارہ میں ہے، اولاد کی تربیت کے بارہ میں ہے، اپنے اندر اخلاقی قدریں بلند کرنے کے بارہ میں، وسعت حوصلہ پیدا کرنے کے بارہ میں، دعوت الی اللہ کے بارہ میں یا متفرق مالی تحریکات ہیں۔ تو یہی باتیں ہیں جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں اطاعت درمعروف کے زمرے میں یہی باتیں آتی ہیں تو نبی نے یا کسی خلیفہ نے تمہارے سے خلاف احکام الٰہی اور خلاف عقل تو کام نہیں کروانے۔ یہ تو نہیں کہنا کہ تم آگ میں کود جاؤ اور سمندر میں چھلانگ لگا دو۔۔۔ تو واضح ہو کہ نبی یا خلیفہ وقت کبھی بھی مذاق میں بھی یہ بات نہیں کرسکتا۔''

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 343)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ تین سالوں میں جماعت کی تربیت اور ترقی کے بارہ میں مختلف اوقات میں جو بابرکت تحریکات فرمائیں بطور یاددہانی ان کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ احباب جماعت ان تحریکات پر کماحقہٗ عمل کرنے کی کوشش فرماتے رہیں۔

(1) جماعت احمدیہ اِنگلستان اور ایم ٹی اے کے کارکنان

''جماعت انگلستان کا اور ایم ٹی اے کا شکریہ ادا کریں جو لوگ یہاں نہیں آسکے انہوں نے جس تفصیل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ اپنے دلوں کی تسکین کے سامان پائے اس پر دنیا میں کروڑوں احمدی ایم ٹی اے کے کارکنان کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے نہ آنے والے مجبوروں کو بھی تشنہ نہیں رہنے دیا۔ میری اطلاع کے مطابق تو مجھے پتہ چلا ہے کہ بعض کارکنان مسلسل 48 گھنٹے تک ڈیوٹی دیتے رہے اور پھر تھوڑا سا آرام کرتے تھے۔ یہ سب یقیناً ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔ تمام جماعت کو ان تمام کارکنان کے لئے جنہوں نے انتظامی لحاظ سے خدمت کی یا ایم ٹی اے میں خدمات سرانجام دیں، دعا کی خصوصی درخواست کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے اور آئندہ بھی اسی وفا اور اخلاص کے ساتھ اسی طرح قربانیاں دیتے ہوئے کام کرتے چلے جائیں۔ آمین''

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 38,37)

(2) دعا کی تحریک

''اپریل 1903 میں پھر یہ الہام ہے:-

''رَبِّ اِنِّی مَظْلُوْمٌ فَانْتَصِرْ فَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا''۔

اے میرے رب مَیں ستم رسیدہ ہوں۔ میری مدد فرما اور انہیں اچھی طرح پیس ڈال۔

(تذکرہ)

یہ دعا آج کل ہمیں ہر احمدی کو کرنی چاہئے۔ اس پر توجہ دیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25جولائی 2003)

خوش آمدید یا سیّدی!

(3) ''طاہر فاؤنڈیشن'' کے قیام کا اعلان

''مختلف لوگوں نے توجہ دلائی ہے خود بھی خیال آیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریکات ہیں اور غلبۂ اسلام کے لئے آپ کے مختلف منصوبے تھے۔ آپ کے خطبات ہیں، تقاریر ہیں، مجالس عرفان ہیں۔ ان کی تدوین اور اشاعت کا کام ہے۔ تو یہ کافی وسیع کام ہے جس کے لئے الگ ادارہ کے قیام کی ضرورت ہے۔ تو کافی سوچ کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ ایک ادارہ ''طاہر فاؤنڈیشن'' کے نام سے قائم کیا جائے اور اس کے لئے انشاء اللہ ایک مجلس ہوگی، بورڈ آف ڈائریکٹرز ہوگا، جو کہ بیس ممبران پر مشتمل ہوگا اور اس کی ایک سب کمیٹی لندن میں بھی ہوگی۔ کیونکہ دنیا میں مختلف جگہوں میں پھیلے ہوئے، مختلف زبانوں کے کام ہیں اور جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تینوں مرکزی انجمنیں مل کر یہ فنڈز مہیا کریں گی لیکن کچھ لوگوں کی بھی خواہش ہوگی تو اس میں کوئی پابندی نہیں ہے جو کوئی اپنی خوشی سے، اپنی مرضی سے اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں، ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے، ان کو اجازت ہوگی، دے سکتے ہیں اس میں چندہ۔ تو دعا کریں جو کمیٹی بنے گی اس کو اللہ تعالیٰ کام کرنے کی توفیق بھی دے اور ہر لحاظ سے وہ کام جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریکات کے ہیں جو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے ان کو مکمل کرنے کی توفیق ملے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 19 ستمبر2003)

(4) احمدی ڈاکٹرز کو جماعت کے ہسپتالوں میں خدمت کے لئے عارضی وقف کی خصوصی تحریک

''یہاں ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جماعتی سطح پر یہ خدمتِ انسانیت حسبِ توفیق ہو رہی ہے، مخلصینِ جماعت کو خدمتِ خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمتِ انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجالا رہے ہیں۔ لیکن مَیں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آ سکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔

خوش آمدید یا سیّدی!

اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا انشاء اللہ۔ اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہدِ بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال نہیں سکیں گے۔''

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 318)

(5) نصرت جہاں سکیم کے تحت وقفِ زندگی کی تحریک

''جلسے (جلسہ برطانیہ 2003) پر میں نے ڈاکٹروں کو توجہ دلائی تھی کہ ہمارے افریقہ کے ہسپتالوں کے لئے ڈاکٹر مستقل یا عارضی وقف کریں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات بہت بہتر ہیں۔ وہ دقتیں اور وہ مشکلات بھی نہیں رہیں جو شروع کے واقفین کو پیش آئیں اور اکثر جگہ تو بہت بہتر حالات ہیں اور تمام سہولتیں میسر ہیں۔ اور اگر کچھ تھوڑی بہت مشکلات ہوں بھی تو اس عہد بیعت کو سامنے رکھیں کہ محض للہ اپنی خداداد طاقتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ آگے آئیں اور مسیح الزمانؑ سے باندھے ہوئے اس عہد کو پورا کریں اور ان کی دعاؤں کے وارث بنیں۔ اسی طرح ربوہ میں فضل عمر ہسپتال کے لئے بھی ڈاکٹروں کی ضرورت ہے وہاں بھی ڈاکٹر صاحبان کو اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔

پھر پاکستان میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی بچوں کی تعلیم اور مریضوں کے علاج کے لئے مستقلاً احباب جماعتی انتظام کے تحت مالی اعانت کرتے ہیں اور پاکستان اور ہندوستان جیسے ملکوں میں جہاں غربت بہت زیادہ ہے اس مقصد کے لئے مالی اعانت کرنے والے اس خدمت کی وجہ سے مریضوں کی دعائیں لے رہے ہیں۔ تو اس نیک کام کو بھی احباب جماعت کو جاری رکھنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر جاری رکھنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر کرنا چاہئے کہ دکھوں میں اضافہ بھی تیزی سے ہو رہا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 12دسمبر2003)

(6) خدمتِ انسانیت کی تحریک

''جماعتی سطح پر یہ خدمت انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمت خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں

جن سے خدمت انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجالا رہے ہیں۔ لیکن مَیں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آ سکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا انشاء اللہ اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 7نومبر2003)

(7) انٹرنیٹ کا غلط استعمال ایک معاشرتی برائی بن کر سامنے آ رہا ہے اس سے بچنے کی کوشش کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انٹرنیٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''کہ یہ بھی پردہ کرنے کے زمرہ میں آتا ہے۔ بعض لڑکے لڑکی بن کر بات چیت کر رہے ہوتے ہیں۔ جب جماعت کا تعارف ہو جائے تو لڑکی خوش ہو جاتی ہے کہ چلو تبلیغ ہو رہی ہے۔ اگر آپ کی نیت صاف ہے تو دوسری طرف جو لڑکا لڑکی بن کر بیٹھا ہوا ہے آپ کو کیا پتہ کہ اس کی کیا نیت ہے۔ پھر بعض اوقات تصویروں کے تبادلے شروع ہو جاتے ہیں بعض جگہوں پر رشتے بھی ہوئے ہیں اور بھیانک نتائج سامنے آئے ہیں۔ انٹرنیٹ ایک معاشرتی برائی بن کر سامنے آ رہا ہے اگر تبلیغ ہی کرنی ہے تو لڑکیاں لڑکیوں ہی کو تبلیغ کریں، لڑکوں کو نہ کریں یہ کام لڑکوں کے لئے ہی رہنے دیں۔ والدین اس بات پر نظر رکھیں کہ کھلے طور پر انٹرنیٹ کے رابطے نہیں ہونے چاہئیں جو شعور کی عمر کے ہیں وہ خود بھی ہوش کریں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 28نومبر2003)

(8) بدرسوم ترک کر دینے کی تحریک

فرمایا:

''آج بھی عورتوں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ صرف اپنے علاقہ کی یا ملک کی رسموں کے پیچھے نہ چل پڑیں۔ بلکہ جہاں بھی ایسی رسمیں دیکھیں جن سے ہلکا سا بھی شائبہ شرک کا ہوتا ہو ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ کرے تمام احمدی خواتین اسی جذبہ کے ساتھ اپنی اور اپنی نسلوں کی تربیت کرنے والی ہوں۔ ہمارے ملکوں میں، پاکستان اور ہندوستان وغیرہ میں مسلمانوں میں بھی یہ رواج ہے کہ لڑکیوں کو پوری جائداد نہیں دیتے۔ پوری کیا، دیتے ہی نہیں۔ خاص طور پر دیہاتی لوگوں میں، زمینداروں میں۔ اس کا ایک نمونہ ہے، چوہدری نصر اللہ خان صاحب کا۔ چوہدری صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری ہمشیرہ صاحبہ مرحومہ کو اس زمانہ کے رواج کے مطابق والد صاحب نے ان کی شادی کے موقع پر بہت سارا جہیز دیا اور پھر آپ نے وصیت بھی کر دی کہ آپ کا ورثہ شریعت محمدیؐ کے مطابق تقسیم بھی ہو گا، لڑکوں میں بھی اور لڑکیوں میں بھی۔ چنانچہ اس کے مطابق ان کی وفات کے بعد ان کی بیٹی کو بھی شریعت کے مطابق حصہ دیا گیا۔''

(الفضل انٹرنیشنل 5دسمبر 2003)

(9) سگریٹ نوشی ترک کرنے کی تحریک

فرمایا!

''آج کل یہی برائی ہے حقہ والی جو سگریٹ کی صورت میں رائج ہے۔ تو یہ سگریٹ پینے والے ہیں ان کو کوشش کرنی چاہئے کہ سگریٹ چھوڑیں۔ کیونکہ چھوٹی عمر میں خاص طور پر سگریٹ کی بیماری جو ہے وہ آگے سگریٹ کی کئی قسمیں نکل آئی ہوئی ہیں جن میں نشہ آور چیزیں ملا کر پیا جاتا ہے۔ تو وہ نوجوانوں کی زندگی برباد کرنے کی طرف ایک قدم ہے جو دجال کا پھیلایا ہوا ہے اور بدقسمتی سے مسلمان ممالک بھی اس میں شامل ہیں۔ بہرحال ہمارے نوجوانوں کو چاہئے کہ کوشش کریں کہ سگریٹ نوشی کو ترک کریں''

(الفضل انٹرنیشنل 5دسمبر2003)

(10) لاٹری حرام ہے

فرمایا!

''یہی آج کل یہاں یورپ میں رواج ہے، مغرب میں رواج ہے لاٹری کا کہ جو

خوش آمدید یا سیّدی!

لوگ لاٹری ڈالتے ہیں اوران کی رقمیں نکلتی ہیں وہ قطعاً ان کے لئے جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔اسی طرح جس طرح جوئے کی رقم حرام ہے اوّل تو لینی نہیں چاہئے اور اگر غلطی سے نکل بھی آئی ہے تو پھر اپنے پر استعمال نہیں ہوسکتی۔''

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 381)

(11) جادو،ٹونے ٹوٹکے سے بچنے کی تحریک

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

''پیر بنیں۔پیر پرست نہ بنیں''۔ یہاں یہ بھی بتادوں کہ بعض رپورٹیں ایسی آتی ہیں،اطلاعیں ملتی رہتی ہیں،پاکستان میں بھی اور دوسری جگہوں میں بھی،بعض جگہ ربوہ میں بھی کہ بعض احمدیوں نے اپنے دعا گو بزرگ بنائے ہوئے ہیں اور وہ بزرگ بھی میرے نزدیک نام نہاد ہیں جو پیسے لے کر یا ویسے تعویذ وغیرہ دیتے ہیں یادعا کرتے ہیں کہ 20 دن کی دوائی لے جاؤ،20 دن کا پانی لے جاؤ یا تعویذ لے جاؤ۔یہ سب فضولیات اور لغویات ہیں۔میرے نزدیک تو وہ احمدی نہیں ہیں جو اس طرح تعویذ وغیرہ کرتے ہیں۔ایسے لوگوں سے دعا کروانے والا بھی یہ سمجھتا ہے کہ میں جو مرضی کرتا رہوں،لوگوں کے حق مارتا رہوں،مَیں نے اپنے بزرگ سے دعا کروالی ہے اس لئے بخشا گیا،یا میرے کام ہو جائیں گے۔اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ مومن کہلانا ہے تو میری عبادت کرو،اور تم کہتے ہو کہ پیر صاحب کی دعائیں ہمارے لئے کافی ہیں۔یہ سب شیطانی خیالات ہیں ان سے بچیں۔عورتوں میں خاص طور پر یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے، جہاں جہاں بھی ہیں ہمارے ایشین (Asian) ملکوں میں اس طرح زیادہ ہوتا ہے یا جہاں جہاں بھی Asians اکٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں بھی بعض دفعہ ہوجاتا ہے۔اس لئے ذیلی تنظیمیں اس بات کا جائزہ لیں اور ایسے جو بدعات پھیلانے والے ہیں اس کا سدباب کرنے کی کوشش کریں۔اگر چند ایک بھی ایسی سوچ والے لوگ ہیں تو پھر اپنے ماحول پر اثر ڈالتے رہیں گے،نہ صرف ذیلی تنظیمیں بلکہ جماعتی نظام بھی جائزہ لے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ چند ایک بھی اگر لوگ ہوں گے تو اپنے اثر ڈالتے رہیں گے اور شیطان تو حملے کی تاک میں رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی بات ماننے والے بننے کی بجائے اس طرح بعض شرک میں پڑنے والے ہوجائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس سے محفوظ رکھے۔لیکن مَیں پھر کہتا ہوں کہ یہ بیماری چاہے چند ایک میں ہی ہو، جماعت کے اندر برداشت نہیں کی جاسکتی۔اللہ تعالیٰ تو یہ دعا سکھاتا ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں ہر ایک یہ دعا کرے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا۔خلیفۂ وقت بھی یہ دعا کرتا ہے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا' اور یہ پیر پرست طبقہ کہتا ہے کہ ہم جو مرضی عمل کریں ہمارے پیر صاحب کی دعاؤں سے ہم بخشے جائیں گے۔اِنَّالِلّٰہ۔یہ تو نعوذ باللہ عیسائیوں کے کفارہ والا معاملہ ہی آہستہ آہستہ بن جائے گا۔وہی نظریہ پیدا ہوتا جائے گا۔پس اس طرف چاہے یہ چھوٹے ماحول میں ہی ہو، بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ابھی سے اس کو دبانا ہوگا۔اور ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اس رمضان میں اپنے اندر انشاءاللہ تعالیٰ انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ہر احمدی یہ کوشش کرے اور ہر احمدی خود ان دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مزے چکھے بجائے اس کہ دوسروں کے پیچھے جائے۔''

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 764)

(12) نظام جماعت کی پابندی کی تحریک

''پندرہ سال کی عمر کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا کہ لجنہ یا خدام میں جاکر یہ لوگ اپنے عہدیدار اپنے میں سے منتخب کرتے ہیں اور پھر مرکزی ہدایات کی روشنی میں متفرق امور اور تربیتی امور خود سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں تو بچپن سے ہی ایسی تربیت حاصل کرنے کی وجہ سے، ایسے پروگراموں میں شمولیت کی وجہ سے ان کو ٹریننگ ہوجاتی ہے اور پھر یہی بچے جب بڑے ہوتے ہیں اور جماعتی نظام میں پوری طرح سموئے جاتے ہیں تو جماعتی کاموں میں بھی زیادہ فائدہ منداور مفید وجود ثابت ہوتے ہیں اور اس نظام کا ایک حصہ بنتے ہیں۔تو بہرحال انہی ذیلی نظاموں کا حصہ بنتے ہوئے ہر بچہ، جوان، عورت،مرد، جب جماعتی نظام کا حصہ بن جاتے ہیں تو گو جماعتی نظام پہلے ہی، مقدم ہے۔۔۔چونکہ ابتداء سے ہی نظام کا تصور پیار و محبت اور بھائی چارے اور مل جل کر کام کرنے کی روح کے ساتھ وہ بچہ پروان چڑھ رہا ہوتا ہے اور پھر خلیفۂ وقت کے ساتھ ہر موقع پر ذاتی پیار و محبت کا تعلق اس ٹریننگ کی وجہ سے ہو رہا ہوتا ہے اور ہوجاتا ہے اس لئے ہر فرد جماعت جب جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہو اور اپنے عہدیداران کی اطاعت بخوشی کرتا ہے تو اس لئے کرتا ہے کہ بچپن سے نظام کے بارہ میں پڑنے والی آواز اور خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق اور پیار کی وجہ سے مجبور ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام جماعت چونکہ مضبوط

خوش آمدید یا سیّدی!

بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے اور خلیفہ وقت کی براہ راست اس پر نظر ہوتی ہے اس لئے نئے شامل ہونے والے، نو مبائعین بھی ان احمدیوں کے علاوہ بھی جو پیدائشی احمدی ہوں، بڑی جلدی نظام میں سموئے جاتے ہیں۔''

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 515)

(13) دعا کی تحریک

''یہ دعا خاص طور پر اور دعاؤں کے ساتھ یہ بھی ضرور کیا کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا تھا ہر نئی خلافت کے بعد اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور وہ دعا یہ ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو خواب کے ذریعہ سے اللہ نے سکھائی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواب میں آئے تھے اور کہا تھا کہ یہ دعا جماعت پڑھے:

رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ج اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ O

(آل عمران: 9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ یہ دعا بہت کیا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5دسمبر2003)

(14) سچائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی تلقین

''اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو سچ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے اور جھوٹ سے بیزار ہو کر نفرت کرنے والا بنائے۔ ہر احمدی جدھر بھی جائے اس پر کبھی اس اشارے کے ساتھ انگلی نہ اُٹھے کہ یہ جھوٹا ہے بلکہ ہر انگلی ہر احمدی پر ان الفاظ پر اُٹھے کہ اگر سچائی کا کوئی پیکر دیکھنا ہے تو یہ احمدی جا رہا ہے۔ اگر کسی قوم کے اندر کوئی سچائی دیکھنی ہے، اس دُنیا میں موجود حالات میں کسی نے سچائی دیکھنی ہے تو ان احمدیوں میں دیکھو تو ہر احمدی خواہ وہ امریکہ میں رہنے والا ہو یا یورپ میں ہو، ہر دیکھنے والا احمدی کے متعلق یہی کہے کہ سچائی ان کا نمایاں پہلو ہے اور پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس خُلق پر قائم رہنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ564)

(15) اگر پردے کی اپنی پسند سے تشریح کرنی شروع کر دیں تو اس کا تقدس کبھی قائم نہیں ہو سکتا

''شادیوں پر لڑکوں کو کھانا کھلانے کے لئے بلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ چھوٹی عمر کے ہیں لیکن یہ لڑکے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوتے ہیں اور ان سے پردے کا حکم ہے اگر وہ چھوٹی عمر کے بھی ہیں تو ان کے ماحول کی وجہ سے ان کے ذہن گندے ہو چکے ہوتے ہیں، ماؤں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ احمدی معاشرے میں احمدی نوجوانوں کی ٹیم بنائی جائے اس طرح خدمت خلق کا کام ہو جائے گا اور اخراجات میں بھی کمی آ جائے گی۔ لجنہ کے فنکشنز میں لجنہ اماء اللہ کی لڑکیاں کام کریں۔ چہرہ چھپانے کا بہرحال حکم ہے۔ اگر پردے کی خود تشریح کرنی شروع کر دیں اور ہر کوئی اپنی پسند کے پردے کی تشریح کرنے لگ جائے تو پھر پردے کا تقدس کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ ماں باپ دونوں کو بچیوں کے پردے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور یہ دونوں کی ذمہ داری ہے۔ غلط قسم کی غیر احمدی ملازماؤں کو رکھنے کی احتیاط کرنی چاہئے اور ان کو بغیر تحقیق کے نہیں رکھنا چاہئے۔ شریعت نے ڈانس کرنے سے منع کیا ہے اور شرفاء کا ناچ سے کوئی تعلق نہیں۔ شادیوں پر لڑکیاں جو شریفانہ نغمے گاتی ہیں اس میں کوئی حرج نہیں پھر اس موقع پر دعائیہ نظمیں بھی پڑھی جاتی ہیں اور نئے شادی شدہ جوڑوں کو دعاؤں سے رخصت کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیں یہی حکم ہے کہ خوشیاں مناؤ تو سادگی سے مناؤ اور اللہ کی رضا کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ ہماری کامیابی کا انحصار خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اس کی طرف جھکنے میں ہی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30جنوری 2004)

(16) جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنے کا باقاعدہ انتظام ہو اس کے لئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ وقارِ عمل کریں

''اگر جلسے نہیں ہوتے تو یہ مطلب نہیں کہ ربوہ صاف نہ ہو بلکہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ غریب دلہن کی طرح سجا کے رکھو۔ یہ سجاوٹ اب مستقل رہنی چاہیئے۔ مشاورت کے دنوں میں ربوہ کی بعض سڑکوں کو سجایا گیا تھا۔ تزئین ربوہ والوں نے اس کی تصویریں بھیجی ہیں، بہت خوبصورت سجایا گیا لیکن

خوش آمدید یا سیّدی!

ربوہ کا اب ہر چوک اس طرح سجنا چاہئے تا کہ احساس ہو کہ وہاں ربوہ میں صفائی اور خوبصورتی کی طرف توجہ دی گئی ہے اور ہر گھر کے سامنے صفائی کا ایک اعلیٰ معیار نظر آنا چاہئے اور یہ کام صرف تزئین کمیٹی نہیں کر سکتی بلکہ ہر شہری کو اس طرف توجہ دینی ہو گی۔

اسی طرح قادیان میں بھی احمدی گھروں کے اندر اور باہر صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ایک واضح فرق نظر آنا چاہئے۔گزرنے والے کو پتہ چلے کہ اب وہ احمدی محلے یا احمدی گھر کے سامنے سے گزر رہا ہے۔

صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا۔اس کا پہلے میں ذکر کر چکا ہوں۔اس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے اور خدام الاحمدیہ کو وقارِ عمل بھی کرنا چاہئے اور اگر عمارت کے اندر کا حصہ ہے تو لجنہ کو بھی اس میں حصہ لینا چاہئے اور اس میں سب سے اہم عمارات مساجد ہیں مساجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہئے ،خوبصورت بنانا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی مسجد کے اندر کی صفائی کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23۔ اپریل 2004)

(17) شادی بیاہ پر اسراف کی ممانعت

''آج کل کی شادی بیاہوں پر فضول خرچی اتنی ہوتی ہے کہ جس کی انتہا نہیں ہے، پاکستان ہندوستان وغیرہ میں بھی، اور یورپ اور مغرب کے دوسرے ممالک میں بھی۔اب تو بعض لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ اس طرف لوگوں کو توجہ دلانی چاہئے۔ایک تو جہیز کی دوڑ لگی ہوئی ہے، زیور بنانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے، پھر دعوتوں میں غیر ضروری اخراجات اور نام ونمود کی دوڑ لگی ہوئی ہے اور جو بے چارہ نہ کر سکے، اگر خود اپنے مسائل کی وجہ سے کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن جو نہ کر سکے اس پر پھر باتیں بناتے ہیں کہ بلایا تھا، وہاں یہ تھا وہ تھا اور پھر کئی کئی دن مختلف ناموں سے رسمیں جاری ہو چکی ہیں اور دعوتیں کی جاتی ہیں۔دعوت تو صرف ایک دعوت ولیمہ ہے، جو اسلام کی یہ صحیح تعلیم میں ہمیں نظر آتی ہے۔اس کے علاوہ تو جس کی توفیق نہیں ہے دکھاوے کی خاطر تو دعوتیں کرنی ہی نہیں چاہئیں اور کبھی اپنے اوپر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے ہاں جب مہمان آتے ہیں ہلکی پھلکی مہمان نوازی فرض ہے وہ کر دی جائے اور پھر جس کے پاس وسائل ہیں وہ اگر دعوت کر لیتا ہے تو اپنے ہی وسائل سے خرچ کرتا ہے۔اس کی دیکھا دیکھی اپنے پر بوجھ ڈال کر جس کے کم وسائل ہیں جس کی توفیق نہیں ہے اس کو قرض لے کر یا پھر امداد کی درخواست دے کر ایسا نہیں کرنا چاہئے اور کم وسائل والوں کو حتی المقدور کوشش یہی کرنی چاہئے جتنا کم سے کم خرچ ہو کریں کیونکہ ان کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ وہ اللہ کے نبیؐ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔بجائے اس کے کہ احساس کمتری کا شکار ہوں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30۔ اپریل 2004)

(18) مجھے جس بات سے دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ افریقہ کے پیاسے لوگوں کو پینے کا پانی مہیا ہو۔احمدی انجینئرز اس سلسلہ میں جائزہ لے کر Feasibility رپورٹ تیار کریں

''حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب میں مختصراً آپ کے سامنے ان خدمات کا ذکر کرتا ہوں جو جماعت افریقہ کے غریب لوگوں کی کرتی ہے اور جس کے لئے آپ کی ماہرانہ خدمات کی ضرورت ہے۔افریقی ممالک کے حالیہ دورے میں مَیں نے محسوس کیا ہے کہ صاف پانی کا مہیا نہ ہونا ایک سنگین مسئلہ ہے۔وہاں کے دور دراز علاقوں میں اگرچہ بین الاقوامی تنظیمیں اور NGOs وغیرہ نے ہینڈ پمپ لگانے کا کام شروع کیا ہوا ہے لیکن پھر بھی وہ ان سب لوگوں کی ضروریات کے لئے بالکل کافی نہیں ہے۔

ہماری جماعت بھی Humanity First کے ذریعہ سے انسانیت کی بھلائی کے اس کام میں مشغول ہے لیکن Technical Knowledge کی کمی اور بور کرنے کے لئے ڈرلنگ مشین (Drilling Machines) نہ ہونے کے باعث ہم اپنی اس خواہش کے باوجود کہ ہم ان ممالک کے غریب لوگوں کی خدمت کریں اپنے ٹارگٹ حاصل نہیں کر سکے۔

جب ہم بور ہول ڈرل کروانے کی غرض سے ان ماہر کمپنیوں سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ اتنی زیادہ رقم کا مطالبہ کرتے ہیں کہ آرڈر دینے کا فیصلہ کرنے کے لئے کئی دفعہ غور کرنا پڑتا ہے۔یعنی ایک ہینڈ پمپ لگوانے کے لئے -/4000 پاؤنڈ سے لے کر -/5000 پاؤنڈ تک کی رقم درکار ہوتی ہے۔جبکہ پاکستان میں اسی قسم کا ایک ہینڈ پمپ لگانے کے لئے چالیس سے پچاس پاؤنڈ درکار ہوں گے۔اتنی زیادہ قیمت کی وجہ ماہرین کے مطابق یہ ہے کہ زمین میں بعض جگہ کچھ گہرائی پر جا کر

گریفائیٹ کی چٹانیں ہیں اور ان چٹانوں کی وجہ سے ان جگہوں پر بور ہول کرنے کے لئے ڈائمنڈ (Diamond) کی Bit استعمال کرنی پڑتی ہے جو کہ بہت مہنگی ہوتی ہے اور بعض دفعہ ایک ڈائمنڈ ڈرل ایک بور ہول کے لئے کافی بھی نہیں ہوتی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے ان Technicalities کا تو بہت زیادہ علم نہیں ہے جو اس کام میں ہوتی ہیں یہ انجینئرز اور جیالوجسٹ کا کام ہے لیکن اس سلسلہ میں جس بات میں مجھے دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ افریقہ کے پیاسے لوگوں کو پینے کا پانی مہیا ہونا چاہئے ایک احمدی کو اس پہلو سے بہت فکر مند ہونا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے مَیں آرکیٹیکٹ اور انجینئرز ایسوسی ایشن کے European Chapter کو خصوصی طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایک تفصیلی سروے کر کے ایک Feasibility Report تیار کریں کہ ہم کس طرح سے کم قیمت پر ڈرلنگ کر کے افریقہ کے ان ممالک میں زیادہ ہینڈ پمپ لگا سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جماعت ان ممالک میں مختلف مقاصد کے لئے عمارات تعمیر کر رہی ہے۔ مثلاً مساجد، مشن ہاؤسز، سکولز، ہسپتال وغیرہ۔ اس کے لئے بھی سول انجینئرز اور آرکیٹیکٹ کو ان ممالک میں خدمت کی غرض سے جانا چاہئے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میں سے اکثر سفر کے تمام اخراجات آسانی سے خود برداشت کر سکتے ہیں اور بعض ممالک میں تو ہمارے پاس کوئی انجینئر یا آرکیٹیکٹ بھی نہیں ہیں جو ہمیں یہ مشورہ دے سکیں کہ کس قسم کی عمارتیں ہمیں بنانی چاہئیں جس سے ہمارا خرچہ بھی کم ہو اور عمارت بھی بہتر ہو۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ میں سے کچھ انجینئرز اور آرکیٹیکٹ اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے وقف عارضی کے تحت ان ملکوں میں جائیں گے اور ہمیں یہ مشورہ دیں گے کہ ہم کس طرح کم خرچ پر یہ عمارات بنا سکتے ہیں جو کہ کم خرچ کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی نظر آئیں۔

اسی طرح جیسا کہ رپورٹ میں ذکر کیا گیا ہے کہ یورپ میں بھی تعمیر اور ڈیزائن کے لئے آپ کی ماہرانہ تجاویز کی ضرورت ہے۔ اکرم احمدی صاحب اور ایسوسی ایشن کے بعض دوسرے ممبران اس سلسلہ میں بہت مددگار ثابت ہوئے ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی اسی طرح مددگار رہوں گے لیکن اب ایسوسی ایشن کے ممبران کو افریقی ممالک کے بارہ میں بھی سوچنا چاہئے۔

ایک اور بڑی دقت افریقی ممالک میں بجلی یا برقی طاقت کا میسر نہ آنا ہے۔ اس سلسلہ میں میرے خیال میں ہمیں سورج سے حاصل کردہ توانائی کے متعلق غور کرنا چاہئے کیونکہ بعض علاقوں میں ڈیزل یا پٹرول سے چلنے والے جنریٹر (Generator) کا استعمال بھی آسان نہیں ہے بعض گاؤں سڑک سے 80,70 میل دور ہوتے ہیں یا ان جگہوں سے جہاں سے پٹرول یا ڈیزل ملتا ہے بہت دور ہوتے ہیں اور دوسرے یہ کہ ان جنریٹرز کے بریک ڈاؤن کی صورت میں کوئی مکینک بھی نہیں مل سکتا جو مرمت کر سکے۔

میرے خیال میں ہمیں اس کے متعلق خوب غور کر کے بنیادی قسم کے Solar System بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس وقت تک جو معلومات مجھے ملی ہیں وہ تو بہت حوصلہ پست کرنے والی ہیں کیونکہ Solar Cells بہت مہنگے ہیں بلکہ پورا سسٹم ہی بہت زیادہ قیمت کا ہے۔ اس لئے مَیں آپ میں سے اُن کو جو اس فیلڈ کے ہیں یعنی Solar Energy System کی فیلڈ میں، ان کو کہتا ہوں کہ ایسے طریقے اور ڈیزائن تلاش کریں جن سے قیمت میں کمی کی جا سکے۔

یہ آپ کے لئے یعنی احمدی انجینئرز کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے فی الحال امریکہ نے سولر سیل کی Manufacturing کو مکمل طور پر اپنے قبضہ میں لیا ہوا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہمیں اور بھی زیادہ سنجیدہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ وقت بہت تیزی سے قریب آ رہا ہے جب آپ دیکھیں گے کہ ہر وہ چیز جو امریکہ سے آئے گی وہ بہت کمیاب ہوگی۔''

(انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز کے European Chapter کے زیرِ انتظام منعقدہ پہلے سمپوزیم سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

(الفضل انٹرنیشنل 4۔جون 2004)

(19) ہر احمدی دعوت الی اللہ کے لئے سال میں کم از کم دو ہفتے وقف کرے

(ل) ''دُنیا میں ہر احمدی اپنے لئے فرض کر لے کہ اس نے سال میں کم از کم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک اس کام کے لئے وقف کرنا ہے۔ یہ میں ایک یا دو دفعہ کم از کم اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جب ایک رابطہ ہوتا ہے تو دوبارہ اس کا رابطہ ہونا چاہئے اور پھر نئے میدان بھی مل جاتے ہیں۔ اس لئے اس بارے میں پوری سنجیدگی کے ساتھ تمام طاقتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہر ایک کو پیش کرنا چاہئے۔ چاہے وہ ہالینڈ کا احمدی ہو یا جرمنی کا ہو۔ یا بیلجیئم کا ہو یا فرانس کا ہو یا یورپ کے کسی بھی ملک کا ہو یا دُنیا کے کسی بھی ملک کا ہو چاہے گھانا کا ہو افریقہ میں

یا بور کینا فاسو کا ہو، کینیڈا کا ہو یا امریکہ کا ہو یا ایشیائی کسی ملک کا ہو، ہر ایک کو اب اس بارے میں سنجیدہ ہو جانا چاہئیے اگر دُنیا کو تباہی سے بچانا ہے ہر ایک کو ذوق وشوق کے ساتھ اس پیغام کو پہنچائیں، اپنے ہم وطنوں کو اپنے اس پیغام کو پہنچائیں اور جیسا کہ میں نے کہا دُنیا کو تباہی سے بچائیں کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے بغیر کوئی قوم بھی محفوظ نہیں۔ اس لئے اب ان کو بچانے کے لئے داعیان الی اللہ کی مخصوص تعداد یا مخصوص ٹارگٹ حاصل کرنے کا وقت نہیں ہے یا اسی پہ گزارا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اب تو جماعتوں کو ایسا پلان تیار کرنا چاہئیے، جیسا کہ میں نے کہا کہ ہر شخص، ہر احمدی اس پیغام کو پہنچانے میں مصروف ہو جائے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4۔ جون 2004)

(ب) ''اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو خلافت سے وابستگی اور اخلاص ہے لیکن دعوت الی اللہ کی طرف اس طرح توجہ نہیں دی جا رہی جس طرح ہونی چاہئیے اس لئے جماعتی نظام بھی اور ذیلی تنظیمیں بھی دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9دسمبر2005)

(20) زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں

''ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ زمینداروں کے لئے بھی جو کسی قسم کا ٹیکس نہیں دے رہے ہوتے ان پر زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح جنہوں نے جانوروں وغیرہ بھیڑ، بکریاں، گائے وغیرہ پالی ہوتی ہیں ان پر بھی ایک معین تعداد سے زائد ہونے پر یا ایک معین تعداد ہونے تک پر زکوٰۃ ہے پھر بنک میں یا کہیں بھی جو ایک معین رقم سال بھر پڑی رہے اس پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے پھر عورتوں کے زیوروں پر زکوٰۃ ہے اب ہر عورت کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ضرور ہوتا ہے اور بعض عورتیں بلکہ اکثر عورتیں جو خانہ دار خاتون ہیں جن کی کوئی کمائی نہیں ہوتی وہ لازمی چندہ جات دیتی ہیں، دوسری تحریکات میں حصہ لے لیتی ہیں لیکن اگر ان کے پاس زیور ہے، اس کی بھی شرح کے لحاظ سے مختلف فقہاء نے بحث کی ہوئی ہے۔ باون تولے چاندی تک کا زیور ہے یا اس کی قیمت کے برابر اگر سونے کا زیور ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اور اڑھائی فی صد اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہئیے اس کی قیمت کے لحاظ سے۔ اس لئے اس طرف بھی عورتوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئیے اور زکوٰۃ ادا کیا کریں بعض جگہ یہ بھی ہے کہ کسی غریب کو پہننے کے لئے زیور دے دیا جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہوتی لیکن آج کل اتنی ہمت کم لوگ کرتے ہیں کسی کو دیں کہ پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہو اس لئے چاہئیے کہ جو بھی زیور ہے، چاہے خود مستقل پہنتے ہیں یا عارضی طور پر کسی غریب کو پہننے کے لئے دیتے ہیں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر زکوٰۃ ادا کر دیا کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28۔ مئی 2004)

(21) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے فائدہ اُٹھائیں

''اس زمانے میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود کی تفاسیر اور علم کلام سے فائدہ اُٹھانا چاہئے اگر قرآن کو سمجھنا ہے یا احادیث کو سمجھنا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کے لئے جن کو اردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اُردو میں ہیں اکثریت اردو میں ہیں، چند ایک عربی میں بھی ہیں پھر جو پڑھے لکھے نہیں ان کے لئے مسجدوں میں درسوں کا انتظام موجود ہے ان میں بیٹھنا چاہئے اور درس سننا چاہئے پھر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے اور ایم ٹی اے والوں کو بھی مختلف ملکوں میں زیادہ سے زیادہ اپنے پروگراموں میں یہ پروگرام بھی شامل کرنے چاہئیں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے تراجم بھی ان کی زبانوں میں پیش ہوں۔ جہاں جہاں تو ہو چکے ہیں اور تسلی بخش تراجم ہیں وہ تو بہرحال پیش ہو سکتے ہیں اور اسی طرح اُردو دان طبقہ جو ہے، ملک جو ہیں، وہاں سے اردو کے پروگرام بن کے آنے چاہئیں۔ جس میں زیادہ سے زیادہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام کے معرفت کے نکات دُنیا کو نظر آئیں اور ہماری بھی اور دوسروں کی بھی ہدایت کا موجب بنیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11جون۔ 2004)

(22) اجتماعات اور جلسوں سے بھرپور استفادہ کی تلقین

''اس کے لئے پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں اجتماعوں اور جلسوں کے وقت، جب اجتماعات یا جلسوں پہ آتے ہیں تو وہاں ان سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہئے اور

خوش آمدید یا سیّدی!

صرف یہی مقصد ہونا چاہئے کہ ہم نے یہاں سے اپنی علمی اور روحانی پیاس بجھانی ہے اور جلسوں کا جو مقصد ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے اگر جلسوں پہ آ کے پھر دُنیاوی مجلسیں لگا کر بیٹھنا ہے اور ان سے پورا استفادہ نہیں کرنا تو پھر ان جلسوں پہ آنے کا فائدہ کیا ہے؟ یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آج کل کے زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو بھی پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور ان سے بھی فائدہ اُٹھانا چاہئے یہ بھی قرآن کریم کی ایک تشریح وتفسیر ہے جو ہمیں آپؑ کی کتب سے ملتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جون 2004)

(23) واقفین نو زبانیں سیکھیں

''اس ضمن میں میں واقفین نو سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ واقفین نو جو شعور کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور جن کا زبانیں سیکھنے کی طرف رجحان بھی ہے اور صلاحیت بھی ہے خاص طور پر لڑکیاں وہ انگریزی، عربی، اردو اور ملکی زبان جو سیکھ رہی ہیں جب سیکھیں تو اس میں اتنا عبور حاصل کر لیں، (میں نے دیکھا ہے کہ زیادہ تر لڑکیوں میں زبانیں سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے) کہ جماعت کی کتب اور لٹریچر وغیرہ کا ترجمہ کرنے کے قابل ہو سکیں تبھی ہم ہر جگہ نفوذ کر سکتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18۔جون 2004)

(24) اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہوں

''نظام وصیت کو قائم کئے 2005 میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سو سال ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ 1905 میں آپ نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں۔ آپ نے جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے اور ضرور ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو رہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں تو ایسے مومن نکلیں کہ کہا جا سکے کہ اُنہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔

پھر بہت سے لوگوں کی طرف سے یہ تجویزیں بھی آئی ہیں کہ 2008ء میں خلافت کو سَو سال پورے ہو جائیں گے اس وقت خلافت کی بھی سَو سالہ جوبلی منانی چاہیئے تو بہر حال وہ تو ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں، رپورٹس دیں گے تو پتہ لگے گا لیکن میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سَو سال ہو جائیں گے تو دُنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہندہ ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہو گا جو جماعت خلافت کے سَو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہو گی۔''

(یکم اگست 2004ء جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر اختتامی خطاب)

(25) ''Humanity First'' کی طرف توجہ کریں

''ہیومینیٹی فرسٹ ایک ایسا ادارہ ہے جو باقاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ اور اس کی مرکزی انتظامیہ لندن میں ہے۔ لندن سے باقاعدہ مینج (Manage) کیا جاتا ہے۔ افریقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکزی ادارہ ہے مختلف ممالک نے اس میں بہت کام کیا ہے۔ جرمنی کے علاوہ جرمنی میں یہ اس طرح فعّال نہیں ہے۔ فعّال اس لئے نہیں ہے کہ بعض معاملات میں اُنہوں نے زیادہ آزاد ہونے کی کوشش کی ہے اس لئے میں یہاں امیر صاحب کو اس کا نگران اعلیٰ بناتا ہوں اور وہ اب اپنی

خوش آمدید یا سیّدی!

نگرانی میں اس کوری آرگنائز(Re-organize) کریں اور چیئرمین اور تین ممبران کمیٹی بنائیں اور پھر جس طرح باقی ممالک میں انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں یہ بھی کریں۔لیکن مرکزی ہدایت کے مطابق' کیونکہ مرکزی رپورٹ کے مطابق بھی یہاں کی ہیومینیٹی فرسٹ کی انتظامیہ کا تعاون اچھا نہیں تھا۔بار بار توجہ دلانے پر اب بہتری آئی ہے لیکن مکمل نہیں تو یہ بھی اطاعت کی کمی ہے۔جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خلیفہ وقت سے براہ راست رابطہ ہو جائے تو باقی نظام سے جو مرضی سلوک کرو کوئی حرج نہیں ہے یہ غلط تأثر ہے ذہنوں سے نکال دیں اگر کوئی دقت اور مشکل ہو کسی انتظام کو چلانے میں تو آپ خلیفۂ وقت کو بھی خط لکھ سکتے ہیں لیکن بہر حال متعلقہ امیر کو اس کی کاپی جانی چاہئے لیکن براہ راست کسی قسم کا خود قدم اُٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27۔اگست 2004)

(26) بچوں کو السلام علیکم کہنے کی عادت ڈالنی چاہیئے

''پاکستان میں تو ہمارے سلام کہنے پر پابندی ہے، بہت بڑا جرم ہے۔ بہر حال ایک احمدی کے دل سے نکلی ہوئی سلامتی کی دعائیں اگر یہ لوگ نہیں لینا چاہتے تو نہ لیں اور تبھی تو ان کا حال یہ ہو رہا ہے لیکن جہاں احمدی اکٹھے ہوں وہاں تو سلام کو رواج دیں خاص طور پر ربوہ، قادیان میں اور بعض اور شہروں میں بھی اکٹھی احمدی آبادیاں ہیں اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کا رواج دینا چاہئے۔ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ ربوہ کے بچوں کو کہا تھا کہ اگر بچے یاد سے اس کو رواج دیں گے تو بڑوں کو بھی عادت پڑ جائے گی پھر اسی طرح واقفین نو بچے ہیں ہمارے جامعہ نئے کھل رہے ہیں ان کے طلباء ہیں اگر یہ سب اس کو رواج دینا شروع کریں اور ان کی یہ ایک انفرادیت بن جائے کہ یہ سلام کہنے والے ہیں تو ہر طرف سلام کا رواج بڑی آسانی سے پیدا ہو سکتا ہے اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے بعض اور دوسرے شہروں میں کسی دوسرے کو سلام کر کے پاکستان میں قانون ہے کہ مجرم نہ بن جائیں۔احمدی کا تو چہرے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ احمدی ہے اس لئے فکر کی یا ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے اور مولوی ہمارے اندر ویسے ہی پہچانا جاتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3دسمبر 2004)

(27) تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ پڑھنے کی تلقین

(ا) ''پس ایک احمدی کو باریکی میں جا کر اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے اگر آپ یہ کر لیں گے تو ان ملکوں میں بھی اور دنیا میں ہر جگہ جہاں احمدیوں کے چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہوتے ہیں، رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، دلوں میں بغض اور کینے پلتے بڑھتے ہیں ان کی اصلاح ہو جائے گی۔پس اپنی اصلاح کے لئے قرآن کریم کو غور سے پڑھیں اور اس کے احکامات کو زندگیوں کا حصہ بنائیں ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انذار کے نیچے بھی آ سکتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 ستمبر 2005)

(ب) ''پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہر حال ایک کام ہوا ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطابات سے،ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24ستمبر 2005)

(ج) ''بہر حال ایک احمدی کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہیئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہی اصولوں پر چلتے ہوئے مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہیئے اور پھر اس پر عمل کرنا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24ستمبر 2004)

(28) رشتہ ناطہ کے مسائل کے حل کی طرف توجہ کریں

''آجکل شادی بیاہ کے بہت سے مسائل سامنے آئے ہیں روزانہ خطوں میں ان کا

خوش آمدید یا سیّدی!

ذکر ہوتا ہے۔۔۔بیواؤں کے رشتوں کے مسائل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک اعلان تھا اسی کے تحت اب یہ شعبہ رشتہ ناطہ مرکز میں بھی قائم ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے قائم ہوتے ہیں پھر بھی مشکلات ہیں اللہ تعالیٰ وہ بھی دور فرمائے۔

والدین کے علاوہ لڑکوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ ایک تو جماعت کے اندر لڑکیوں کا رشتہ طے کرنے کی کوشش کریں اور اگر اپنے عزیز رشتہ داروں میں نہیں ملتا تو جماعتی نظام کے تحت طے کرنے کی کوشش کریں اور پھر بعض لوگ خاندانوں اور ذاتوں اور شکلوں وغیرہ کے مسئلوں میں اُلجھ جاتے ہیں تھوڑا سا میں نے پہلے بھی بتایا تھا اور پھر انکار کر دیتے ہیں پھر ان مسئلوں میں اس طرح الجھتے ہیں کہ پھر لڑکیوں کے رشتے طے کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔تو یہ ذاتیں وغیرہ بھی اب چھوڑنی چاہئیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24۔ دسمبر 2004)

(29) یہ عہد کریں کہ اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو خلافت خامسہ کے اس دور میں ہم جرمنی کے ہر شہر میں مسجد بنائیں گے

(ا)''یہاں جرمنی میں 100 مساجد کی تعمیر کا معاملہ ہے۔کچھ شکوہ ہے کہ بعض بڑی بڑی عمارات خریدی گئی ہیں اگر وہ نہ خریدی جاتیں تو اور چھوٹی چھوٹی کئی مساجد بن سکتی تھیں پھر یہ کہ جو بنی بنائی عمارات خریدی گئی ہیں وہ 100 مساجد کے زمرے میں نہیں ہیں۔بعض لوگ خط لکھتے رہتے ہیں کہ ہم آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں یہاں یوں ہو رہا ہے اور یوں ہو رہا ہے۔ایک تو ان سب لکھنے والوں کی اطلاع کے لئے مَیں بتا دوں کہ گزشتہ سال یا اس سے بہت پہلے میں اس کا جائزہ لے چکا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ کون سے عمارات خریدی گئی ہیں اور کن کن کو 100 مساجد کے زمرے میں شامل کرنا ہے یا نہیں کرنا۔اس لئے آپ بے فکر رہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27۔اگست 2004)

(ب)''دوسرے انہوں نے کہا ہے کہ اس خلافت کے دور میں سو مساجد کا وہ وعدہ جو خلافت رابعہ کے دور میں کیا تھا اس کو پورا کرنے والے ہوں۔میں تو کہتا ہوں کہ آپ یہ عہد کریں کہ سو مساجد کیا وہ تو ہم چند سالوں میں بنالیں گے اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو خلافت خامسہ کے اس دور میں تو ہم جرمنی کے ہر شہر میں مسجد بنائیں گے۔تو یہ عہد آپ کریں تو اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی مدد بھی کرے گا اور اللہ تو کہتا ہے کوشش کرو اور مجھ سے مانگو اور مَیں دوں گا۔

امید ہے انشاء اللہ اپنے حوصلے بھی بڑھائیں گے، اپنے ٹیلنٹ بھی بڑھائیں گے اور اپنی کوشش بھی بڑھائیں گے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے۔جزاک اللہ۔''

(الفضل انٹرنیشنل 8/اکتوبر 2004)

(30) احمدیت کا پیغام دُنیا کے کناروں تک پہنچائیں

''پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ گزشتہ کوتاہیوں پر خدا تعالیٰ سے معافی مانگیں اور مغفرت طلب کریں اور آئندہ ایک جوش اور ایک ولولے اور جذبے کے ساتھ احمدیت کے پیغام کو دُنیا میں پھیلانے کے لئے آگے بڑھیں۔ابھی دُنیا کے بلکہ اس صوبے کے، سکاٹ لینڈ کے بہت سے حصے ایسے ہیں جہاں احمدیت کا پیغام نہیں پہنچا، کسی کو احمدیت کے بارے میں پتہ ہی نہیں ہے۔پس بہت زیادہ کوششوں کی ضرورت ہے، دعاؤں کی بھی ضرورت ہے تبھی ہم اس دعوے میں سچے ہو سکتے ہیں کہ ہم تمام دُنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آئیں گے انشاء اللہ اور اسی لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے اور آپ کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8۔اکتوبر 2004)

(31) تحریک جدید دفتر پنجم کا اجراء

''1966ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نئے آنے والوں کے لئے دفتر سوم کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ کیونکہ یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہونا چاہئے تھا اس لئے میں اس کو یکم نومبر 1965ء سے شروع کرتا ہوں۔تو اس طرح سے یہ دفتر حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت سے منسوب ہو جائے گا۔کیونکہ حضرت مصلح موعودؓ کی وفات 9 نومبر 1965ء کو ہوئی تھی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا کہ کیونکہ اعلان مَیں کر رہا ہوں اس لئے اس کا ثواب مجھے بھی مل جائے گا۔تو بہرحال اس دفتر سوم کا اعلان خلافت ثالثہ میں ہوا تھا اور پھر دفتر چہارم کا آغاز 19 سال بعد 1985ء میں خلافت رابعہ میں ہوا اور اس اصول کے تحت کہ (وہ جو حضرت مصلح موعودؓ نے اصول رکھا تھا کہ 19 سالہ دور

خوش آمدید یا سیّدی!

ہوگا) آج 19 سال پورے ہوگئے ہیں اس لئے آج سے دفتر پنجم کا آغاز ہوتا ہے انشاءاللہ تعالیٰ اب آئندہ سے جتنے بھی نئے مجاہدین تحریک جدید کی مالی قربانی میں شامل ہوں گے وہ دفتر پنجم میں شامل ہوں گے۔

ایک تو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ نئے بیعت میں شامل ہونے والوں کو، احمدیت میں شامل ہونے والوں کو، مالی قربانی کی عادت ڈالنی چاہئے۔ایسے تمام لوگوں کو، اب مَیں اس ذریعہ سے دفتر کو ہدایت کر رہا ہوں کہ چاہے جو گزشتہ سالوں میں احمدی ہوئے ہیں لیکن تحریک جدید میں شامل نہیں ہوئے ان سب کو اب تحریک جدید میں شامل کرنے کی کوشش کریں اور ان کا شمار اب دفتر پنجم میں ہوگا۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اگر ان کو بتایا جائے کہ مالی قربانی دینی ضروری ہے اور ان کو بتائیں کہ تمہارے پاس جو یہ احمدیت کا پیغام پہنچا ہے یہ تحریک جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کی وجہ سے ہی پہنچا ہے اس لئے اس میں شامل ہوں تا کہ تم اپنی زندگیوں کو بھی سنوارنے والے بنو اور اس پیغام کو آگے پہنچانے والوں میں بھی شامل ہو جاؤ حصہ دار بن جاؤ اور جیسا کہ مَیں نے کہا ہے میرے علم میں ہے کہ ہندوستان میں بھی اور افریقہ میں بھی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کو مالی قربانی میں شامل نہیں کیا گیا ان کو مالی قربانی میں شامل کریں پھر اس دفتر پنجم میں نئے پیدا ہونے والے بھی یعنی جو اب احمدی بچے پیدا ہوں گے وہ دفتر پنجم میں شامل ہوں گے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 19 نومبر 2004)

(32) تحریک جدید دفتر اوّل کے کھاتوں کو زندہ کرنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جن بزرگوں کے کھاتے کوئی زندہ نہیں کرتا ان کے حساب میں کوئی چندہ نہیں دیتا، ان کے اس وقت کے مطابق جو چند روپوں میں ادائیگی ہوتی تھی، (پانچ دس روپے میں) یا ویسے بھی ان کا نام زندہ رکھنے کے لئے ٹوکن کی صورت میں ہو سکتی ہے۔فرمایا تھا کہ پانچ روپے کے حساب سے ایک ہزار کی میں ذمہ داری اُٹھاتا ہوں۔ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں اگر ان کی اولادیں ان کے نام کے ساتھ چندہ نہیں دے سکتیں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اور اس طرح لوگ آگے آئیں اور ذمہ داری اُٹھائیں اور اپنے بارے میں یہ فرمایا کہ میرے بعد میری اولاد اُمید کرتا ہوں اس کام کو جاری رکھے گی تو بہرحال آپ کو بھی دفتر نے توجہ نہیں دلائی یا ریکارڈ درست نہیں رکھا، ہو سکتا ہے کہ اپنے چندوں میں شامل کر کے آپ ان لوگوں کے لئے چندے دیتے رہے ہوں لیکن بہرحال ریکارڈ میں یہ بات نظر نہیں آ رہی کہ آپ کا وعدہ تھا۔اس لئے ان کی اس خواہش کی تکمیل میں ان کو جو اکیس سالہ دورِ خلافت تھا جس حساب سے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا، اپنے خطبے میں ذکر کیا تھا اب دفتر تحریک جدید کو مَیں کہتا ہوں کہ یہ حساب مجھے بھجوا دیں مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اس کی ادائیگی کر دے گی جو بھی ان کا حساب بنتا ہے، ان ایک ہزار بزرگوں کا۔ بہرحال اگر اولاد نہیں بھی کرے گی تو میں ذمہ داری لیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ادا کر دوں گا اور اسی حساب سے دفتر ایسے تمام لوگوں کے کھاتوں کے بارے میں مجھے بتائے جن کے کھاتے ابھی تک جاری نہیں ہوئے تا کہ ان کی اولادوں کو توجہ دلائی جاتی رہے۔لیکن جب تک ان کی اولادوں کی اس طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی، اسی حساب سے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ کھاتے ٹوکن کے طور پر زندہ رکھنے چاہئیں، ان لوگوں کی ادائیگی مَیں اپنے ذمے لیتا ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ مَیں ادا کروں گا اور جب تک زندگی ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے ادا کرتا رہوں گا اس کے بعد اللہ میری اولاد کو توفیق دے لیکن یہ لوگ جن کی قربانیوں کے ہم پھل کھا رہے ہیں ان کے نام بہرحال زندہ رہنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی اولادوں کو توفیق دے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5۔نومبر 2004)

(33) مسجد ہارٹلے پول اور بریڈفورڈ کے لئے چندہ کی تحریک

فرمایا:-

''اب میں یو۔کے کی جماعت کے لئے چند باتیں مختصراً کہنا چاہتا ہوں گزشتہ دنوں میں مَیں نے چند شہروں کا دورہ کیا تھا جس میں برمنگھم کی مسجد کا افتتاح بھی ہوا۔ بریڈفورڈ کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا، یہ پلاٹ اُنہوں نے بڑی اچھی جگہ لیا ہے پہاڑی کی چوٹی پہ ہے، نیچے سارا شہر نظر آتا ہے۔ پلاٹ اتنا بڑا نہیں ہے لیکن اُمید ہے تعمیر کے بعد اس میں کافی نمازیوں کی گنجائش ہو جائے گی۔ Covered ایریا یہ زیادہ کر لیں گے پھر ہارٹلے پول کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا، یہ بھی اچھی خوبصورت

خوش آمدید یا سیّدی!

جگہ ہے لیکن یہاں جماعت چھوٹی ہے اور اب کچھ تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔
مجھے امیر صاحب نے سفر میں بتایا کہ کسی وقت میں انصار اللہ یو۔ کے۔ نے (یاداشت سے ہی بتایا تھا کوئی معین نہیں تھا۔ اب پتہ نہیں ابھی تک معین کیا ہے کہ نہیں)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہارٹلے پول میں ہم انصار اللہ مسجد بنائیں گے اگر کیا تھا تو ٹھیک ہے اس کو پورا کریں اور اگر نہیں بھی کیا تو اب میں یہ کام انصار اللہ یو۔ کے۔ کے سپرد کر رہا ہوں کہ اُنہوں نے وہاں انشاء اللہ مقامی لوگوں کی جس حد تک مدد ہو سکے کرنی ہے اور یہ جو اصل بنیادی نقشہ ہے اس کے مطابق مسجد بنانی ہے۔ اس مسجد پہ تقریباً پانچ لاکھ پونڈ کا اندازہ خرچ ہے۔ تو انصار اللہ نے کس طرح پورا کرنا ہے وہ اپنا پلان کر لیں اور کمر ہمت کس لیں بہرحال ان کو مدد کرنی ہوگی وہاں جماعت بہت چھوٹی سی ہے۔
بریڈفورڈ میں تقریباً جو ان کا اندازہ ہے 1.6 ملین یا 16 لاکھ پوونڈ کا (اگر میں صحیح ہوں اور یادداشت ٹھیک ہے) تو وہاں کافی بڑی مسجد بن جائے گی گو کہ وہاں کاروباری لوگ کافی ہیں اور مجھے اُمید ہے وہ اپنے ذرائع سے کافی حد تک جلدی اکٹھے کر کے مسجد مکمل کر لیں گے لیکن ہو سکتا ہے کہ کچھ سستی ہو جائے۔ بعض وعدے کرتے ہیں پورے نہیں کر سکتے بعض مجبوریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو ان کی مدد کے لئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ یو۔ کے۔ کے ذمہ میں ڈالتا ہوں کہ یہ بھی ان کی مدد کریں اور یہ اس علاقے میں ایک بڑا اچھا وسیع جماعت کا منصوبہ ہے جو مجھے اُمید ہے جماعت کی وسعت کا باعث بنے گا وہاں اس کے لئے وہ بھی ان میں کچھ حصہ ڈالیں گے اور لجنہ ہمیشہ قربانیاں کرتی رہی ہے یہاں بیت الفضل ہے اس کے لئے بھی لجنہ نے ہی رقم اکٹھی کی تھی جو پہلے برلن مسجد کے لئے تھی پھر بعد میں بیت الفضل میں استعمال ہوئی تو یو۔ کے۔ کی لجنہ کو اس بارے میں کوشش کرنی چاہئے کیونکہ میری خواہش ہے کہ یہ دونوں مساجد ایک سال کے اندر اندر مکمل ہو جائیں انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اس رمضان میں دعاؤں اور قربانی کے جذبے کے ساتھ اس طرف بھی توجہ دیں اور کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اکتوبر 2004)

(34) سپین میں ویلنسیا Valencia کے مقام پر ایک اور مسجد بنانے کی عظیم الشان تحریک

فرمایا:۔

’’میرے دل میں بڑی شدت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ پانچ سو سال بعد اس ملک میں مذہبی آزادی ملتے ہی جماعت احمدیہ نے مسجد بنائی اور اب اس کو بنے بھی تقریباً 25 سال ہونے لگے ہیں اب وقت ہے کہ سپین میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کی مساجد کے روشن مینار اور جگہوں پہ بھی نظر آئیں۔ جماعت اب مختلف شہروں میں قائم ہے جب یہ مسجد بنائی گئی تو اس وقت یہاں شاید چند لوگ تھے اب کم از کم سینکڑوں میں تو ہیں پاکستانیوں کے علاوہ بھی ہیں جماعت کے وسائل کے مطابق عبادت کرنے والوں کے لئے، نہ کہ نام ونمود کے لئے اللہ کے اور گھر بھی بنائے جائیں تو اس کے لئے میرا انتخاب جو مَیں نے سوچا اور جائزہ لیا تو ویلنسیا (Valencia) کے شہر کی طرف توجہ ہوئی یہاں بھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور یہ شہر ملک کے مشرق میں واقع ہے آپ کو تو پتہ ہے دوسروں کو بتانے کے لئے بتا رہا ہوں اور آبادی کے لحاظ سے بھی تیسرا بڑا شہر ہے اور یہاں بھی ابتداء میں ہی 711ء میں مسلمان آ گئے تھے مسلمانوں کی تاریخ بھی اس علاقے میں ملتی ہے، ابھی تک ملتی ہے زرعی لحاظ سے بھی اس جگہ کو مسلمانوں نے ڈیویلپ (Develop) کیا ہے۔ بہت سے احمدی جو وہاں کام کرتے ہیں۔ مالٹوں کے باغات میں بہت سے لوگ کام کرتے ہیں یہ مالٹوں کے باغات کو رواج دینا بھی مسلمانوں کے زمانے سے ہی چلا آ رہا ہے تو بہرحال ہم نے بھی یہاں مسجد بنانی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے جلد بنانی ہے۔
سپین میں جماعت کی تعداد تو چند سو ہے اور یہ بھی مجھے پتہ ہے کہ آپ لوگوں کے وسائل اتنے زیادہ نہیں ہیں زمینیں بھی کافی مہنگی ہیں۔ امیر صاحب کو جب مَیں نے کہا وہ ایک دم بڑے پریشان ہو گئے تھے کہ کس طرح بنائیں گے تو مَیں نے انہیں کہا تھا کہ آپ چھوٹا سا، دو تین ہزار مربع میٹر کا پلاٹ تلاش کریں اور اپنی کوشش کریں۔ اور جماعت سپین زیادہ سے زیادہ کتنا حصہ ڈال سکتی ہے یہ بتائیں کون احمدی ہے جو نہیں چاہے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو پورا کرنے والا نہ بنے؟ کون ہے جو نہیں چاہے گا کہ جنت میں اپنا گھر بنائے؟ پس آپ لوگ اپنی کوشش کریں باقی اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے انتظام کر دے گا۔ یہی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا جماعت سے سلوک رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گا اور وہ خود انتظام فرما دے گا۔ بہرحال بعد میں امیر صاحب نے لکھا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی تھی یا غلط فہمی ہوگئی تھی کہ مَیں نے مایوسی کا اظہار کر دیا، بات سمجھا نہیں شاید تو ہم

انشاء اللہ مسجد بنائیں گے اور دوسرے شہروں میں بھی بنائیں گے تو بہرحال عزم، ہمت اور حوصلہ ہونا چاہئے اور پھر ساتھ ہی سب سے ضروری چیز اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے دُعائیں مانگتے ہوئے، اس سے مدد چاہتے ہوئے کام شروع کیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ برکت پڑتی ہے اور پڑے گی۔

تو بہرحال مجھے پتہ ہے کہ فوری طور پر شاید سپین کی جماعت کی حالت ایسی نہیں کہ انتظام کر سکے کہ سال دو سال کے اندر مسجد مکمل ہو۔لیکن ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر فوری طور پر اس کام کو شروع کرنا ہے اس لئے زمین کی تلاش فوری شروع ہو جانی چاہئے۔چاہے سپین جماعت کو کچھ گرانٹ اور قرض دے کر ہی کچھ کام شروع کروایا جائے اور بعد میں ادائیگی ہو جائے تو یہ کام بہرحال انشاء اللہ شروع ہوگا اور جماعت کے جو مرکزی ادارے ہیں یا دوسرے صاحبِ حیثیت افراد ہیں اگر خوشی سے کوئی اس مسجد کے لئے دینا چاہے گا تو دے دیں اس میں روک کوئی نہیں ہے لیکن تمام دُنیا کی جماعت کو یا احمدیوں کو مَیں عمومی تحریک نہیں کر رہا کہ اس کیلئے ضرور دیں۔انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد بن جائے گی چاہے مرکزی طور پر فنڈ مہیا کر کے بنائی جائے یا جس طرح بھی بنائی جائے اور بعد میں پھر سپین والے اس قرض کو واپس بھی کر دیں گے جس حد تک قرض ہے۔تو بہرحال یہ کام جلد شروع ہو جانا چاہئے اور اس میں اب مزید انتظار نہیں کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔کیونکہ اب تک جو سرسری اندازہ لگایا ہے اس کے مطابق دو تین سو نمازیوں کی گنجائش کی مسجد انشاء اللہ خیال ہے کہ 5-6 لاکھ یورو (Euro) میں بن جائے گی۔یہاں بھی اور جگہوں پر بھی مسجد بنانے کا عزم کیا ہے تو پھر بنائیں انشاء اللہ شروع کریں یہ کام ارادہ جب کر لیا ہے تو وعدے کریں۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس میں برکت ڈالے گا جلسے کے دنوں میں جو وزارت انصاف کے شاید ڈائریکٹر جو آئے ہوئے تھے بڑے پڑھے لکھے اور کھلے دل کے آدمی ہیں مجھے کہنے لگے کہ جماعت کے وسائل کم ہیں وہ تو دُنیا داری کی نظر سے دیکھتے ہیں کہنے لگے کہ حکومت مسلمان تنظیموں کو بعض سہولتیں دیتی ہے اب قرطبہ میں بھی اُنہوں نے مسجد بنائی ہے تو اس طرح اور سہولتیں ہیں لیکن آپ کو (جماعت احمدیہ کو) وہ مسلمان اپنے میں شامل نہیں کرنا چاہتے۔اس لئے جو حکومت کا مدد دینے کا طریق کار ہے اس سے آپ کو حصہ نہیں ملتا کیا ایسا نہیں ہو سکتا آپ ان مسلمانوں کی کچھ باتیں مان جائیں اور حکومت سے مالی فائدہ اُٹھا لیا کریں باقی ان کی باتوں میں شامل نہ ہوں تو مَیں نے ان کو جواب دیا تھا کہ اگر باقی مسلمان تنظیمیں راضی بھی ہو جائیں تو پھر بھی ہم یہ نہیں کر سکتے کیونکہ کل کو پھر آپ نے ہی یہ کہنا ہے کہ تمہارا امن پسندی کا دعویٰ یونہی ہے، اندر سے تم بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جو شدت پسند ہیں اور دوسرے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے ہیں کہ ہم باقی مسلمانوں سے الگ ہو کر جو ان کے عمل ہیں، جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں، اس سے بچ کر صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق اپنی پہچان کر سکیں۔اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان مہیا فرما دیئے ہیں، پیشگوئی پوری ہو چکی ہے کہ ہماری علیحدہ ایک پہچان ہے تو چند پیسوں کے لئے یا تھوڑے سے مفاد کے لئے ہم اللہ کے رسولؐ کی سچی پیشگوئی اور اللہ کے فضلوں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کریں یہ نہیں ہو سکتا احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے بڑی غیرت رکھتا ہے ہر احمدی کے دل میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے نام کی بڑی غیرت ہے اگر حکومت احمدیوں کا حق سمجھ کر ہمیں فائدہ دے سکتی ہے تو ہمیں قبول ہے، ورنہ جماعت احمدیہ میں ہر شخص قربانی کرنا جانتا ہے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر بھی مساجد کی تعمیر کے لئے پلاٹ خرید سکتا ہے رقم مہیا کر سکتا ہے، یا جماعت کے دوسرے اخراجات برداشت کر سکتا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 28 جنوری 2005)

(35) آنحضرت ﷺ پر اعتراضات کے جواب دینے کے لئے ٹیمیں تیار کریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہودہ اعتراضات کرنے والوں کے جواب دینے کے لئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو خصوصی ٹیمیں تیار کرنے کی تحریک۔

(خطبہ جمعہ 18 فروری 2005)

(36) لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے شعبہ خدمت خلق کو مریضوں کی عیادت کے پروگرام بنانے کی نصیحت

''مریضوں کی عیادت کرنا بھی خدا تعالیٰ کے قرب کو پانے کا ہی ایک ذریعہ ہے۔ ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے خاص طور پر جو ذیلی تنظیمیں ہیں ان کو میں ہمیشہ کہتا

خوش آمدید یا سیّدی!

ہوں۔ خدمت خلق کے جواُن کے شعبے ہیں لجنہ کے، خدام کے، انصار کے ایسے پروگرام بنایا کریں کہ مریضوں کی عیادت کیا کریں، ہسپتالوں میں جایا کریں۔ اپنوں اور غیروں کی سب کی عیادت کرنی چاہیئے اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ بھی ایک سنت کے مطابق ہے اور ہمیشہ اس کوشش میں رہنا چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے ذریعے ہم اختیار کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ15۔اپریل 2005)

(37) مریم شادی فنڈ کی طرف توجہ کریں

''اس کے ساتھ ہی میں بعض اور تحریکات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں، ان کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ان میں ایک تو مریم شادی فنڈ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ آخری تحریک تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بابرکت ثابت ہوئی ہے بے شمار بچیوں کی شادیاں اس فنڈ سے کی گئی ہیں اور کی جارہی ہیں۔ احباب حسب توفیق اس میں حصہ لیتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شروع میں جس طرح اس طرف توجہ پیدا ہوئی تھی اب اتنی توجہ نہیں رہی جو لوگ مالی لحاظ سے اچھے ہیں، بہتر مالی حالات ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ بچیوں کی شادیوں پر غریب لوگوں کے کتنے مسائل ہوتے ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 17 جون 2005)

(ب)''امراء کو پہلے بھی کہہ چکا ہوں اب بھی کہتا ہوں دوبارہ تحریک کر دیتا ہوں کہ مریم شادی فنڈ میں ضرور شامل ہوا کریں اور خاص طور پر جو صاحب حیثیت ہیں اور جب ان کے بچوں کی شادیاں ہوتی ہیں اس وقت ضرور ذہن میں رکھا کریں کہ کسی نہ کسی غریب کی شادی کروانی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ25نومبر 2005)

(38) طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی تحریک

''میں آج ایک تحریک کرنا چاہتا ہوں خاص طور پر جماعت کے ڈاکٹرز کو اور دوسرے احباب بھی عموماً، اگر شامل ہونا چاہیں تو حسب توفیق شامل ہو سکتے ہیں، جن کو توفیق ہو، گنجائش ہو یہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی تحریک کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ میں خلافت رابعہ کے شروع میں یہ خواہش تھی کہ یہاں ایک ایسا ادارہ ہو جو اس علاقے میں دل کی بیماریوں کے علاج کے لئے سہولت میسر کر سکے اس دور میں کچھ بات چلی بھی تھی لیکن پھر اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا بہر حال میرا خیال ہے کہ آخری دنوں میں حضورؒ کی اس طرف دوبارہ توجہ ہوئی تھی لیکن خلافت خامسہ کے شروع میں اس پر کام شروع ہوا ایک ہمارے احمدی بھائی ہیں اُنہوں نے اپنے والدین کی طرف سے خرچ اُٹھانے کی حامی بھری پھر امریکہ کے ایک احمدی ڈاکٹر بھی اس میں شامل ہوئے اُنہوں نے خواہش کی کہ میں بھی شامل ہونا چاہتا ہوں بہر حال نقشے وغیرہ بنائے گئے اور بڑی خوبصورت ایک چھ منزلہ عمارت تعمیر کی جارہی ہے جو اپنی تعمیر کے آخری مراحل میں ہے اور اس فیلڈ کے ڈاکٹر ماہرین کے مشوروں سے یہ سارا کام ہوا ہے وہ اس میں شامل ہیں خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب سے مشورہ لیا گیا ہے ایک ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے کیسی کیسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ڈاکٹر صاحب مرکزی کمیٹی میں شامل بھی ہیں مستقل وقت دیتے ہیں ماشاء اللہ پھر جو نقشے اُنہوں نے بنوانے تھے جیسا کہ میں نے کہا وہ چھ منزلہ عمارت کے تھے جس میں تمام متعلقہ سہولتیں رکھی گئی تھیں جو دل کے ایک ہسپتال کے لئے ضروری ہیں تو اس وقت اُنہوں نے جو تخمینہ دیا تھا، جو اندازہ خرچ دیا تھا اس وقت بھی اس رقم سے زیادہ تھا جس کی ان دو صاحبان نے (جن کا میں نے ذکر کیا) دینے کی حامی بھری تھی تو انتظامیہ کچھ پریشان تھی میں نے انہیں کہا کہ یہ نقشے جو بنائے گئے ہیں جن کی میں نے منظوری دی تھی اس کی منظوری دیتا ہوں اللہ کا نام لے کر اسی کے مطابق کام کریں۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا، فضل فرمائے گا پھر کچھ اور لوگ بھی اس میں شامل ہوتے رہے اور اب جہاں تک عمارت کا تعلق ہے وہ قریباً مکمل ہو چکی ہے، جلد چند مہینوں میں ہو جائے گی۔ اس تعمیر میں (بتا چکا ہوں) کچھ لوگوں نے حصہ بھی لیا اور فضل عمر ہسپتال کی انتظامیہ نے بڑی محنت سے اور ہر جگہ پر جہاں بچت ہو سکتی تھی جہاں ضرورت تھی، اُنہوں نے بچت کرائی اور تعمیر کروانے میں احتیاط کی خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب کے ٹیکنیکل مشورے بھی باقاعدہ ہر قدم پر ملتے رہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے لیکن اب جو ایکوپمنٹ (Equipment) اور سامان وغیرہ ہسپتال کا آنا ہے وہ کافی قیمتی ہے میں نے انہیں کہا ہے کہ جیسے جیسے رقم کا انتظام ہوتا جائے گا یہ فیز ز (Phases) میں خرید یں لیکن ابتدائی کام کے

لئے بھی کافی بڑی رقم کی ضرورت ہے۔

اس لئے میں احمدی ڈاکٹروں سے خصوصاً کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر بڑا فضل فرمایا ہے اور خاص طور پر امریکہ اور یورپ کے جو ڈاکٹر صاحبان ہیں اسی طرح پاکستان میں بھی بعض ایسے ڈاکٹرز ہیں جو مالی لحاظ سے بہت اچھی حالت میں ہیں اگر آپ لوگ خدا کی رضا حاصل کرنے اور غریب انسانیت کی خدمت کے لئے اس ہارٹ انسٹیٹیوٹ کو مکمل کرنے میں حصہ لیں تو یقیناً آپ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کو خدا بے انتہا نوازتا ہے اور ان کے اس فعل کا اجر اس کے وعدوں کے مطابق خدا کے پاس بے انتہاء ہے۔ کوشش کریں کہ جو وعدے کریں انہیں جلد پورا بھی کریں اس ادارے کو مکمل کرنے کی میری بھی شدید خواہش ہے کیونکہ میرے وقت میں شروع ہوا اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے وہ خواہش پوری کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتا آیا ہے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو یہ موقع دے رہا ہے کہ اس نیک کام میں، اس کارخیر میں حصہ لیں اور شامل ہو جائیں اور اس علاقے کے بیمار اور دکھی لوگوں کی دعائیں لیں۔ آج کل دل کی بیماریاں بھی زیادہ ہیں ہر ایک کو علم ہے کہ ہر جگہ بے انتہاء ہوگئی ہیں اور پھر علاج بھی اتنا مہنگا ہے کہ غریب آدمی تو افورڈ (Afford) کر ہی نہیں سکتا ایک غریب آدمی تو علاج کروا ہی نہیں سکتا۔ پس غریبوں کی دعائیں لینے کا ایک بہترین موقع ہے جو اللہ تعالیٰ آپ کو دے رہا ہے اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

جہاں تک انسٹیٹیوٹ کے لئے ڈاکٹرز کا تعلق ہے، ہمارے امریکہ کے ایک ڈاکٹر نے مستقل وقف کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ جلد ربوہ پہنچ جائیں گے دوسرے یہاں بھی بعض نوجوان واقفین زندگی ڈاکٹرز تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو اپنی تعلیم مکمل ہونے پر وہاں چلے جائیں گے اور پاکستان میں بھی بعض نوجوان ہیں جنہوں نے وقف کیا ہے ٹریننگ لے رہے ہیں اور اسی طرح ڈاکٹر نوری صاحب کی سرپرستی میں انشاء اللہ یہ ادارہ چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں بھی برکت ڈالے اور پھر یہ ادارہ مکمل ہونے کے بعد میں دوسرے سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی وقف عارضی کر کے یہاں آیا کریں۔ اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ ان کی قربانیوں کے بدلے ضرور دے گا، اجر ضرور دے گا اور دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اس ادارے کو بہت کامیاب ادارہ بنائے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 17۔جون 2005)

(39) صد سالہ خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

''تین سال کے بعد خلافت کو 100 سال بھی پورے ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں ایک تو آپ نے اس وقت کہا تھا کہ سورۃ فاتحہ روزانہ سات بار پڑھیں تو سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ وفساد سے اور دجل سے بچتے رہیں۔

پھر رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْن کی دعا بھی بہت دفعہ پڑھیں۔

اور اس کے ساتھ ہی ایک اور دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو پہلوں میں شامل نہیں تھی کہ رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّاب۔ یہ بھی دلوں کو سیدھا رکھنے کے لئے بہت ضروری اور بڑی دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ آئے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو۔

پھر اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ و نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ پڑھیں۔

پھر استغفار بہت کیا کریں۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

پھر درود شریف کافی پڑھیں۔ ورد کریں۔ آئندہ تین سالوں میں ہر احمدی کو اس طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

پھر جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔

ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں اور خاص طور پر اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 10جون 2005)

(40) صد سالہ خلافت جوبلی 2008

''تین سال کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے سو سال کا عرصہ ہو

خوش آمدید یا سیّدی!

جائے گا اور جماعت اس جوبلی کو منانے کے لئے بڑے زور شور سے تیاریاں بھی کر رہی ہے۔ اس کے لئے دعاؤں اور عبادات کا ایک منصوبہ میں نے بھی دیا ہے۔ ایک تحریک دعاؤں کی، نوافل کی مَیں نے بھی کی تھی تو بہت بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر عمل بھی کر رہی ہے لیکن اگر ان باتوں پر عمل کے ساتھ ساتھ ہمیں حقوق العباد کے اعلیٰ معیار ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی تو یہ روزے بھی بیکار ہیں، یہ نوافل بھی بیکار ہیں، یہ دعائیں بھی بیکار ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اگست 2005)

(41) ہر احمدی جھوٹی اَنا کے خلاف جہاد کرے

''پس اگر اللہ کی محبت حاصل کرنی ہے تو ان جھوٹی اناؤں کا خاتمہ کرنا ہوگا اور نہ صرف یہ کہ کسی سے برائی نہیں کرنی یا برائی کا جواب برائی سے نہیں دینا بلکہ احسان کا سلوک کرنا ہے۔ یہی باتیں ہیں جو ایک حسین معاشرہ قائم کرتی ہیں اور اس کے لئے ایک احمدی کو جہاد کرنا چاہئے کیونکہ اگر دل میں تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ کے دین کی مضبوطی کی خاطر، اپنے ایمانوں میں مضبوطی کی خاطر ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی اور اپنی اناؤں اور غصے کو دبانے کی توفیق ملتی رہے گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اگست 2005)

(42) جماعت احمدیہ ناروے کو بیت الذکر کی تعمیر کے سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں کرنے کی پرزور تحریک

''جماعت احمدیہ کی سوسالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جماعت کے افراد اور جماعت نے جب بھی ایک منصوبے کے تحت ایک ہوکر، ایک عزم کے ساتھ کسی کام کو شروع کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر اسے انجام تک پہنچایا ہے اگر آپ بھی اب اس کام کو پختہ ارادے سے شروع کریں تو یہ مسجد یقیناً بن سکتی ہے۔

مَیں نے آپ میں سے مردوں، عورتوں بچوں، نوجوانوں کی اکثریت کے چہرے پر اخلاص و وفا کے جذبات دیکھے ہیں۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ آپ کے اخلاص و وفا میں کمی ہے یا کسی سے بھی کم ہیں۔ بعض ذاتی کمزوریاں ہیں اُن کو دور کریں ایک دوسرے سے تعاون کرنا سیکھیں مضبوط ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر آپ کی مدد فرمائے گا اور اپنے وعدوں کے مطابق ایسے ذریعوں سے آپ کے رزق کے اور آپ کے کاموں کی تکمیل کے اور آپ کے اس وعدے کو پورا کرنے کے سامان پیدا فرمائے گا کہ جس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے جو کمزور ہیں ان کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ اُن کو بھی بتائیں کہ خدا کا گھر بنانے کے کیا فوائد ہیں جو قربانیاں کر رہے ہیں وہ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اپنے عہدوں کی نئے سرے سے تجدید کرتے ہوئے، نئے سرے سے پلاننگ کریں، سب سر جوڑ کر بیٹھیں، ایک دوسرے پر الزام لگانے کی بجائے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کریں۔ آج جب دنیا میں ہر جگہ مسجدوں کی تعمیر ہو رہی ہے، ہر جگہ جماعت کی ایک خاص توجہ پیدا ہوئی ہے۔ آج جب دشمن جہاں اس کا زور چلتا ہے ہماری مسجدوں کو نقصان پہنچانے اور ان کو بند کروانے کی کوشش کر رہا ہے ان ملکوں میں جہاں امن ہے جہاں آپ کے مالی حالات پہلے سے بہتر ہیں، جہاں خدا کے نام کو ہر شخص تک پہنچانے کی انتہائی ضرورت ہے، آج جہاں اللہ تعالیٰ کے پیغام اور اسلام کے نور کو پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اگر بہتر حالات میسر ہونے کے بعد بھی آپ نے خدا کے اس گھر اور اس کے روشن میناروں کی تعمیر نہ کی تو یہ ناشکری ہوگی یاد رکھیں یہ آخری موقع ہے اگر اس دفعہ بھی اور اجازت ملنے کے بعد بھی آپ لوگ اسے تعمیر نہ کر سکے تو پھر زمین بھی ہاتھ سے نکل جائے گی اور جو رقم اب تک اس پر خرچ ہوئی ہے وہ بھی ضائع ہو جائے گی اور جماعت کے وقار کو بھی دھکہ لگے گا۔ پس آج ایک ہو کر اس گھر کی تعمیر کریں، اس تعمیر سے جہاں آپ جماعت کے وقار کو روشن کر رہے ہوں گے وہاں اپنے لئے خدا کی رضا حاصل کرتے ہوئے جنت میں گھر بنا رہے ہوں گے اور یاد رکھیں کہ ہر بڑے کام کے لئے قربانی دینی پڑتی ہے۔ دعاؤں کے ساتھ اس قربانی کے لئے تیار ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا۔

یاد رکھیں اگر یہ موقع آپ نے ضائع کر دیا تو آج نہیں تو کل جماعت احمدیہ کی کئی مسجدیں ملک میں بن جائیں گی۔ لیکن احمدیت کی آئندہ نسلیں، اس جگہ سے گزرتے ہوئے آپ کو اس طرح یاد کریں گی کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جماعت کو مسجد بنانے کا موقع میسر آیا لیکن اس وقت کے لوگوں نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا اور یہ جگہ ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی وہ دن آئے جب آپ کو تاریخ

اس طرح یاد کرے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23ستمبر2005)

(43) چندہ تحریک جدید تعمیر مساجد کی تحریک

’’اس زمانے میں جس میں مادیت کا دور دورہ ہے احمدی ہی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے اس کے گھر بھی تعمیر کرتا ہے اور اس کی عبادت سے اپنے آپ کو سجانے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اپنی نسلوں میں بھی ان کی اعلیٰ تربیت کے ذریعہ یہ روح پھونکنے کی کوشش کرتا ہے اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک فنڈ مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے تو عموماً اس خوشی کے موقع پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی۔ وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندہ دیتے تھے یا اپنی جیب خرچ سے دیتے تھے۔ یہ مد اب بھی شاید ہو حالات کی وجہ سے پاکستان میں تو مَیں اس پر زور نہیں دیتا لیکن باہر پتہ نہیں ہے کہ نہیں اور اسے اب بیرون کہنے کی تو ضرورت بھی نہیں۔ عموماً مساجد کی ایک مد ہونی چاہئے اس میں جب بچے پاس ہو جائیں تو اس وقت یا کسی اور خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں چندہ دیا کریں اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں بے شمار احمدی بچے امتحانوں میں پاس ہوتے ہیں۔ اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں، ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مد میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے والدین بھی اس بارے میں اپنے بچوں کی تربیت کریں اور انہیں ترغیب دلائیں تو اللہ تعالیٰ ان والدین کو بھی خاص طور پر اس ماحول میں بہت سے فکروں سے آزاد فرما دے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11نومبر2005)

(44) لاکھوں کی تعداد میں وقف نو چاہئیں

’’ہمیں لاکھوں واقفین نو چاہئیں۔ اب تک تو واقفین نو کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جس طرح والدین کی اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد ہو جائے گی۔ اور پھر ظاہر ہے کہ ہر ملک میں جامعہ احمدیہ کھولنا پڑے گا اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ہوگا۔‘‘

(جامعہ احمدیہ لنڈن افتتاحی خطاب یکم اکتوبر 2005)

(45) ذیلی تنظیمیں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں

’’پس اس لحاظ سے انصار بھی ذمہ دار ہیں اور پوچھے جائیں گے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں، لجنہ بھی اپنے دائرے میں ذمہ دار ہے اور پوچھی جائے گی کہ اس نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں اور خدام بھی ذمہ دار ہیں اور پوچھے جائیں گے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں۔ اور خدام میں کیونکہ نوجوان لڑکے اور مرد شامل ہوتے ہیں جن میں زیادہ طاقت ہوتی ہے اور صحت بھی اچھی ہوتی ہے، صلاحیت بھی ہوتی ہے اس لئے جماعتی ترقی کے لئے خدام کی بہترین تربیت اور فعال ہونا اور تمام پروگراموں میں حصہ لینا، تمام اُن باتوں پر عمل کرنا جو خلیفۂ وقت کی طرف سے وقتاً فوقتاً کی جاتی ہیں، زیادہ ضروری ہے۔ خدام ہی ہیں جنہوں نے مستقبل کی نسل کے باپ بننا ہے اور خدام ہی ہیں جن میں آئندہ نسل کے باپ موجود ہیں۔ جو شادی شدہ ہیں اور بچوں والے ہیں وہ آئندہ نسل کے باپ ہیں اور ایک باپ کی اسی اہمیت کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں ہے جو باپ اپنی اولاد کو دیتا ہے پس یہ تربیت بھی اگلی نسل کی تب ہی ہوگی جب آپ لوگ خود بھی اپنی تربیت کی طرف توجہ دے رہے ہوں گے۔‘‘

(اجتماع خدام الاحمدیہ برطانیہ سے اختتامی خطاب 2/اکتوبر2005)

(46) قرضوں کی ادائیگی احسن طریق پر کریں

’’احمدیوں نے اگر دنیا سے فساد دور کرنا ہے تو آپس کے لین دین اور قرضوں کی ادائیگی احسن طریق سے کرنی چاہیئے اور کوئی دھوکہ اور کسی قسم کی بدنیتی ان میں شامل نہیں ہونی چاہیئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18نومبر2005)

خوش آمدید یا سیّدی!

(47) شادی بیاہ کی تقریبات کے موقع پر بیہودہ رسوم و رواج ،لغو اور فضول گانے اور اسراف سے بچنے کی تاکید

’’پس جو شکایات آتی ہیں ایسے گھروں کی ان کو میں تنبیہہ کرتا ہوں کہ ان لغویات اور فضولیات سے بچیں۔ پھر ڈانس ہے، ناچ ہے، لڑکی کی جو رونقیں لگتی ہیں اس میں یا شادی کے بعد جب لڑکی بیاہ کر لڑکے کے گھر جاتی ہے وہاں بعض دفعہ اس قسم کے بیہودہ قسم کے میوزک یا گانوں کے اوپر ناچ ہو رہے ہوتے ہیں اور شامل ہونے والے عزیز رشتہ دار اس میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بعض گھر جو دنیا داری میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں ان کی ایسی رپورٹس آتی ہیں اور کہنے والے کہتے ہیں کہ کیونکہ فلاں امیر آدمی تھا اس لئے اس پر کارروائی نہیں ہوئی یا فلاں عہدیدار کا رشتہ دار عزیز تھا اس لئے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی، اس سے صرفِ نظر کیا گیا غریب آدمی یہ حرکت کرے تو اسے سزا ملتی ہے اگر مجھے پتہ چل جائے تو ان پر میں بلا استثناء بغیر کسی لحاظ کے کارروائی کروں گا اور کی بھی جاتی ہے...... جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کا جو نظام ہے یہ بھی ان بیاہ شادیوں پر نظر رکھے اور جہاں کہیں بھی اس قسم کی بیہودہ فلموں کے ناچ گانے یا ایسے گانے جو سراسر شرک پھیلانے والے ہوں دیکھیں تو ان کی رپورٹ آنی چاہئے اس بارہ میں قطعاً ڈرنے کی ضرورت نہیں کہ کس خاندان کا ہے اور کیا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25نومبر2005)

(48) M.T.A. سے فائدہ اٹھائیں

’’ایم ٹی اے کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ خصوصاً خطبہ جمعہ سننے کی عادت ڈالیں۔ ذیلی تنظیمیں نگرانی کریں اور دیکھیں کہ لوگ ایم ٹی اے سے مستفیض ہو رہے ہیں یا نہیں ایک احمدی اور دوسرے لوگوں میں نمایاں فرق ہونا چاہئے آپ کے خاموش پاکیزہ عمل بھی خاموش دعوت الی اللہ ہیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2دسمبر2005)

(49) لجنہ اماء اللہ تربیت کے نظام کو فعال بنائے

’’لجنہ اماء اللہ تربیت کے نظام کو فعال بناتے ہوئے نومبائعات اور بچوں کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دے اور اس کے ساتھ پرانی احمدی خواتین کی طرف بھی توجہ دیں تا کہ کوئی برائی یا شرک احمدی معاشرہ میں داخل نہ ہو۔‘‘

(لجنہ اماء اللہ (قادیان) سے خطاب 27دسمبر2005)

(50) جلسہ سالانہ قادیان کی کامیابی پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو

’’حضرت سلیمانؑ کی ایک دعا کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرماتے ہوئے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے اور یہ دعا ہر احمدی کو بھی ہر وقت یاد رکھنی چاہئے کیونکہ آج احمدی ہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضلوں کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور جتنا ہم اس طرح شکر گزاری کریں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا فیض پانے والے ہوں گے اور وہ دعا یوں سکھائی گئی ہے کہ:

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ○ (النمل:20)

کہ اے میرے رب مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں اور تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

پس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر تب ادا ہو گا جب عبادت کے معیار قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے نیک اعمال بجالانے کی طرف بھی ہر وقت توجہ رہے گی، اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ رہے گی اور تبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے والے ہوں گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30دسمبر2005)

خوش آمدید یا سیّدی!

(51) نومبائعین کو مالی نظام کا حصہ بنائیں

’’یہ جومَیں بار بار زور دیتا ہوں کہ نومبائعین کو بھی مالی نظام کا حصہ بنائیں یہ اگلی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے بڑا ضروری ہے کہ جب اس طرح بڑی تعداد میں نومبائعین آئیں گے تو موجودہ قربانیاں کرنے والے کہیں اس تعداد میں گم ہی نہ ہو جائیں اور بجائے ان کی تربیت کرنے کے ان کے زیر اثر نہ آ جائیں۔ اس لئے نومبائعین کو بہرحال قربانیوں کی عادت ڈالنی پڑے گی اور نومبائع صرف تین سال کے لئے ہے۔ تین سال کے بعد بہرحال اسے جماعت کا ایک حصہ بننا چاہئے۔ خاص طور پر نئی آنے والی عورتوں کی تربیت کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل 28مارچ 2006)

(52) آنحضرت ﷺ کے محاسن سے دنیا کو آگاہ کریں اور کثرت سے درود شریف پڑھا جائے

(الف) ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن وکمالات اور پرامن تعلیم سے دنیا کو آگاہ کریں۔ عشق رسولؐ کی ایسی آگ دلوں میں لگائیں جس کے شعلے آسمانوں تک پہنچیں اور بکثرت درود بھیجیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10فروری2006)

(ب) ’’آنحضرتؐ سے عشق اور محبت کا یہ تقاضا ہے کہ بکثرت درود شریف پڑھا جائے صدق دل سے فضا سے اتنا درود بکھیرا جائے کہ فضا کا ہر ذرّہ اس سے مہک جائے کثرت سے یہ دُعا پڑھی جائے

’’ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلم‘‘

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2006)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

’’جتنی زیادہ تعداد میں دعائیں کرنے والے ہماری جماعت میں پیدا ہوں گے اتنا ہی جماعت کا روحانی معیار بلند ہوگا اور ہوتا چلا جائے گا۔ خلیفۂ وقت کو بھی آپ کی دعاؤں سے مدد ملتی چلی جائے گی اور جب یہ دونوں مل کر ایک تیز دھارے کی شکل اختیار کریں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے دروازے بھی کھلتے چلے جائیں گے۔ پس ہمارے ہتھیار یہ دعائیں ہیں جن سے ہم نے فتح پانی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں یہ معیار جلد سے جلد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(53) نوجوان جرنلزم میں زیادہ سے زیادہ جانے کی کوشش کریں۔

ڈنمارک میں انتہائی غلیظ، توہین آمیز اور مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت کرنے والے کارٹونوں کی اشاعت پر ردّعمل کا اظہار کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے تحریک فرمائی کہ:

’’۔۔۔ ہر ملک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کرنے ضرورت ہے۔ خاص طور پر جو اسلام کے بارے میں جنگی جنونی ہونے کا ایک تصور ہے اس کو دلائل کے ساتھ ردّ کرنا ہمارا فرض ہے۔ پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ اخباروں میں بھی کثرت سے لکھیں۔ اخباروں کو، لکھنے والوں کو سیرت پر کتابیں بھی بھیجی جائیں۔

پھر یہ بھی ایک تجویز ہے آئندہ کے لئے، یہ بھی جماعت کو پلان (Plan) کرنا چاہیئے کہ نوجوان جرنلزم (Journalism) میں زیادہ سے زیادہ جانے کی کوشش کریں جن کو اس طرف زیادہ دلچسپی ہوتا کہ اخباروں کے اندر بھی ان جگہوں پر بھی، ان لوگوں کے ساتھ ہمارا نفوذ رہے۔ کیونکہ یہ حرکتیں وقتاً فوقتاً اُٹھتی رہتی ہیں۔ اگر میڈیا کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وسیع تعلق قائم ہوگا تو ان چیزوں کو روکا جا سکتا ہے، ان بیہودہ حرکات کو روکا جا سکتا ہے۔۔۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10فروری2006)

بشارت وخلافت ودُعا سے لیس دوستو!

خدا تمہارے ساتھ ہے (گیت)

جمیل الرحمٰن ۔ ہالینڈ

آسمانی بادشاہت کے ہو موسیقار تم نغمہء توحید کی جھانجن کی ہو جھنکار تم
تاج وتختِ مصطفےٰؐ کی بازیابی کے لئے چار سُو ابلیس سے ہو برسرِ پیکار تم

الاپ

تم خدا کے شیر ہو جری ہو تم دلیر ہو
نہیں تمہیں غم زیاں فلک ہے تم پہ مہرباں
مسافتیں سمیٹ لو ، چلے چلو بڑھے چلو
خدا تمہارے ساتھ ہے ، خدا تمہارے ساتھ ہے

سلام شاہِ مرسلیںؐ بہ صد ادب لئے ہوئے
مسیح کی جناب میں شکستہ پا فگار تن
تم آئے اس طرح دھڑک اٹھی ہے نبضِ کائنات
مچل رہا ہے وقت بھی تمہارے ہم قدم چلے
مسافتیں سمیٹ لو ، چلے چلو بڑھے چلو
خدا تمہارے ساتھ ہے ، خدا تمہارے ساتھ ہے

شمار میں ہو کم، نہیں ہے کم تمہارا حوصلہ
خلاف یہ زمیں سہی، کثیر ہیں عدُو تو کیا
نجوم کی طرح نہ گن سکیں گے ایک دن تمہیں
یہ تیرگی پرست کیا کریں گے تم سے فیصلہ
مسافتیں سمیٹ لو ، چلے چلو بڑھے چلو
خدا تمہارے ساتھ ہے ، خدا تمہارے ساتھ ہے

رضائے یار کے علَم کے سائے میں ہو تم سبھی
نہ خوفِ مرگ ہے تمہیں، نہ تخت ومنبروں کا ڈر
تمہاری ٹھوکروں میں ہے ہر ایک سنگِ رہگزر
تمہی ہو موسموں کی دھن، تمہی ربابِ زندگی
مسافتیں سمیٹ لو ، چلے چلو بڑھے چلو
خدا تمہارے ساتھ ہے ، خدا تمہارے ساتھ ہے

مجال ہے کسے تمہارے سامنے ٹھہر سکے
بشارت و خلافت و دعا سے لیس دوستو
قدم قدم پہ جیتنا تمہارا اتہاس ہے
کسی میں اتنا دم نہیں امڈتے سیل روک لے
مسافتیں سمیٹ لو ، چلے چلو بڑھے چلو
خدا تمہارے ساتھ ہے ، خدا تمہارے ساتھ ہے

خوش آمدید یا سیّدی!

تقویٰ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتقاء ہے

مبارک احمد معین مبلغ سلسلہ، گوئٹے مالا

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بار بار یہ ارشاد ملتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ دراصل تقویٰ ایک ایسی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر انسان اپنے معبود حقیقی کو پا لیتا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنی پیدائش کے مقصد کو بھی حاصل کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم نے تقویٰ پر بہت زور دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے متقی کو ہی سب سے زیادہ معزز اور مکرم قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

(الحجرات: 14)

کہ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

تقویٰ کے معنے ہیں بچا یا حفاظت کی مگر تقویٰ کے لفظی معانی دینی کتب کے محاورے میں معصیت اور بری اشیاء سے بچنے کے ہیں اور خالی ڈر کے معنوں میں یہ لفظ استعمال نہیں ہوتا بعض نے کہا ہے کہ اتقاء جب اللہ تعالیٰ کے لیے آئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی نجات کے لیے بطور ڈھال بنا لیا۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 73)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ قرآن میں جو تقویٰ کا لفظ آیا ہے اس کا کیا مطلب ہے انہوں نے جواب دیا کہ کانٹوں والی جگہ سے گزرو تو کیا کرتے ہو اس نے کہا اس سے پہلو بچا کر چلا جاتا ہوں یا اس سے آگے نکل جاتا ہوں یا پیچھے رہ جاتا ہوں انہوں نے کہا بس اسی کا نام تقویٰ ہے یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جگہ پر کھڑا نہ ہو اور ہر طرح اس سے بچنے کی کوشش کرے۔

(ابن المعتز)

ایک شاعر نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔:

خَلِّ الذّنوب صغیرها و کبیرها ذاک التّقیٰ
واصنع کماشٍ فوق ارضِ الشوکَ یحذر مایریٰ
لا تحقرنّ صغیرةً ، انّ الجبال من الحصٰی

یعنی گناہوں کو چھوڑ دے خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے یہ تقویٰ ہے اور تو اس طریق کو اختیار کر جو کانٹوں والی زمین پر چلنے والا اختیار کرتا ہے یعنی وہ کانٹوں سے خوب بچتا ہے اور تو چھوٹے گناہوں کو حقیر نہ سمجھ کیونکہ پہاڑ کنکروں سے ہی بنے ہوئے ہوتے ہیں۔

(ابن کثیر)

حضرت ابن عمرؓ تقویٰ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لا یبلغ العبد حقیقة التقوی حتی یدع ما حاک فی الصدر "

بندہ حقیقی طور پر تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک اِس بات کو نہ چھوڑ دے جو اس کے دل میں کھٹکے۔

تقویٰ پر ہی ساری زندگی کا دارومدار ہے تقویٰ اختیار کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کو ڈھال بنا لیتا ہے۔ ہر قسم کے خطرات، ہر قسم کے ظاہری و باطنی شر اور فساد اور نقصان سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے۔ کیونکہ صرف اللہ کی ہی ذات ہے

خوش آمدید یا سیّدی!

جو ہر قسم کے نقصانات سے بچا سکتی ہے اور وہی ہے جس کی اَمان میں آ کر انسان ہر قسم کی راحت اور سرور حاصل کرسکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا...

(النحل: 129)

یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

اور جن کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جائے وہ دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔تقویٰ اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنا قرب عطا کرتا ہے اور پھر اس کے نشانات بھی ظاہر کرتا ہے۔جیسا کہ فرمایا:

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ

(یونس :65)

ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

’’جو متقی ہوتے ہیں ان کو اسی دنیا میں بشارتیں سچے خوابوں کے ذریعے ملتی ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر وہ صاحبِ مکاشفات ہو جاتے ہیں مکالمۃ اللہ کا شرف حاصل کرتے ہیں۔وہ بشریت کے لباس میں ہی ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 15)

مزید فرمایا:

’’ہماری جماعت کو چاہیئے کہ تقویٰ کی راہوں پہ قدم ماریں اور اپنے دشمنوں کی ہلاکت سے بے جا خوش نہ ہوں۔تورات میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے دشمنوں کے بارے میں کہ میں نے ان کو اس لئے ہلاک کیا کہ وہ بد ہیں نہ اس لئے کہ تم نیک ہو۔پس نیک بننے کی کوشش کرو۔میرا ایک شعر ہے:

ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

ہمارے مخالف جو ہیں وہ بھی متقی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں مگر ہر چیز اپنی تاثیرات سے پہچانی جاتی ہے۔نرا زبانی دعویٰ ٹھیک نہیں۔اگر یہ لوگ متقی ہیں پھر متقی ہونے کے جو نتائج ہیں وہ ان میں کیوں نہیں؟ نہ مکالمہ الٰہی سے مشرف ہیں نہ عذاب سے حفاظت کا وعدہ ہے۔تقویٰ ایک تریاق ہے جو اس کو استعمال کرتا ہے وہ تمام زہروں سے نجات پاتا ہے۔مگر تقویٰ کامل ہونا چاہیئے ۔۔۔کسی ایک شاخ پر عمل موجب ناز نہیں پس تقویٰ وہی ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا...

(النحل: 129)

خدا تعالیٰ کی معیت بتا دیتی ہے کہ یہ متقی ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 262-261 پرانا ایڈیشن)

تقویٰ کی ایک اور علامت یہ ہے کہ اس سے انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہو جاتے ہیں مگر متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔مصائب کی کوئی حد نہیں انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔امراض کو ہی دیکھ لیا جائے کہ ہزار ہا مصائب کو پیدا کرنے کو کافی ہیں۔لیکن جو تقویٰ کے قلعے میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہے اور جو ان سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے‘‘ ۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 15 پرانا ایڈیشن)

تقویٰ سے انسان اللہ تعالیٰ کی کفالت میں آ جاتا ہے ۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیات قرآنیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝

(الطلاق: 3)

جو خدا کے آگے تقویٰ اختیار کرتا ہے خدا اس کے لیے ہر اک تنگی اور تکلیف سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور فرمایا:

خوش آمدید یا سیّدی!

وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ

(الطلاق: 4)

وہ متقی کو ایسی راہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا خیال و گمان بھی نہیں ہوتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ وعدوں کے سچا کرنے میں خدا سے بڑھ کر کون ہے۔ پس خدا پر ایمان لاؤ خدا سے ڈرنے والے ضائع نہیں ہوتے۔

یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ

(الطلاق: 3)

یہ ایک وسیع بشارت ہے۔ تم تقویٰ اختیار کرو خدا تمہارا کفیل ہوگا۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 392 پرانا ایڈیشن)

مزید فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔۔۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر ایک بلا اور اَلم سے نکال لیتا ہے اور اس کے رزق کا خود کفیل ہو جاتا ہے اور ایسے طریق سے دیتا ہے جو وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ ''

(ملفوظات جلد7 صفحہ54 پرانا ایڈیشن)

متقی کا ایک اہم وصف استقامت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:

''حقیقی متقی وہ شخص ہے جس کی خواہ آبرو جائے، ہزار ذلت آتی ہو، جان جانے کا خطرہ ہو، فقر و فاقہ کی نوبت آئی ہو تو محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارہ کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپائے۔۔۔ تقویٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا۔۔۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ برادری کا ہو، خواہ قوم کا، خواہ دوستوں اور شہر کے رؤساء کا خدا تعالیٰ سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا کے لیے ہر ایک ذلت برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اس کو راضی کرنے کے لیے جو شخص ہر ایک بدی سے بچتا ہے اس کو متقی کہتے ہیں۔''

(سلفوظات صفحہ75-74 پرانا ایڈیشن)

مزید فرمایا:

''متقی وہی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر ایسی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جو منشائے الٰہی کے خلاف ہیں نفس اور خواہشاتِ نفسانی کو اور دنیا و مافیہا کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہیچ سمجھیں۔''

(سلفوظات صفحہ137 پرانا ایڈیشن)

انسان کی اس دنیا میں سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ اس کو سکھ اور آرام ملے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ ہے۔ اللہ متقی کے نزدیک سے نزدیک تر ہوتا جاتا ہے اور اس کو زمانے کے مکروہات سے بچاتا اور ہر ایک مصیبت میں اس کے لیے نجات کا راستہ نکال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ متقی کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ O

(المائدہ: 28)

یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی دعائیں قبولیت کے مرتبے تک پہنچتی ہیں جو متقی ہیں۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ متقیوں کی عاقبت بھی سنواری جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآنِ کریم میں وعدہ ہے

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔۔

(الاعراف: 129)

اور عاقبت متقیوں کی ہی ہوا کرتی ہے۔ متقی اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخرو ہوں گے اور جنت میں ان کا قیام ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

'' حضرت داؤد زبور میں فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا، جوان ہوا، جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر میں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہیں دیکھا اور نہ ان کی اولاد کو دَر بدر دَھکے کھاتے اور ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ یہ بالکل سچ اور راست ہے کہ

خداتعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور ان کو دوسروں کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے۔۔۔میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے۔"

(ملفوظات جلد5 صفحہ 245-244پرانا ایڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کے مختلف پہلوؤں کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

"تقویٰ کے دو درجے ہیں، بدیوں سے بچنا اور نیکیوں میں سرگرم ہونا۔"

(ملفوظات جلد6 صفحہ1 25پرانا ایڈیشن)

پھر فرمایا:

"تقویٰ اس کا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرے بلکہ باریک در باریک بدیوں سے بچتا رہے"۔

(ملفوظات صفحہ 377پرانا ایڈیشن)

پھر فرمایا:

"تقویٰ تو یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدگی سے بچے اور اس کے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارے تک نہ پہنچے۔"

(ملفوظات جلد6 صفحہ 337پرانا ایڈیشن)

مزید فرمایا:

"تو تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں عجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 81پرانا ایڈیشن)

پھر فرمایا:

"تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ جب دیکھے کہ میں گناہ میں پڑتا ہوں تو دعا اور تدبیر سے کام لیوے۔"

(ملفوظات جلد6صفحہ 218پرانا ایڈیشن)

تقویٰ کے ذرائع اور حصول

1۔عبادات

عبادت انسان میں تقویٰ کی روح پیدا کرتی ہے اور اسے جلا بخشتی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ

(البقرہ :22)

اے لوگو!تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے۔تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

2 ۔ روزہ

روزہ بھی تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ

(البقرہ : 184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

3۔حدود اللہ کا خیال رکھنا

اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی حدود کا خیال رکھنا بھی تقویٰ کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ

خوش آمدید یا سیّدی!

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

(البقرۃ: 188)

یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لیے کھول کھول بیان کرتا ہے تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

4۔قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل کرنا

تقویٰ کے حصول کے لئے قرآن کریم کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ان قوموں کے حالات پر بھی غور کرنا چاہیئے جو عذاب الٰہی کا مورد ہوئے اور ایسے افعال سے باز رہے جو غضب خداوندی کا موجب ہو سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ...

(سورۃ طٰہٰ : 114)

اور ہم نے قرآن کو عربی میں جو ایک وسیع زبان ہے اتارا ہے اور ہم نے اس میں وعید کو کھول کھول کر بتا دیا ہے تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

5۔فطرت صحیحہ سے کام لینا

فطرت صحیحہ سے کام لینے سے بھی تقویٰ کے حصول میں مدد ملتی ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں نیکی اور بدی کی پہچان کا مادہ اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے۔اور جو اس سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور جو اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا وہ ناکام و نامراد رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝

(سورۃ الشمس: 9-11)

پس اس کی بے اعتدالیوں اور اس کی پرہیزگاریوں (کی تمیز کرنے کی صلاحیت) کو اس کی فطرت میں ودیعت کیا۔یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے اس (تقویٰ) کو پروان چڑھایا۔اور نامراد ہو گیا جس نے اس کو مٹی میں گاڑ دیا۔

6۔نکاح کرنا

نکاح اور شادی بھی تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہے۔قرآن کریم میں شادی شدہ مرد کو محصن اور شادی شدہ عورت کو محصنہ کہا گیا ہے۔جس کے معنے ہیں قلعہ میں آجانا اور حفاظت میں آجانا۔

7۔حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنا

آنحضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنے صحابہؓ کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے لیکن ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور بھی ہیں۔جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔پس جو شخص ان مشتبہ امور سے بچا تو اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کی حفاظت کی لیکن جو مشتبہ امور میں جا پڑا وہ اس چرواہے کی مانند ہے جو رکھ کے آر پار اپنا ریوڑ چرا رہا ہے اور قریب ہے کہ اس کا ریوڑ رکھ کے اندر چلا جائے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کان کھول کر سنو ہر بادشاہ کی ایک رکھ ہوتی ہے اور اللہ کی زمین میں اس کی رکھ حرام کردہ چیزیں ہیں۔

(بخاری کتاب الایمان)

8۔شعائر اللہ کی عظمت

تقویٰ کا حصول شعائر اللہ کی عظمت بجا لانے میں بھی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝

(الحج :33)

یہ (اہم بات ہے) اور جو کوئی شعائر اللہ کو عظمت دے گا تو یہ بات دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنا،اس کے شعائر کی عظمت بجالانا،اور اس کی مقرر کردہ

عزت والی جگہوں کی تعظیم کرنا اور اس کے نشانات کی حرمت کو قائم رکھنا تقویٰ القلوب میں داخل ہے یعنی متقی کے لیے اللہ تعالیٰ کے شعائر کی عزت و توقیر کرنا ضروری ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعہ پر احباب جماعت کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''تقویٰ کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ متقی ہونا مشکل ہے جس کے اعمال میں کچھ بھی ریا کاری ہو خدا اس کے عمل کو الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔۔۔ جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 302-301 پرانا ایڈیشن)

پھر فرمایا:

''تقویٰ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے حاصل ہونے سے انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر نقش وجود مٹا سکتا ہے۔ کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ اس کا اپنا وجود ہی نہ رہے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 347 پرانا ایڈیشن)

تقویٰ کے فوائد

1۔ کامیابیوں کا ملنا

تقویٰ حاصل ہونے سے کامیابی عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○

(المائدہ: 101)

پس اے عقل والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

2۔ اللہ کا رحم

تقویٰ کے حصول سے اللہ تعالیٰ کا رحم انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ○

(الانعام 156)

اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

3۔ حق و باطل میں امتیازی نشانات

جب بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقویٰ کی دولت مل جاتی ہے تو اس کے ذریعے بندہ کو حق و باطل میں تمیز کی بھی توفیق ملتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں فرمایا ہے۔:

...اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا...

(الانفال: 30)

اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دے گا۔

4۔ تکالیف سے نجات کے ذرائع

تقویٰ کے حصول سے اللہ تعالیٰ خود بندے کی تکالیف کو دور کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

''وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا○''

(الطلاق: 3)

اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لیے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔

5۔ رزق کی غیبی مدد

جو بندہ تقویٰ پر کاربند ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے رزق کے سامان بھی پیدا کرتا ہے۔ اور ایسی ایسی جگہوں سے اس کے لئے رزق کے سامان پیدا ہوتے ہیں

جہاں سے کوئی گمان بھی نہیں کرسکتا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔:

وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

(الطلاق: 4)

اور اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔

6۔کاموں میں آسانی

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۞

(الطلاق: 5)

اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ اپنے حکم سے اس کے لیے آسانی پیدا کردے گا۔

7۔نجات اور جنت اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۞ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۞

(سورہ الحجر: 47-46)

یقیناً متقی باغوں اور چشموں میں (متمکن) ہوں گے۔ان میں سلامتی کے ساتھ مطمئن اور بےخوف ہوتے ہوئے داخل ہوجاؤ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں اپنی نثر میں تقویٰ پر زور دیا ہے وہاں اپنے منظوم کلام میں بھی اس کو بیان کیا ہے نمونے کے طور پر چند اشعار پیش ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام اور تقویٰ

وہ دور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دور ہیں — ہر دم اسیر نخوت و کبروغرور ہیں

تقویٰ یہی ہے کہ یارو نخوت کو چھوڑ دو — کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو ، — اس یار کے لیے رہ عشرت کو چھوڑ دو

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے ، — ہو جاؤ خاک مرضیء مولیٰ اسی میں ہے

تقویٰ کی جڑ خدا کے لیے خاکساری ہے ، — عفت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں — تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں

پھر فرمایا:

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ — مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو ! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ — خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

مسلمانو ! بناؤ تام تقویٰ — کہاں ہے ایمان اگر ہے خام تقویٰ

یہ دولت تو نے مجھکو اے خدادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

خوش آمدید یا سیّدی!

خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید

نوائے دل

اے امامِ وقت اے ماہِ تمام! تیری آمد ہے بہاروں کا پیام
وحدتِ ملت خلافت کا نظام ہو بصد تکریم و عزت السّلام
اے امیرالمؤمنیں! تجھ پر سلام
السّلامُ السّلامُ السّلام

فخر ہے نازاں ہیں آمد پر تری منتظر آنکھیں تھیں رستے پہ گڑی
ہر کوئی شاداں ہے فرحاں اس گھڑی تیرے استقبال کا ہے اہتمام
اے امیرالمؤمنیں! تجھ پر سلام
السّلامُ السّلامُ السّلام

حمد سے لبریز دل، پُر ہو زمیں پھولتے پھلتے رہیں اس کے مکیں
پنجہء شیطاں سے چھوٹیں بالیقیں نیک فطرت ہوں محمدؐ کے غلام
اے امیرالمؤمنیں! تجھ پر سلام
السّلامُ السّلامُ السّلام

جلوۂ توحید پھیلے چار سُو ہو لگن، سچی ہو اس کی جستجو
دیکھ کر سکتہ میں آجائے عدُو دعوتِ حق ہو محبت کا پیام
اے امیرالمؤمنیں! تجھ پر سلام
السّلامُ السّلامُ السّلام

ہو اطاعت میں رضائے بندگی خدمتِ دیں ہو برائے زندگی
ہے خلافت تو بقائے زندگی محویت سے ہو دعا کا التزام
اے امیرالمؤمنیں! تجھ پر سلام
السّلامُ السّلامُ السّلام

اے خدا! سُنیو ہماری التجاء نظرِ بد سے میرے آقا کو بچا
اپنے فضلوں سے عطا کر ہر عطا دل سے قدرومنزلت ہو احترام
اے امیرالمؤمنیں! تجھ پر سلام
السّلامُ السّلامُ السّلام

صادق باجوہ۔میری لینڈ

خوش آمدید یا سیّدی!

نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم

احمدیہ سیکنڈری سکولز اساکورے اور سلاگا (گھانا)

مبارک احمد، سابق پرنسپل احمدیہ سکولز اساکورے اور سلاگا (حال Oregon)

گھانا کے دو مقامات اساکورے اور سلاگا میں واقع سیکنڈری سکولز میں بطور پرنسپل کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ۔

مجھے مکرم مبارک احمد طاہر صاحب' سیکرٹری نصرت جہاں کے علاوہ بعض اور احباب نے بھی کہا کہ میں ان سکولوں کی تعمیر و ترقی کا کچھ حال لکھوں لیکن لکھنے کے خیال سے ہمیشہ اپنی کم علمی اور کم ہمتی آڑے آتی رہی۔ تاہم اب جبکہ احباب جماعت کو علم ہے کہ ہمارے موجودہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ خلافت سے پہلے سلاگا سکول میں بطور پرنسپل کام کر چکے ہیں۔ خاکسار احباب کی دلچسپی کی خاطر اختصار کے ساتھ ان سکولز کے بارے میں لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ 1970 میں جب مغربی افریقہ کے کامیاب دورہ سے واپس تشریف لائے تو اہل ربوہ نے جامعہ احمدیہ کی گراؤنڈ میں آپ کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ یہاں آپؒ نے احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے خدائی منشاء کے مطابق جاری ہونے والی ''نصرت جہاں آگے بڑھو'' سکیم کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اہلِ افریقہ کی طبی اور تعلیمی ضروریات کے پیشِ نظر وہاں ہسپتال اور سکولز جاری کرنے ہیں۔ آپ نے جماعت کے ڈاکٹروں اور اساتذہ سے اپیل کی کہ وہ آگے آئیں اور مغربی افریقہ میں کام کرنے کیلئے تین تین سال کا وقفِ عارضی کریں۔ چنانچہ خاکسار نے اُس وقت نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کرنے کا اِرادہ کرلیا۔ خاکسار اُس وقت تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں نئی جاری ہونے والی M.Sc Physics کا طالب علم تھا۔ حضورؒ کے منشاء کے مطابق B.Ed. بھی کرلیا۔ اسی دوران اس وقت کے سیکرٹری ''نصرت جہاں سکیم'' مولانا اسماعیل صاحب منیر کی طرف سے اطلاع آئی کہ آپ کو حضورؒ نے گھانا میں وَقفِ عارضی کے لئے منظور فرمایا ہے اور الوداعی ملاقات کے لئے بلایا ہے۔ حضورؒ سے ملاقات ہوئی تو آپؒ نے فرمایا کہ

''اپنے خدا کو نہ بھولنا اور افریقیوں سے پیار کرنا''

خاکسار حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے ساتھ 12 نومبر 1972 کو بطور 'Pioneer Principal' احمدیہ سکول اساکورے' لاہور سے روانہ ہوا۔

پاکستان سے گھانا پہنچنے کا بھی عجیب لطیفہ ہوا۔ مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ اکرا ایئر پورٹ سے ٹیکسی لے کر مشن ہاؤس آ جانا۔ اپنی زندگی میں پہلی دفعہ غیر ملکی سفر پر افریقہ جانے کی وجہ سے دل میں کچھ پریشانی تھی۔ خدا تعالیٰ نے یہ دلچسپ نظارہ دکھایا کہ جیسے ہی یہ عاجز اکرا ایئر پورٹ سے باہر آیا تو دیکھا کہ مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب امیر جماعت گھانا اور پریذیڈنٹ صاحب جماعت گھانا کے علاوہ ایک کثیر تعداد احباب کی جمع تھی۔ معلوم ہوا کہ اس دن اسی فلائیٹ سے ایک اور افریقی احمدی بھی آرہے تھے۔ وہ صاحب تو نہ پہنچ سکے مگر اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کی دلجوئی کا سامان پیدا کر دیا۔

دو دن اکرا مشن ہاؤس قیام کے بعد صبح سویرے نماز فجر کے معاً بعد مکرم امیر صاحب کے ساتھ اساکورے احمدیہ سکول جانے کے لئے بذریعہ لوکل بس کماسی شہر کو روانہ ہوئے۔ پانچ چھ گھنٹے کی مسافت کے بعد کماسی مشن ہاؤس پہنچے۔ وہاں سے شام کے قریب اساکورے کیلئے جو 20 میل کے فاصلے پر تھا' مکرم ڈاکٹر غلام مجتبٰے صاحب (ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر تاثیر مجتبٰے صاحب کے والد ہیں جو احمدیہ ہسپتال اساکورے کے بانی ڈاکٹر تھے' کی کار سے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں دو باتوں سے خوشگوار حیرت ہوئی ایک تو تمام افریقن سحر خیزی کے عادی ہیں۔ رات جلدی سوتے ہیں اور صبح جلد اٹھتے ہیں۔ دوسرے بڑے صبر و تحمل سے لائن میں کھڑے ہو

خوش آمدید یا سیّدی!

کراپنی باری کا انتظار کرتے ہیں۔
اساکورے پہنچ کر ایک افریقن فیملی کے مکان میں سے دو چھوٹے کمرے بطور رہائش کرایہ پر ملے، وہاں بطور سکول پرنسپل کام کا آغاز کیا۔سکول کے چند کمرے بنے ہوئے تھے۔کچھ مزید بنوائے، سکول کی گراؤنڈ وغیرہ بھی لوکل گورنمنٹ سے مدد لے کر ہموار کروائی۔اسی طرح اساکورے شہر سے آدھ میل دور سڑک جو سکول کو جاتی تھی، وہ لوکل آبادی کی ساتھ مل کر وقارِعمل کے ذریعے سے ہموار کروائی گئی اور ایک عارضی پُل بھی تعمیر کیا گیا۔سکول میں بچوں کی آبادی بڑھانے کیلئے یہ عاجز قریب کے چند مڈل سکولز میں بچوں کو احمدیہ سکول میں داخلے کی ترغیب دلانے کیلئے لیکچرز وغیرہ بھی دیتا رہا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سکول کی آبادی بڑھنے لگی۔پرنسپل کے فرائض میں ڈسپلن Discipline کے علاوہ تعلیم و تدریس اور تعمیر و ترقی سب کچھ شامل ہوتا تھا۔اساتذہ کا انتخاب اور تعیناتی اور تبدیلی وغیرہ بھی اسی کی ذمہ داری تھی۔اور اس کے علاوہ انکم ٹیکس اور تنخواہ کا ریکارڈ بھی رکھنا ہوتا تھا۔

عوامی طرزِ زندگی اور رہن سہن:

یہاں کے لوگ بڑے صلح پسند ہیں۔لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔لوگ اپنے علاقہ کے چیف کی بھی بڑی قدر کرتے ہیں۔قانونی طور پر تمام زمین کی ملکیت چیف کی ہی ہوتی ہے اسلئے اپنے سکول کیلئے اپنی جماعت کے نام زمین رجسٹر کروانے کیلئے ضروری کاغذی کارروائی اس عاجز نے مقامی چیف سے ہی کروائی۔لوگ عموماً بڑے صفائی پسند ہیں۔اپنے ذاتی گھر وغیرہ کی باقاعدہ صفائی کے علاوہ اکثر اپنے مقامی چیف کے کہنے پر وقارِعمل کر کے سارے شہر کی صفائی بھی کرتے رہتے ہیں۔ہمارے سکول سے شہر تک آنے والی سڑک کی تعمیر و صفائی بھی اسی طرح مقامی لوگوں نے بذریعہ وقارِعمل کی تھی۔
لوگوں کے نام رکھنے کی تاریخ بھی دلچسپ ہے۔اگر آپ کی پیدائش اتوار کو ہے تو آپ Akosi ہیں۔اگر آپ سفید ہیں تو آپ کو Akosi Broni کہیں گے۔ ہفتے کو پیدا ہونے والے کو Kaumi اور جمعہ کو پیدا ہونے والا Kofi کہلاتا ہے۔ مجھے چیف نے کہا کہ چونکہ تم منگل کو پیدا ہوئے ہو اس لئے تمہیں ہم Kabna کہیں گے۔ Equator کے قریب ہونے کی وجہ سے سال بھر درجہ حرارت 85°F-65°F کے درمیان رہتا ہے۔اس لئے ایک جیسا لباس ہی سارا سال پہنا جاسکتا ہے۔موسم دو ہی ہوتے ہیں:
Rainy Season یعنی برساتی موسم جو جون سے ستمبر تک ہوتا ہے اور باقی وقت خشک سالی رہتی ہے۔
لوگ ملنسار اور مددگار ہیں۔اور اکثر سکول کے کاموں میں بخوشی تعاون کرتے تھے اور اس تعاون میں مذہب کی کوئی قید نہیں ہوتی تھی۔

احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا:

اساکورے سے تقریباً 200 میل شمال میں یہ سکول بھی ایک پرانی بلڈنگ میں عارضی طور پر شروع کیا گیا تھا۔ایک دن اچانک مجھے امیر صاحب نے فرمایا کہ اب تمہیں بلڈنگ وغیرہ بنوانے کا تجربہ ہوگیا ہے اس لئے تم سلاگا جا کر سکول کی نئی بلڈنگ شروع کروادو۔ چنانچہ خاکسار 7 دسمبر 1973 کو سلاگا ٹرانسفر ہوگیا۔اس دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے میری بیگم بھی بطور Assistant Principal سلاگا پہنچ گئیں۔ چنانچہ سکول کی تعمیر کے سلسلے میں پہلے نقشہ منظور کروایا پھر سیمنٹ بلاک بنوانے کیلئے ایک مقامی Catholic Missionary سے عاریتاً بلاک بنانے والی مشین حاصل کی اور پھر سیمنٹ وغیرہ کا انتظام کرنے کے بعد مزدوروں سے بلاک بنوانے شروع کروائے۔
اس تمام عرصے میں سکول کی پڑھائی جو ایک عارضی بلڈنگ میں تھی جاری رہی اور نئی بلڈنگ جو اڑھائی میل کے فاصلے پر تھی اُس کی تعمیر کا کام بھی جاری رہا۔اسی دوران مکرم عطاء اللہ کلیم صاحب کا تبادلہ جرمنی ہوگیا اور مولانا عبدالوہاب آدم صاحب بطور امیر جماعت گھانا تشریف لائے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے تعمیرِ عمارت کا کام جو نقشہ منظوری اور تعمیر میں استعمال ہونے والے بلاکس کے بنوانے کے بعد یکم جون 1974 کو شروع کیا گیا تھا بالآخر چھ کلاس روم بلاک کی صورت میں 22 اکتوبر 1975 کو پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔اس تمام عرصہ میں نہ صرف مکرم ایس ایس فُسینی (S.S.Fussaeni) جو سابق صدر گھانا جناب کوامی نکروما کے وزیر رہے تھے، کا خصوصی تعاون اور رہنمائی بھی حاصل رہی بلکہ ایک دفعہ انہیں سکول کے یوم والدین کی تقریب میں بطور مہمانِ خصوصی بھی مدعو کیا گیا تھا جبکہ مولانا عبدالوہاب آدم صاحب بطور امیر اور مشنری انچارج بھی رونق افروز تھے۔محترم امیر صاحب سکول کی نئی عمارت میں ہونے والی تقریب سے بڑے خوش تھے اور خاکسار

کو تعریفی کلمات سے نوازا۔ وہ اس بات پر بھی خوش تھے کہ اتنی بڑی عمارت کافی کم خرچ پر تیار ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت کے ساتھ یہ سلوک ہے کہ وہ اس کی تھوڑی رقم میں بڑی برکت ڈالتا ہے۔

شمالی گھانا کے اس علاقہ میں مسلم آبادی کی اکثریت ہے لیکن تعلیم میں دلچسپی بہت ہی کم تھی۔ مسلم طلباء کو تعلیم کی ترغیب دینے کے لئے، دور سے آنے والے طلباء کے قیام و طعام کیلئے ایک بورڈنگ ہاؤس کا قیام کیا گیا تھا جس میں خورد و نوش کی اشیاء طلباء کو مفت مہیا کی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ لوکل مسلم آئمہ سے رابطہ کر کے اور مقامی چیف سے ملاقات کر کے طلباء کو تعلیم کیلئے اپنے سکول میں داخلے کیلئے ترغیب دی جاتی رہی۔ الحمدللہ ایک اچھی تعداد طلباء کی ہمارے اس نئے سکول میں داخل ہوگئی۔

پرنسپل کی رہائش کیلئے پہلے ایک سال تو بالکل دو کچے کمروں میں جہاں پانی اور بجلی کچھ بھی نہ تھا' گزارا کیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ کے ملازمین کیلئے دو کمروں کے مکانات بنے جس میں پانی تو تھا لیکن بجلی نہ تھی (اس پورے علاقہ میں بجلی نہ تھی)۔ خاکسار نے کوشش کر کے مقامی کمشنر سے رہائش کیلئے کرایہ پر یہ دو کمروں کا مکان حاصل کر لیا۔ یہیں بعد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطور پرنسپل احمدیہ سکول رہائش پذیر ہوئے۔ اور یہ وہی دو چھوٹے کمروں کا مکان ہے جس کا ذکر احباب اخبارات میں پڑھ چکے ہیں کہ حضور ایدہ للہ تعالیٰ نے یہاں وقت گزارا تھا۔ میرا وقفِ عارضی تو تین سال کا تھا لیکن سکول کی تعمیر وغیرہ کی وجہ سے مجھے گھانا آئے ہوئے چار سال ہونے کو تھے لہٰذا محترم امیر صاحب گھانا نے جولائی 1976 میں پاکستان واپسی کا انتظام کروا دیا۔ چونکہ میرے Reliever ابھی نہیں پہنچے تھے اس لئے امیر صاحب نے مکرم سید ساجد احمد صاحب حال امریکہ (جو اس وقت احمدیہ سیکنڈری سکول Fomena میں کام کر رہے تھے کو عارضی طور پر سلاگا کا چارج دے دیا اور بعد میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اگست 1977 میں اس سکول کا چارج لیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری کے بعد سکول نے تیزی سے ترقی کی منازل طے کیں۔

آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب واقفین اساتذہ کی محنت میں برکت ڈالے اور جماعت ہمارے تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں کی وجہ سے بھی دن دُونی رات چوگنی ترقی کرتی جائے۔ آمین ثم آمین۔

(نوٹ: اس مضمون سے متعلق تصاویر انگریزی حصہ کے صفحہ 110 پر ملاحظہ کیجئے۔)

ہر ایک عید سے بڑھ کر ملی ہے آج یہ عید

ہدیہ تہنیت بر موقعہ ورُودِ مسعود حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

غریب خانے میں آئی ہے پھر بہارِ سعید
ہر ایک عید سے بڑھ کر ملی ہے آج یہ عید

ہجومِ انجم و پرویں میں ہو قمر جیسے
نہا کے نکلا ہو قوسِ قزح میں جوں خورشید

نوازشوں میں یگانہ ، نیاز میں یکتا
یہ فضل اُس کا ہے ہم جس کے ہیں ازل سے مُرید

نزولِ رحمت و تبریک ہے قریب و دُور
ادائے شکر و سلامت بچشمِ مروارید

یہ روز و شب ہو فگن تجھ پہ سایہء یزداں
حضورِ غیب کرے خود حفاظت و تائید

فیروز مند فلک ہو بُلندیٔ اقبال
مثالِ سرو بَہم بخت کو رہے تزوید

رُخِ حسیں پہ ہمیشہ رہے سحر یونہی
ہر ایک دیدۂ نرگس رہے حریفِ دید

چمن فروزؔ بہاراں شکوہ۔ ثم آمین
فلک حریم، ستاراں شکوہ۔ ثم آمین
سرورِ تقویٰ و ایماں شکوہ۔ ثم آمین
غَفَر پناہ، سلیماں شکوہ۔ ثم آمین

ایچ۔ آر ساحر

خوش آمدید یا سیّدی!

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

محمود بن عطاء، آسٹن ٹیکساس

قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ O

(سورۃ الحجر آیت10)

میرا ایمان ہے کہ کوئی شخص بھی قرآن مجید کی لفظی تحریف پر قادر نہیں ہوسکتا۔ یہ آسمانی وعدہ تورات، زبور اور انجیل کے شاملِ حال نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کتابیں تحریف وتبدّل کا شکار ہوگئیں۔ قرآن مجید کی یہ ایک اعجازی شان ہے کہ اس کا متن چودہ صدیوں سے من وعن محفوظ ہے۔ اقبال کے اس مصرعہ سے جو اس مضمون کا عنوان ہے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ''قرآن بدلنے'' کا امکان موجود ہے۔ شعر کا دوسرا مصرعہ مضمون کی وضاحت کرتا ہے ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

یہاں قرآن مجید کے احکام کی اطاعت سے پہلو تہی یا اپنے مفادات ومسائل اور مخصوص نظریات کے مطابق قرآن کو ڈھالنے یا اس کی دل پسند تشریح وتوضیح کرنے کا رجحان مراد ہے۔ بعض لوگ قرآن سے یہ سلوک پہلے بھی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کرنے والے موجود ہیں۔ یہ ظلم قرآن پر ہر صدی میں ہوا ہے اور آج بھی جاری ہے۔ ایک تازہ مثال ملاحظہ فرمایئے۔ 3 مارچ 2006 کو ایک 22 سالہ ایرانی امریکن نوجوان محمد رضا طاہری آزر نے یونیورسٹی آف نارتھ کیرولائینا کے 9 طالب علموں کو اپنے ٹرک کے نیچے کچل کر ہلاک کرنا چاہا۔ اس نے کہا ہے کہ وہ عالم اسلام کے خلاف امریکہ کے مظالم کا ان طالب علموں سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ اپنے بیان میں اس نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن مجید اسے اس اقدام کا جواز فراہم کرتا ہے۔ رضا طاہری آزر نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ 2 سال سے اس کی منصوبہ بندی میں مصروف تھا اور اسی مقصد کے لئے اس نے ٹرک کرایہ پر حاصل کیا اور اسے طالب علموں کی ٹولی پر چڑھا دیا۔ ان طالب علموں کو زخم تو آئے مگر ان میں سے کسی کی موت واقع نہیں ہوئی۔ نیویارک ٹائمز نے 8 مارچ کی اشاعت میں اس خبر کی تفصیل دی ہے۔ یہ طالب علم خود گریجوایٹ ہے۔ فلاسفی اور نفسیات میں میجر ہے جسے اب اقدامِ قتل کا سامنا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس جرم میں اسے زیادہ سے زیادہ 150 سال قید کی سزا سنائی جاسکتی ہے۔ سائیکالوجی کے اس میجر کی اپنی سائیکالوجی میں سمجھنے میں ناکام رہا ہوں' پہلے تو اس نے کہا کہ مقدمہ لڑنے کیلئے اسے کسی وکیل کی ضرورت نہیں۔ خدائے ارض وسما اس کا مقدمہ لڑے گا۔ آخر کار قانونی طریق کار سے مجبور ہوکر اسے انسانی وکیل کی خدمات حاصل کرنا پڑیں۔ اس نوجوان نے عدالت کو یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اپنے لطف وکرم سے یہ ''نیک کام'' کرنے کی توفیق عطا فرمائی!

ہمیں قرآن مجید کو حفظ کرنے کا شرف تو حاصل نہیں مگر ہم قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں، کرتے ہیں اور اس کے معانی بھی پڑھتے ہیں بلکہ حسبِ توفیق تفسیر بھی سمجھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ ہمیں تلاش بسیار کے باوجود یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ اس نوجوان نے اپنے اس جرم کا جواز قرآن مجید کی کس آیت سے اخذ کیا ہے؟ قرآن مجید کی تعلیم تو یہ ہے کہ کسی مجرم کے جرم کا بوجھ کسی اور جان پر نہیں ڈالا جائے گا۔

یاد رہے کہ اسلام میں پیدا ہونے والے پہلے دہشت گرد گروہ کا تعلق خارجی فرقہ سے تھا وہ بھی اپنے تشددانہ نظریات کا جواز قرآن مجید سے پیش کیا کرتے تھے۔ وہ

اتنے سخت گیر تھے کہ حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، اور ہر اس صحابی اور تابعی کو کافر اور واجب القتل سمجھتے تھے جو ان کے نظریات وخیالات کا ہمنوا نہ تھا۔ یہ صرف ان کی ''تھیوری'' نہیں تھی۔ انہوں نے عملاً قتل و غارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت علیؓ عبدالرحمن ابن ملجم نامی خارجی کے لگائے ہوئے زخموں سے شہید ہوئے۔ عبدالرحمن ابن ملجم خود بھی ایک قاریٔ قرآن تھا اور بزعم خود اپنے ظالمانہ افعال کا جواز قرآن سے پیش کیا کرتا تھا۔ قرآن مظلوم کو ایسے ظلم سہتے ہوئے صدیاں بیت گئی ہیں۔ اگر میں ان مظالم کی فہرست ایک جدول بنا کر پیش کروں تو قارئین حیران رہ جائیں گے کہ آیاتِ قرآنی کو لوگوں نے کس طرح بازیچۂ اطفال بنایا ہے۔ کیا آپ یہ ماننے کیلئے تیار ہیں کہ اس امت مرحومہ پر وہ وقت بھی گزرا ہے جب دو علمائے اسلام میں 'غلمان جنت سے لواطت (Homosexuality) پر ایک مناظرہ ہوا تھا۔ علامہ رحمت اللہ طارق نے اپنی تفسیر ''برہان القرآن'' میں (ناشر ادارۂ ادبیات اسلامیہ ملتان) اس مناظرہ کی تفصیل درج کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے صفحات 145, 146 ع

مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

ایک اور نادر تفسیری انکشاف بھی ملاحظہ فرمائیے۔ مجھے فروری 2006 میں ایک کانفرنس کیلئے افریقہ جانا پڑا۔ ایک سنجیدہ طالب علم ملنے آیا۔ اس نے کہا کہ قرآن مجید میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کی پیش گوئی موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ Twin Towers پر حملہ کرنے والے نوجوان اپنے اقدام میں حق بجانب تھے۔ میں نے اسے بتایا کہ قرآن مجید میں بہت سی پیشگوئیاں مذکور ہیں مگر نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر دہشت گردی کی واردات کے بارے میں کوئی پیش گوئی موجود نہیں۔ قوت یقین سے سرشار اس نوجوان نے مجھے بتایا کہ سورۃ توبہ کی آیت 110 میں جس عمارت کی تباہی کی وجہ سے دشمنوں کے دل میں جلن پیدا ہونے کا ذکر موجود ہے اس سے دراصل یہی عمارات (Twin Towers) مراد ہیں۔ اس نوجوان نے مزید بتایا کہ اسے ایک بہت بڑے عالم قرآن نے بتایا ہے کہ ''ٹون ٹاورز'' کی عمارات کی 110 منزلیں تھیں اور اس آیت کا نمبر بھی 110 ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس آیت میں جس عمارت کا ذکر موجود ہے اس کی 110 منزلیں ہوں گی۔ میں نے اس نوجوان کو بتایا کہ یہ تو درست ہے کہ ان دونوں عمارات کی 110 منزلیں تھیں مگر اس آیت کریمہ میں ان کا ذکر نہیں بلکہ اس سے مدینہ منورہ کے قریب قبا میں چودہ سو سال قبل تعمیر کی جانے والی ''مسجد ضرار'' کا ذکر ہے۔ احقر نے اس سعید الفطرت نوجوان کو قرآن مجید دیا اور سورۃ توبہ کی آیت 107 تا 110 پڑھ کر سنائیں۔ وہ خود بھی قرآن کریم ناظرہ جانتا تھا اور قرآن کا انگریزی ترجمہ بھی متن کے ساتھ موجود تھا۔ اسے مزید بتایا کہ مکہ سے ہجرت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے 4 دن قبا میں قیام فرمایا۔ وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد یثرب (مدینہ) تشریف لائے اور وہاں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔ اسی بستی قبا میں بہت عرصہ بعد منافقین نے اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے کیلئے ایک مسجد تعمیر کی۔ قرآن مجید کی اسی سورۃ توبہ کی آیت نمبر 107 میں' اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس ''مسجد'' کی تعمیر کے مندرجہ ذیل 4 مقاصد کا ذکر فرمایا ہے:

① مسلمانوں کو ایذاء اور نقصان پہنچانا

② کفر پھیلانا

③ مسلمانوں میں اختلاف کو ہوا دینا (تفریق بین المسلمین)

④ ابوعامر نامی ایک عیسائی راہب کیلئے گھات (پناہ گاہ) مہیا کرنا۔

ان منافقین نے حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کی ''مسجد'' کو متبرک بنانے کے لئے حضورؐ اس میں ایک مرتبہ نماز کی امامت فرمادیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت غزوہ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے۔ فرمایا واپس آکر دیکھا جائے گا۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور نبی کریم ﷺ نے وحی الٰہی کے ماتحت اس مسجد کو جلانے اور منہدم کرنے کا حکم دیا۔ منافقین اس طرح اس ناپاک سازش میں ناکام و نامراد رہے۔ نوجوان نے ابوعامر راہب کے بارے میں مزید جاننے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے بتایا کہ وہ مدینہ کے قبیلہ خزرج کا ایک فرد تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے بہت پہلے وہ عیسائی ہو گیا تھا۔ اس کے قبیلہ کے لوگ اس کی عبادت و ریاضت کی وجہ سے اس کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اس شخص کو اسلام سے سخت عداوت ہوگئی۔ اسلام دشمنی کی وجہ سے

اس کا قبیلہ اس سے بیزار ہوگیا۔ ابو عامر کے اسلام سے بغض کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جنگ بدر کے بعد ہر جنگ میں کفار کو بھڑکانے کیلئے موجود رہا۔ وہ بازنطینی حکمران ہرقل کو مشتعل کرنے کیلئے شام بھی گیا۔ اس کے اکسانے پر منافقین نے قبا میں ''مسجد'' تعمیر کی تھی۔ جنگ حنین میں اسلامی فتح کے بعد وہ مایوس ہوکر شام چلا گیا جہاں قنسرین کے مقام پر اسلام کی روز افزوں ترقیات اور فتوحات دیکھ کر آتش حسد سے جل بھن کر مر گیا!

میں نے نوجوان کو بتایا کہ مذکورہ بالا آیات (107 تا110) کے سیاق وسباق سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں جس عمارت کی تباہی اور بربادی کا ذکر ہے اور جس کے نتیجے میں حسرت اور جلن کا اشارہ کیا گیا ہے وہ ''مسجد ضرار'' ہے نہ کہ کوئی اور عمارت۔ وہ طالب علم ان تفاصیل کو سن کر حیران رہ گیا۔ میں نے اسے نصیحت کی وہ عربی دان علماء کے پاس جا کرنئی اور پرانی تفاسیر خود دیکھ لے۔ اس پر اصل حقیقت روزِ روشن کی طرح کُھل جائے گی۔

میں نے اس نوجوان کو یہ بتانا بھی ضروری سمجھا کہ ''ٹون ٹاورز'' پر حملہ کرنے والے نوجوانوں کے بارے میں بھی افرادِ اُمت میں اختلاف رائے موجود ہے۔ برطانیہ کے المہاجرون گروپ والے جو خلافتِ راشدہ بحال کرنے کے داعی ہیں' ان 19 ہائی جیکروں کو ''شہید'' مانتے ہیں اور ان لوگوں نے ان کی تصویروں پر مشتمل کارڈ چھاپ کر بطور تبرک تقسیم کئے ہیں۔ امریکہ میں مقیم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب باوثوق ذرائع کے حوالے سے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ سب ہائی جیکر زندہ اور سلامت ہیں اُور نیو یارک کی ان بلندو بالا عمارات پر حملہ کرنے والے کوئی اور سازشی لوگ تھے۔ حالانکہ سعودی عرب وغیرہ ممالک میں موجود ان کے والدین مانتے ہیں کہ ان کے لڑکے اس غلط کام میں مارے جاچکے ہیں۔

بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ حملہ یہودیوں نے کروایا۔ کئی روشن خیال یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حملہ خود امریکہ کی اپنی اسکیم تھی۔ یہ سن کر نوجوان اچھا خاصا پریشان ہوا اُور میرے اس سوال پر تو وہ چونک اٹھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ قرآن مجید کی اتنی عظیم الشان پیش گوئی کو پورا کرنے کیلئے اللہ میاں موساد اور سی آئی اے کو استعمال کرنے پر مجبور ہوجائے؟ یہ تو ع

''پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے''

والی بات ہوگی۔ اس مرحلے پر میں نے یہ بھی کہا کہ ایک مشکل اور بھی ہے۔ چودہ سو سال کی تفسیروں میں ان آیات کو مسجد ضرار پر چسپاں کیا گیا ہے۔ اگر آپ کے جہادی مُفسّرِ قرآن کا استنباط تسلیم کرلیا جائے (یعنی سورہ توبہ کی آیت نمبر 110 میں 110 منزلہ عمارت کا ذکر کیا گیا ہے) تو پھر یا تو مسجد ضرار کو ''اسکائی اسکریپر'' بنانا پڑے گا یا پھر ان تمام تفاسیر کو نعوذ باللہ غلط قرار دینا پڑے گا!! میں نے رخصت کرنے سے قبل اس نوجوان کو یہی نصیحت کی کہ موجودہ انتشار اور خلفشار کا ذمہ دار اسلام نہیں اور نہ ہی قرآن کا قصور ہے۔ یہ سب سیاسی مُلّا کا فتور ہے۔ جو جہاد کے ایک مخصوص تصور سے وابستہ ہے۔ لہٰذا کسی فرد سے ناراض ہوکر اسلام یا قرآن سے بدظن نہ ہونا۔

افریقہ سے واپس آکر ایک مرتبہ پھر میں نے اس موضوع پر تفاسیر اور تراجم کو دیکھا۔ ان چودہ صدیوں میں قرآن مجید کی بے شمار تفاسیر لکھی گئی ہیں۔ ہر ایک نے ان آیات کو مسجد ضرار پر ہی چسپاں کیا ہے اور تقویٰ کی بُنیاد پر استوار ہونے والی مسجد سے مسجد قباء یا مسجد نبوی یا دونوں ہی مراد لی ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی' جناب عبداللہ یوسف علی' علامہ محمد اسد' مولانا محمد علی' پیر کرم شاہ الازہری اور دیگر علماء و مفسرین کی جو تفسیریں مجھے میسر آسکیں وہ سب ان آیات کے حوالے سے مسجد ضرار کے احتراق اور انہدام ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ ان آیات کو 110 منزلہ Twin Towers پر چسپاں کرنا اور اہل امریکہ کے غم وحزن کو اس کی تائید میں پیش کرنا' ماڈرن جہادی مُلّا کا اچھوتا تفسیری نکتہ ہے۔ آیت 110 کی تفسیر میں' پیر کرم شاہ الازہری نے مسجد ضرار کی تباہی کے حوالے سے منافقین مدینہ وقبا کا ذکر کرتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے:

''جب تک موت کی ضربِ کاری ان کے دلوں کو پارہ پارہ نہیں کردیتی اس وقت تک اس سازش کے ناکام ہونے، اس مکان کے منہدم کرنے اور جلا دیئے جانے کی حسرت کا کانٹا ہمیشہ ان کے دلوں میں چبھتا رہے گا۔''

(ضیاء القرآن جلد دوم' صفحہ255ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور ایڈیشن1402ہجری)

محترم پیر صاحب نے مندرجہ بالا تفسیر کی تائید میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت قتادہؓ کا بھی حوالہ دیا ہے۔ پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ قبا میں تعمیر کی جانے

والی ''مسجد ضرار'' ایک چھوٹی سی عمارت تھی جسے مسجد کی شکل میں ابو عامر راہب کی کمین گاہ کے طور پر بنایا گیا تھا۔110 منزلیں تو دور کی بات ہے اس کی تو دوسری منزل بھی نہیں تھی اور اتنی چھوٹی تھی کہ حضورؐ کے دو صحابہ کرامؓ نے اسے نیست و نابود کر دیا۔حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر میں مجھے مسجد ضرار کا ایک اور نام ''مسجد انشقاق'' بھی نظر آیا یعنی پھوٹ ڈالنے کیلئے بنائی جانے والی مسجد۔انہوں نے ان 2 صحابہ کرامؓ کے نام بھی دیئے ہیں جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے یہ ذمہ داری سونپی تھی۔یعنی عامرؓ بن قیس اور وحشیؓ مولیٰ معطم بن عدی۔

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس' صفحه166ناشر مکتبه الشعبة ' بیروت' لبنان)

اس کے برعکس القاعدہ کی سوچ رکھنے والے جہادی مُلاّ کی تفسیر کی بنیاد اس بات پر ہے کہ چونکہ سورۃ التوبہ کی مذکورہ آیت کا نمبر 110 ہے' اس سے 110 منزلہ عمارت کی تباہی اور بربادی مراد ہے، جس کی وجہ سے دشمنوں کے دل جلن اور سوزش کا شکار ہوئے حالانکہ یہ ایسا واقعہ ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں پیش آیا جس پر وحی الٰہی کی روشنی میں عمل کیا گیا۔مسجد ضرار کو دو صحابیوںؓ نے جلایا اور گرایا۔''ٹوِن ٹاورز'' کو دو صحابیوں نے نہیں بلکہ 19 ہائی جیکروں میں شامل 10 افراد نے 2 طیارے ٹکرا کر تباہ کیا اور خود بھی ان حملوں میں جل مرے۔اس زمانی اور مکانی بُعد اور تفاصیل اور پس منظر کے اختلاف کے باوجود ہم ان مختلف تفسیروں کو کیسے منطبق کر سکتے ہیں؟

خدا جانے کتنے نوجوان ہوں گے جو جہاد کے نام پر کی جانے والی ایسی خود ساختہ تفسیروں کے دامِ ہمرنگ زمین میں گرفتار کئے جا رہے ہیں؟ اس قسم کے مفسروں اور مُفکّروں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے ہر مسلمان کو ہر آن دعا گو رہنا چاہیئے کیونکہ سیاسی مفادات کا مارا ہوا ؎

یہی شیخِ حرم ہے جو چُرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیمِ بوذرؓ و دلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ

(بحواله ہفت روزہ ، اُردو لنک، یو ایس اے مئی 5تا11' 2006صفحه 19)

سفر اور اس کے آداب

حضرت صخر بن وداعہؓ بیان کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔اے میرے خدا! میری امت کو صبح جلدی کام شروع کرنے میں برکت دے اور جب کوئی مہم یا لشکر بھجوانا ہوتا تو دن کے پہلے حصہ میں اسے روانہ کرتے ۔اس حدیث کے راوی صحابی تاجر تھے وہ حضورؐ کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنا تجارتی مال دن کے پہلے حصہ میں روانہ کرتے۔آپ کو ہمیشہ خوب فائدہ ہوتا اور بہت نفع ملتا۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ سفر کے ارادہ سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا حالانکہ ہم میں اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں تھی۔ہم اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں۔تو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہیں۔اے ہمارے خدا! تو ہی ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دُوری کو لپیٹ (یعنی یہ جلدی طے ہو)۔اے ہمارے خدا! تو سفر میں ہمارے ساتھ ہو اور پیچھے گھر میں خبر گیر ہو۔اے ہمارے خدا! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے' ناپسندیدہ اور بے چین کرنے والے مناظر سے مال اور اہل وعیال میں برے نتیجہ سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔پھر جب آپؐ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا مانگتے اور اس میں یہ زیادتی فرماتے ،ہم واپس آئے ہیں توبہ کرتے ہوئے' عبادت گزار اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔

حضرت کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ

جب آنحضرت ﷺ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور وہاں دو رکعت نفل نماز پڑھتے۔

خوش آمدید یاسیّدی!

فضلوں کا وہ مینہ برسا کہ روح تلک سب بھیگ گئے

مبارک احمد ظفرؔ۔ لندن

یار کی یاد میں شب جو کاٹی دن تھا وہ تو رات نہ تھی
اِک میں تھا اور یاد تھی اس کی دوسری کوئی ذات نہ تھی

بستی میں جب چاند وہ نکلا نور نہائی ساری رات
کس کا روزِ عید نہ تھا وہ رات شبِ بارات نہ تھی

فضلوں کا وہ مینہ برسا کہ روح تلک سب بھیگ گئے
دید کی دلھن مسکائی تھی کون کہے برسات نہ تھی

خوشیوں نے بے قابو ہو کر صحنِ دل میں رقص کیا
روح نے ذکر کے گھنگھرو باندھے اور تو کوئی بات نہ تھی

ہاتھ کو دے کر ہات میں ا سکے جو عہدو پیمان کیا
اس سے بڑھ کر پاس ہمارے اور کوئی سوغات نہ تھی

دے کر بھیک ظفرؔ کو اِمشب اس نے سرفرازا ہے
یہ اس کا احسان ہے ورنہ اپنی تو اوقات نہ تھی

اعلانِ ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہماری بڑی بیٹی عزیزہ عطیۃ الہادی حیات ملک اہلیہ عزیزم ندیم احمد ملک کو 23 مئی 2006 بروز منگل اولاد نرینہ سے نوازا ہے۔ عزیزم کا نام

رضا حیات ملک

رکھا گیا ہے۔ عزیزم رضا حیات ملک کا دودھیال سے تعلق محترم مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا اور ننھیال سے ماسٹر عبدالعزیز صاحب نوشہروی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں عزیزم کی صحت وسلامتی، درازعمر اور نیک خادم دین بننے کے لئے اور دنیا میں نمایاں مقام حاصل کرنے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

سلیم احمد حیات وغزالہ سلیم حیات۔ جیکسن وِل، فلوریڈا

خوش آمدید یا سیّدی!

جماعت احمدیہ امریکہ کی 23 ویں مجلس شوریٰ

رپورٹ از سید ساجد احمد۔ فارگو، نارتھ ڈیکوٹا

جماعتہائے احمدیہ امریکہ کی 23 ویں مجلس شوریٰ 28 سے 30 اپریل تک مسجد بیت الرحمٰن سلور سپرنگ میری لینڈ میں کامیابی سے منعقد ہوئی۔ 53 جماعتوں سے آئے ہوئے نمائندوں نے آئندہ سال کے لئے عملی منصوبوں پر غور کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کرنے کے لئے تجاویز کو آخری شکل دی۔ مولانا نصیر احمد صاحب قمر، ایڈیشنل وکیل الاشاعت، جو ان دنوں لندن سے تشریف لائے ہوئے تھے، انہوں نے شوریٰ سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور مختلف اجلاسوں میں شرکت کی۔ مکرم احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت احمدیہ نے شوریٰ کی کارروائی کی صدارت کی۔

شوریٰ کے سب اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئے، شوریٰ کا آغاز اور اختتام اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کے ساتھ ہوا۔ افتتاحی اجلاس میں امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے نمائندگان کو ارشاد قرآنی

وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ

(الشوریٰ: 39)

ترجمہ: اور ان کا طریق یہ ہے کہ اپنے ہر معاملہ کو باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں۔ (تفسیر صغیر)

کی طرف توجہ دلائی، اور نمائندگان کو اس طرف متوجہ کیا کہ شوریٰ کی کارروائی کے دوران مجلس شوریٰ کے بارے میں خلفاء کے ارشادات اور ان کی ہدایات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اراکین نے پچھلے سال کی کارروائی کی توثیق کی۔ مجلسِ شوریٰ کی Subcommittees کے سیکرٹریوں نے پچھلے سال کی شوریٰ کے فیصلوں پر عمل درآمد کی رپورٹیں پیش کیں۔ اس کے بعد مختلف شعبوں کے سیکرٹریوں نے اپنے اپنے شعبوں میں پچھلے سال کی کارروائیوں اور کامیابیوں کا تذکرہ کیا۔ اُن کی پیش کردہ رپورٹوں سے متعلق نمائندگان نے سوالات پوچھے اور اپنی آراء کا اظہار کیا۔

سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ پچھلے سال تبلیغ کا مرکز دیہی علاقے تھے، 19 گاؤں میں تبلیغ کی گئی۔ تین ہزار لوگوں سے رابطہ کیا گیا، ملک بھر میں 23 سیمینار منعقد کئے گئے، اور مبلغین نے ہمسایہ ممالک بہاماز اور میکسیکو کے دورے کئے۔

سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ پچھلے سال پروگرام کا مطمع نظر خاندانی اصلاح تھا کہ خاندانوں کے سربراہ اپنے گھروں میں اصلاحی اقدامات کی طرف متوجہ ہوں، خصوصاً اپنے اپنے گھروں میں باجماعت نماز کے قیام کا اہتمام کریں۔

سیکرٹری تعلیم نے بتایا کہ ساتویں تعلیم القرآن کلاس چار Regions میں منعقد ہوئی جن میں تقریباً چھ سو اراکین جماعت شامل ہوئے، جنہیں قرآنی تعلیمات کے تعارف کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تجوید بھی سکھائی گئی۔ سارے ملک میں طلبا کے تعلیمی مقاصد کا فرداً فرداً جائزہ لے کر متعلقہ اعداد و شمار جمع کئے گئے۔

سیکرٹری مال نے پچھلے سال کی ریکارڈ آمدنی کا ذکر کیا اور اگلے سال کے لئے آمد و خرچ کا بجٹ پیش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ نہ صرف بجٹ پورا کرنے والی جماعتوں کی تعداد بڑھی ہے بلکہ شرح کے مطابق ادائیگی کرنے والوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

سیکرٹری وصایا نے بتایا کہ موصیوں کی تعداد بڑھانے کا ٹارگٹ تقریباً حاصل کر لیا گیا ہے۔

سیکرٹری سمعی بصری نے بتایا کہ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے دیکھنے کے لئے ڈش کی مستقبل میں ضرورت نہیں ہوگی اور ایک باکس کے وسیلے سے اسے انٹرنیٹ کے ذریعے ٹیلیویژن پر دیکھا جاسکے گا۔

خوش آمدید یا سیّدی!

سیکرٹری وقف نو نے بتایا کہ تربیتی کلاس میں 61 واقفین نو شامل ہوئے اور احباب کو وقف نو کی تحریک کے مقاصد کی یاد دہانی کی لئے ملک بھر میں یوم وقف نو منایا گیا اور واقفین کے تعلیمی ارادوں کا سروے کیا گیا۔

انچارج شعبہ تاریخ نے بتایا کہ امریکہ میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا مسودہ تیار ہو کر ریویو کے لئے امیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے۔

جنرل سیکرٹری نے نمائندگان کو بتایا کہ سب اداروں کی رپورٹیں ایک فارم میں جمع کی جا رہی ہیں تا کہ جماعتوں کو کئی مختلف رپورٹیں نہ بھیجنا پڑیں۔ جماعت احمدیہ کے نمائندہ وفد کے دورہ مونگ رسول اور شہدائے راہِ حق کے ورثاء سے ملاقاتوں کی تفصیلات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ اس موقع پر امیر صاحب نے نمائندگان کو آگاہ کیا کہ لجنہ اماء اللہ نے وقف نو پر خطبات کا انگریزی ترجمہ کر کے کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔

خدام کے نمائندہ نے بتایا کہ ان کے سالانہ اجتماع کی حاضری ساڑھے سات سو سے زیادہ تھی، ریفریشر کورس میں سو کے لگ بھگ نمائندے شامل ہوئے، اور سات سو سے زیادہ وقارِ عمل کئے گئے۔

سیکرٹری پبلک ریلیشنز نے بتایا کہ سو سے زیادہ عوامی نمائندوں سے رابطہ کیا گیا۔

سیکرٹری تحریک جدید نے بتایا کہ امریکہ کے احمدی فی کس ادائیگی میں دنیا کے سب ملکوں سے سبقت لے گئے اور مجموعی لحاظ سے جماعت احمدیہ امریکہ نے دنیا بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ تحریک میں شامل ہونے والوں کی تعداد بھی بڑھی۔ انہوں نے بتایا کہ پنج ہزاری مجاہدین کی فہرست کمپیوٹر پر مہیا ہے اور اب تک مجاہدین کے ورثاء اپنے آباؤ اجداد کے اڑھائی سو سے زیادہ کھاتے دوبارہ شروع کر چکے ہیں۔

آڈیٹر نے بتایا کہ مرکزی کھاتوں کا جائزہ لے کر جماعت کے مالی نظام میں ضروری تبدیلیاں کی گئی ہیں۔

سیکرٹری جائداد نے پٹس برگ کے نئے مرکز اور اور سینٹ لوئیس میں عمارت کی تیاریوں کا ذکر کیا۔

سیکرٹری رشتہ ناطہ نے بتایا کہ کوائف Online جمع کر دیئے گئے ہیں تا کہ مبلغین بھی وہاں سے آسانی سے معلومات لے سکیں۔

رپورٹوں کے بعد نمائندگان کے استفسارات کے سیکرٹریوں نے جوابات دیئے۔ اس کے بعد امسال کی شوریٰ کی رائے کے لئے تجاویز پیش کی گئیں، سیکرٹری مال نے اس سال کے لئے بجٹ پیش کیا۔ بعد ازاں پیش کی گئی تجاویز اور بجٹ پر غور کرنے کے لئے سب کمیٹیاں بنائی گئیں۔ مولانا انعام الحق کوثر صاحب نے احباب کو خوشخبری سنائی کہ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کی تعمیر کے لئے مجوزہ ساڑھے تین ملین ڈالر میں سے سوا تین ملین ڈالر جمع ہو گئے ہیں۔

سب کمیٹیوں نے رات اور اگلے روز صبح تجاویز پر غور وخوض کیا اور اپنی سفارشات کو مجلس شوریٰ میں پیش کرنے کے لئے آخری شکل دی۔ ہفتے کی صبح ایک اجلاس میں مختلف شعبوں نے اپنے اپنے پروگراموں کو نمائندگان کے سامنے پیش کیا اور نمائندگان نے سوالات پوچھے اور اپنے خیالات وتجاویز کا اظہار کیا۔

ہفتہ کے پچھلے پہر شوریٰ کے اجلاس میں تبلیغ، تربیت، جنرل اور مال کی سب کمیٹیوں نے اپنی سفارشات اراکین شوریٰ کے سامنے پیش کیں۔ زیادہ تر تبادلہ خیال احمدیہ بلاگ (Blogg)، انتظامیہ کے ساتھ تعلقات، واقفینِ نو کی تربیت میں والدین کے کردار اور طلباء کو جامعہ احمدیہ کینیڈا اور صحافت کی طرف متوجہ کرنے کے موضوعات پر ہوا۔ نمائندگان نے شوریٰ کی سفارشات کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کرنے کی متفقہ طور پر منظوری دی۔ ڈاکٹر احسان اللہ صاحب ظفر نے نمائندگان کو شوریٰ سے حاصل کئے گئے تجربات کو اپنی جماعتوں میں عملدرآمد کرنے اور اپنے مقامی تجربات کو آئندہ شوریٰ میں پیش کرنے کی تحریک کی۔ اس اجلاس کے خاتمے پر نمائندگان کی گروپ فوٹو لی گئیں۔ رات کو شعبہ جاتی تعلیم وتفہیم کا اجلاس ہوا۔

اتوار کے اجلاس میں باقی ماندہ سفارشات پر بحث کے بعد ان کی منظوری دی گئی اور آخر میں امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے نمائندوں اور منتظم کارکنوں کا شکریہ ادا کیا۔ شوریٰ دعاؤں کے ساتھ اتوار 30 اپریل کو تقریباً دوپہر کے وقت اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمدللہ۔

خوش آمدید یاسیّدی!

سبق آموز۔۔ایک اِنتباہ!

محمد شریف خان، آلڈن، فلاڈلفیا

انسانی زندگی، لمحہ لمحہ رونما ہونے والے واقعات اور حادثات سے مرکب ہے۔اور بلآخر یہی واقعات وحادثات تاریخ کی اثاث اور بنیاد بن جاتے ہیں اور لوگوں کے لئے سبق آموز اور راہنما ثابت ہوتے ہیں، انسانی اقدار میں سانجھے کے باعث اکثر ایک کی ہڈ بیتی جگ بیتی بن جاتی ہے۔ داناؤں کے نزدیک کسی کے تجربات سے نصیحت پکڑ ناعقلمندی کے زمرے میں آتا ہے۔یعنی گڑھے میں گرے ہوئے کو دیکھ کر گڑھے میں نہ گرنا اور راستہ بدل کر جانے ہی میں عافیت ہے۔

آج میں اپنے خاندان میں تقریباً سو،سوا سو سال پہلے رونما ہونے والا ایک واقعہ بیان کرنا چاہ رہا ہوں۔جس کے باعث ہمارے خاندان کی ایک شاخ گو آسٹریلیا میں قائم تو ہوگئی لیکن ایک کٹر مسلمان باپ کے بچے ہونے کے باوجود والدہ کے عیسائی مذہب ہونے کی وجہ سے اب یہ ساری نسل عیسائی ہے، اسلام سے قطعاً بے بہرہ اور لاتعلق! یہاں تک کہ انہیں اپنے نانا کے متعلق یہ بھی معلوم نہیں کہ انکا مذہب کیا تھا!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ایک مجلس میں اہل کتاب غیر مذہب عورت سے شادی سے متعلق سوال ہوا تھا۔آپ کا جواب تھا:

''پھر دیکھ لو اگر بچے اپنی والدہ کے مذہب پر اور معاشرے پر رہے، تو کیا تم برداشت کرلو گے کہ وہ گرجا میں جائیں اور عیسائی معاشرے کی طرح بودو باش اختیار کرلیں"؟

درج ذیل واقعہ حضور کے جواب کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سترہویں صدی میں ہندوستان میں انگریزوں کی آمد نے جہاں ہندوستان میں طرزِ حکومت کو یکسر بدل ڈالا، وہاں انگریزی بودو باش میں آزادی دیکھ کر ہندوستانی نوجوانوں میں ہندوستان سے باہر نکلنے اور آزاد معاشرے میں قدم رکھنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ چنانچہ کئی نوجوان کسی نہ کسی طریق سے انگلستان اور دوسرے مغربی ممالک میں پہنچنے میں کامیاب ہوئے جو دیارِ غیر میں چھوٹا موٹا کام کر کے، محنت کے بل بوتے پر آخرکار آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے اچھے بھلے کاروباری بن گئے۔اور مغربی معاشرے میں عزت سے متعارف ہونے لگے۔

اغلباً 1890 کے اردگرد کا واقعہ ہے میرے دادا عبدالحکیم صاحب کا خاندان لاہور میں آباد تھا۔آپ کے والد محمد عظیم محکمہ انہار میں افسر تھے۔اور معاشرے میں عزت سے جانے جاتے تھے۔گھر میں رزق کی فراوانی تھی۔آپکی والدہ کا نام حسن بیگم تھا۔عبدالحکیم میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد بیرونِ ملک جانے پر مُصر ہوئے۔گھر والوں نے پہلے تو سمجھا بُجھا کر، پھر ڈانٹ ڈپٹ کر مزید پڑھائی جاری رکھنے پر زور دیا مگر بے سود۔باہر جانے کی ہٹ برقرار رہی۔آخر تنگ آکر والدین نے عبدالحکیم کی شادی کردی ۔مگر یہ حربہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ایک دن عبدالحکیم گھر سے غائب ہوگئے۔جگہ جگہ ڈھونڈا گیا،کوئی سراغ نہ ملا۔والدین صبر شکر کر بیٹھے۔ نئی نویلی دلہن محمد بی بی تھک ہار کر میکے موضع چکسان،ضلع گوجرانوالہ،اپنے بھائی کے پاس چلی گئی۔چند ماہ بعد اسکی گود ہری ہوئی۔اللہ نے اسے ایک صحت مند بیٹے سے نوازا، بیٹے کا نام حبیب اللہ رکھا گیا۔اس مصروفیت میں وہ خاوند کی یاد کو کسی قدر بھول گئی اور بچے کے پالنے پوسنے میں جت گئی۔

دوسال بعد اچانک محمد عظیم صاحب کو آسٹریلیا سے ایک خط موصول ہوا۔جس میں عبدالحکیم نے بخیریت آسٹریلیا پہنچنے کی اطلاع دی تھی۔مگر اپنا پتہ درج نہیں کیا تھا کہ کہیں والدین اسے بازیاب نہ کرالیں۔ بہر حال اس اطلاع سے والدین کی جان میں جان آئی۔اس طرح کی خیریت کی خبریں گاہے بگاہے ملتی رہیں۔آخرکار ایک خط سے عبدالحکیم کا آسٹریلیا کا پتہ معلوم ہوا۔وہ سڈنی شہر میں رہ رہا تھا جہاں اسکا کپڑے کا سٹور تھا۔گھر والوں نے حال احوال کے علاوہ یہ سوچتے ہوئے کہ شاید بیٹے کی خبر پر واپس لوٹ آئے، اسے اسکے بیٹے حبیب اللہ کی پیدائش کی خبر دی، مگر کہاں! اگلے خط سے پتہ چلا کہ عبدالحکیم نے ایک انگریز کیتھولک عورت

خوش آمدید یا سیّدی!

مارگریٹ سے شادی کرلی ہے، اور اسکا اب واپس آنے کا کوئی اِرادہ نہیں۔اس خبر سے والدین کو سخت رنج ہوا اور انہوں نے عبدالحکیم سے رہا سہا تعلق توڑ لیا۔

ادھر حبیب اللہ گاؤں کے ماحول میں اپنی والدہ محترمہ محمد بی بی اور ماموں غلام محمد جو گاؤں کی مسجد کے پیش امام تھے، کی نگرانی میں پلے بڑھے۔قدرتی طور پر والد سے ملنے کا شوق تھا۔پرائمری کے بعد مشن سکول ڈسکہ میں داخل ہوئے اسکول کی انتظامیہ کو جب معلوم ہوا کہ حبیب اللہ کو والد سے ملنے کی شدید خواہش ہے تو انہوں نے والد سے ملنے کی خواہش پوری کرنے کی مشروط حامی بھرلی کہ پہلے حبیب اللہ کو بپتسمہ لینا ہوگا۔والد سے ملنے کی خواہش میں وہ اس کے لئے بھی تیار ہوگئے لیکن اللہ نے بچانا تھا، کسی طور والدہ کو اطلاع ہوئی انہوں نے فوراً آدمی بھیج کر حبیب اللہ کو گھر بلالیا۔اس طرح اللہ نے اپنے فضل سے حبیب اللہ کو بدراہی کے پھندے سے بچالیا۔حبیب اللہ نے گوجرانوالہ سکول میں پڑھائی مکمل کی۔فوج کی میڈیکل شاخ میں بھرتی ہوگئے۔ڈاکٹری کی ٹریننگ حاصل کی۔افریقہ میں فوجی ڈیوٹی پر حاضر ہوگئے۔افریقہ میں احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی تینتیس سال نوکری کرکے 1948 میں ریٹائرمنٹ لیکر اپنے گاؤں چکسان اپنے بچوں کے پاس آگئے۔

اُدھر اس دوران آسٹریلیا میں عبدالحکیم فیملی میں چار افراد کا اضافہ ہو چکا تھا، تین لڑکیاں اور ایک لڑکا یوسف۔جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے گئے، غیر مذہب عورت سے شادی کرنے کے بداثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے، بچوں کی تربیت کے سلسلے میں میاں بیوی میں تکرار رہنے لگی۔عبدالحکیم اپنی تمام ترخامیوں کے باوجود کٹر مسلمان تھے۔سڈنی میں تعمیر ہونے والی مسجد میں باقاعدہ چندہ دیتے رہے۔باجماعت نمازوں میں اور دوسرے اجتماعات میں شامل ہوتے رہے۔ عبدالحکیم بچوں کو نماز اور مسجد کی طرف کھینچتے اور مارگریٹ گرجا کی طرف۔ بچیاں جوان ہوئیں تو والد کے سامنے ڈیٹنگ کرنے جاتیں۔رفتہ رفتہ والد کو غیر مذہب میں شادی کرنے کے نقصانات کا شدید احساس ہونے لگا گھر میں دن رات کی تو تو تکار آخر عدالت تک پہنچی۔اس دوران مارگریٹ کے والدین کے ہاتھوں ہندوستان سے عبدالحکیم کے نام آیا ہوا خط لگا۔ایک اردو دان سے پڑھانے پر عبدالحکیم کی ہندوستان میں پہلی شادی کا انکشاف ہوا، جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔کیتھولک ہونے کے باعث میاں بیوی میں طلاق پر بات ٹھہری۔بچے والدہ کے ساتھ چلے گئے۔گھر ٹوٹنے کے بداثرات بچوں پر بھی ظاہر ہوئے۔سلویا دماغ پر اثر ہونے کے باعث ساری عمر کنواری رہی۔جبکہ لڑکے یوسف نے شراب نوشی شروع کردی، اور ہسپتال میں فوت ہوا۔باقی دو لڑکیوں کی اولاد اَب آسٹریلیا میں آباد ہے۔جو اسلام سے بے بہرہ اور مکمل طور پر عیسائی ہے۔والد نے طلاق کے بعد بھی بچوں سے رابطہ رکھا اور انہیں اسلام کی طرف مائل کرتے رہے مگر انہیں کوئی کامیابی نہ ہوئی کیونکہ عدالت انکے خلاف فیصلہ دے چکی تھی۔گو بچے اپنے والد کی فیاض طبیعت کی وجہ سے انہیں پیار کرتے رہے مگر مذہب کے بارے میں مکمل طور پر والدہ کے زیر اثر رہے۔دونوں چھوٹی بچیوں کی شادیاں کیتھولک رواج کے مطابق انجام پائیں اور یہ حسرت سے دیکھا کئے!

عبدالحکیم گھریلو واقعات سے اور اکیلے پن سے تنگ آکر پرانے رشتوں کی تلاش میں جب نکلے تو پتہ چلا کہ ماں باپ کب کے وفات پا چکے ہیں، بیوی خاوند سے لمبی جدائی کے باعث صبر کر بیٹھی ہے، اور انہیں کسی طور خوش آمدید کہنے کی روادار نہیں ہے۔آجا کر بیٹے حبیب اللہ خان کا خیال آیا جو اَب افریقہ میں ایک مخلص احمدی کی زندگی گزار رہے تھے اور باپ کو کئی تبلیغی خط لکھ چکے تھے۔عبدالحکیم 1935 میں افریقہ پہنچے، پہلی دفعہ بیٹے کو دیکھا، تسلی ہوئی مگر مذہبی اختلافات دونوں میں قائم رہے۔کچھ عرصہ پوتے پوتیوں سے دل بہلایا اور پھر دلبرداشتہ ہوکر واپس آسٹریلیا چلے گئے۔

آخری عمر میں عبدالحکیم صاحب کی شدید خواہش تھی کہ انکی وفات اپنے وطن پاکستان میں ہو۔چنانچہ انہوں نے میرے والد صاحب' ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب' سے جنوری 1953 میں ایک خط میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔اور اطلاع دی کہ اُنکی صحت تیزی سے گر رہی ہے اور انہوں نے وطن واپس آنے کے لئے ہوائی جہاز کی ٹکٹ خرید لی ہے۔مگر انکی یہ آخری خواہش بھی پوری نہ ہوسکی۔پاکستان میں تمام رشتہ دار انکی آمد کے منتظر تھے کہ اچانک خبر ملی کہ عبدالحکیم دماغی رگ کے پھٹ جانے اور گُردوں کے فیل ہوجانے کے باعث 15 فروری 1953 کو ہسپتال میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اردگرد کے مسلمانوں نے کفن دفن کا انتظام کردیا۔

اس تمام واقعے کا عبرت ناک پہلو یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا، میں اباجی مرحوم' ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب' کے پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا، ان کاغذات میں دادا

خوش آمدید یا سیّدی!

مرحوم کے کچھ خط بھی تھے۔اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ خط پر دیئے ہوئے پتہ پر خط لکھوں تاکہ آسٹریلوی رشتہ داروں کا پتہ چلے کہ کس حال میں ہیں۔ایک قدرتی جستجو تھی۔آخر کار مجھے ایک عورت ویلری بش کا خط موصول ہوا، اپنا تعارف کراتے ہوئے اُس نے بتایا کہ وہ عبدالحکیم مرحوم (جنہیں وہ بچپن میں pop pop کہا کرتی تھی) کی سب سے چھوٹی بیٹی کی بیٹی ہے۔نیز اسکی والدہ، خالائیں اور ماموں تمام وفات پا چکے ہیں۔مجھے مخاطب کرتے ہوئے اُس نے لکھا کہ اغلباً تم میرے ماموں زاد بھائی ہو وغیرہ وغیرہ۔مزید خط وکتابت میں ویلری نے اپنے خاندان کے بارے میں مزید معلومات مہیا کیں۔جب میں نے دادا مرحوم کی قبر کے بارے میں استفسار کیا۔تو جواباً ویلری نے پوچھا کہ بتاؤ اُن کا مذہب کیا تھا؟ وہ ہندو، عیسائی، یا پھر یہودی تھے؟ ہوسکتا ہے ان کا مذہب معلوم ہونے پر علاقے کے متعلقہ قبرستانوں کے ریکارڈ سے قبر کی نشان دہی ہو سکے۔میں اس استفسار کو پڑھ کر کچھ عرصے تک سکتے میں رہا کہ جو آدمی باوجود تمام مشکلات کے اپنے دین سے ساری عمر چمٹا رہا، وہ صرف ایک لغزش کی پاداش میں اپنے ہی بچوں میں اپنی شناخت کھو بیٹھا۔العیاذ والحذر

گزشتہ دنوں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کی فرمودہ ترجمۃ القرآن کلاس میں سورہ البقرہ کے سبق نمبر 24 میں آیت نمبر 222 کو انٹرنیٹ (www.alislam.org) پر سننے کی سعادت نصیب ہوئی :

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

"اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔اور یقیناً ایک مومن لونڈی، ایک (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں کیسی ہی پسند آئے۔اور مشرک مردوں سے اپنی لڑکیاں نہ بیاہا کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔اور یقیناً ایک مومن غلام، ایک (آزاد) مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں کیسا ہی پسند آئے۔یہ وہ لوگ ہیں جو آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے (تمہیں) جنت کی طرف اور بخشش کی طرف بلا رہا ہے۔اور وہ لوگوں کے لئے اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں "۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضورؒ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ اپنی زندگی مزے میں گزارنے کے لئے ایسی عورتوں سے شادی کر لیتے ہیں جو ایمان میں کمزور ہوتی ہیں۔دینی لحاظ سے کمزور عورت نسلیں بگاڑ دیتی ہے۔وہ خود بھی ایسی باتوں کی طرف مائل ہو سکتے ہیں، جسکی وجہ سے جنت سے محروم ہو جاتے ہیں" ۔

مندرجہ بالا قصے کا ماحصل حضورؒ کے اس ارشاد کی صداقت کا عملی ثبوت ہے اور ہمارے لئے جو مغربی ممالک میں آباد ہوئے ہیں ایک انتباہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضورؒ نے باوجود اپنی بے انتہا مصروفیتوں کے قرآنِ کریم کے درسوں کا باقاعدہ اہتمام فرمایا۔ اسی طرح بچوں کی اُردو کلاس شروع فرمائی۔ اپنے خطبات اور خطابات میں جماعت کو بار بار توجہ دلاتے رہے کہ مغربی معاشرے کی چکا چوند میں اپنی تہذیب اور معاشرے اور اسلامی اقدار کو نہیں بھولنا۔آپ تنبیہہ کرتے رہے کہ ہماری بقاء اپنی اسلامی اقدار سے چمٹے رہنے میں ہی ہے۔ہماری ذرا سی بھی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی تہذیب ہمیں اور ہماری نسلوں کو نگل لے گی اور ہماری اقدار تحلیل ہو کر رہ جائیں گی۔

جماعتی تنظیموں سے مسلسل رابطہ، گھروں میں باقاعدہ نمازوں کا اور قرآنِ کریم کی تلاوت کا اہتمام، بچوں کا اپنی تنظیموں کے اجلاسات میں حصہ لینے کی نگرانی، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی، گھر میں ایم ٹی اے کی نشریات کی باقاعدہ اہتمام سے سماعت، جماعتی عہدیداروں سے تعاون، یہ وہ ذرائع (Tools) ہیں جن کی مدد سے ہم خود اور اپنے اہل وعیال کو کشتیٔ نوح میں سوار کر کے اردگرد پھیلے ہوئے ضلالت اور عصیاں کے سیلاب سے بچ نکلنے کا انتظام کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس رہے اور ہم اپنے فرائض سے کبھی بھی غافل نہ ہوں۔دنیا اور آخرت کی حسنات کے وارث ثابت ہوں۔ آمین۔

خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید خوش آمدید

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

صد مبارک آپ کا آنا میرے آقا! یہاں
منتظر تھے لوگ کتنے روک بھی تھی درمیاں
زمزمے عرفان کے گونجیں گے ہوں گے شادماں
پھول برسائیں گے آئے گا بہاروں کا سماں

راہ میں آنکھیں بچھائے ہم کھڑے ہیں سیّدی!
تیرے بڑھنے سے قدم اپنے بڑھے ہیں سیّدی!
ہر مصیبت سے ہمیشہ ہم لڑے ہیں سیّدی!
تیری ہی الفت میں تو ہم بھی مرے ہیں سیّدی!

خشک سالی ہے یہاں برسوں سے ہے دورِ خزاں
ارضِ امریکہ بھی دیکھے گی بہاروں کے نشاں
اے بہارِ جاوداں! دینِ خدا کے پاسباں
کارواں ہے منتظر آتے ہیں میرِ کارواں

آیئے! اسلام کے جھنڈے یہاں بھی گاڑ دیں
ہے گھڑی نزدیک اب خنزیر کو بھی مار دیں
ہر جگہ دجّال کی چالوں کو ایسی مار دیں
نیک فطرت کو صداقت کا نیا گلزار دیں

تشنہ روحوں کو پلادے پھر سے آبِ زندگی
سیکھ لیں فطرت سے جو ان کو ملی ہے بندگی
رُخ پہ دجل و کفر کے ہے چھاگئی شرمندگی
مل گئی جب سے محمدؐ کی تجھے فرزندگی

(امۃ الرحمٰن احمد)

خوش آمدید یاسیّدی!

مالی قربانی۔ایک تعارف

بابت قواعد وصیت

(تحریک جدید انجمن احمدیہ۔ پاکستان)

قواعد وصیت

1۔ وصیت کنندہ کے لئے یہ بھی لازم ہوگا کہ بوقت وصیت چندہ شرط اوّل کے علاوہ اخراجات اعلان وصیت بھی ادا کرے۔

(قاعدہ نمبر 29)

2۔ بوقت منظوری وصیت کنندہ کی قبل از وصیت اخلاقی و دینی حالت کے علاوہ قبل وصیت مالی حالات کو بھی اسی نقطہ نظر سے مدّنظر رکھا جائے گا کہ نمایاں مالی قربانی کا عنصر اور وصیت کی روح مجروح نہ ہوتی ہو۔

(قاعدہ نمبر 35)

3۔ اگر کوئی وصیت کا ایسا خواہش مند ناگہانی وفات پاجائے جو قبل از وفات کروانے کی کارروائی کا آغاز کر چکا ہو تو خواہ فارم وصیت پُر نہ بھی کیا جاسکا ہو قابل اعتماد گواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی وصیت کی پس از مرگ منظوری کا معاملہ زیر غور لایا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ

(i) مرحوم وصیت کی دیگر شرائط پر پورا اُترتا ہو اور یہ توقع کی جاسکتی ہو کہ اگر ناگہانی وفات حائل نہ ہوتی تو اس کی وصیت منظور کرنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہوتی۔

(ii) مرحوم کے وارثان اس کے ترکہ پر حصہ وصیت ادا کرنے اور بلا تاخیر عملدرآمد پر بشرح صدر آمادہ ہوں۔

(iii) قرائن کسی منفی احتمالات کی طرف اشارہ نہ کرتے ہوں، مثلاً

ا۔ لمبے عرصے تک توفیق کے باوجود وصیت کی طرف متوجہ نہ ہونا۔

ب۔ لمبی معقول مہلت کے باوجود محض خواہش کا اظہار کرنا اور قطعی اقدام کی طرف متوجہ نہ ہونا۔

ج۔ وصیت کی کارروائی کا آغاز اس وقت کرنا جب نسبتاً کم مالی قربانی سے وصیت ہو سکتی ہو۔

د۔ دینی حالت کا کسی پہلو سے واضح طور پر داغدار ہونا۔ مثلاً

(i) نمازوں میں غفلت۔

(ii) عام چندوں میں اعلیٰ معیار کے مطابق نہ ہونا۔

(iii) نظام جماعت سے وابستگی اور تعلق میں کمزوری وغیرہ۔

(قاعدہ نمبر43)

4۔ عام حالات میں جائیداد کی وصیت پر موصی کی وفات کے بعد عملدرآمد ہوگا اور حصہ جائیداد ترکہ پر واجب الادا ہوگا۔

(قاعدہ نمبر44)

5۔ ایسے مالکان اراضی" جن کی راہ میں وصیت کرنے میں کوئی دقتیں ہیں تو ان کیلئے مناسب ہے کہ وہ جس قدر جائیداد کی وصیت کرنا چاہتے ہیں اسے بجائے وصیت کے اپنی زندگی میں ہبہ کردیں اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثائے بازگشت کے (اگر کوئی ہوں) دستخط کرائیں۔ جن سے ایسے ورثاء کی رضامندی پائی جائے۔"

(قاعدہ نمبر45)

6۔ موصی کی جائیداد سے اگر کوئی آمدنی ہوتی ہو تو اس آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام (یعنی 1/16) ادا کرنا لازم ہوگا۔

(قاعدہ نمبر51)

خوش آمدید یا سیّدی!

7۔جس جائیداد کا سو فیصد حصہ ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی ہوگی۔

(قاعدہ نمبر52)

8۔ پنشن کے کمیوٹ شدہ حصہ آمد کی ادائیگی لازمی ہوگی اور موصی کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ اس پر حصہ آمد یکمشت ادا کرے۔ یا کسی خاص مجبوری کی وجہ سے ایسا نہ کر سکتا ہو تو حسبِ ضابطہ مجلس کارپرداز سے حصہ اجازت اور مہلت حاصل کرے۔

(قاعدہ نمبر55)

9۔ پراویڈنٹ فنڈ کا وہ حصہ جس پر حصہ وصیت نہ ادا کیا گیا ہو اور وہ موصی کی وفات کے بعد پسماندگان کو ملے وہ موصی کا ترکہ شمار ہوگا اور اس پر حصہ وصیت واجب الادا ہوگا۔

(قاعدہ نمبر59)

10۔ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ بعد تک چندہ حصہ آمد ادا نہ کرے اور نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے تو صدرانجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ مجلس کارپرداز کی سفارش پر ایسی وصیت کو منسوخ کر دے۔

(قاعدہ نمبر68)

11۔ موصی کیلئے لازم ہوگا کہ وہ سالانہ فارم اصل آمد حسب نمونہ جدول ج پُر کر کے دفتر کو بھجوائے۔ فارم اصل آمد نہ آنے کی صورت میں صدرانجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ وہ مناسب تنبیہہ کے بعد موصی کو بقایا دار قرار دے کر موصی کے خلاف مناسب تادیبی کارروائی کرے جو منسوخی وصیت بھی ہو سکتی ہے۔

(قاعدہ نمبر69)

12۔ ایسے موصی ورثاء جو مدفون موصیوں کے بقایا جات وعدہ کے مطابق ادا نہیں کریں گے اور نہ ہی حالات بیان کر کے مہلت حاصل کریں گے۔ ان کی وصایا منسوخ کر دی جائیں گی۔

(قاعدہ نمبر71)

انشورنس

اگر انشورنس میں سود اور جوّا کی صورت نہ پائی جاتی ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے۔ اس بارہ میں مجلس افتاء کی سفارشات جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 23 جون 1980 کو منظور فرمایا درج ذیل ہیں:

"حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فتاویٰ کے مطابق جب تک معاہدات سود اور قمار بازی سے پاک نہ ہوں بیمہ کمپنیوں سے کسی قسم کا بیمہ کروانا جائز نہیں ہے۔ یہ فتاویٰ مستقل نوعیت کے اور غیر مبدّل ہیں البتہ وقتاً فوقتاً اس امر کی چھان بین ہو سکتی ہے کہ بیمہ کمپنیاں اپنے بدلتے ہوئے قوانین اور طریق کار کے نتیجہ میں قمار بازی اور سود کے عناصر سے کس حد تک مبرّا ہو چکی ہیں۔
مجلس افتاء نے اس پہلو سے بیمہ کمپنیوں کے موجودہ طریق کار پر نظر کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اگر چہ رائج الوقت عالمی مالیاتی نظام کی وجہ سے کسی کمپنی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے کاروبار میں کلیۃً سود سے دامن بچا سکے لیکن اب کمپنی اور پالیسی ہولڈر کے درمیان ایسا معاہدہ ہونا ممکن ہے جو سُود اور قمار بازی کے عناصر سے پاک ہو اس لئے اس شرط کے ساتھ بیمہ کروانے میں ۔۔۔ حرج نہیں کہ بیمہ کروانے والا کمپنی سے اپنی جمع شدہ رقم پر کوئی سُود وصول نہ کرے۔"

(رجسٹر فیصلہ جات مجلس افتاء صفحہ60)

مناسب ہوگا کہ بیمہ کروانے سے پہلے مجلس افتاء کو پوری معلومات مہیا کر کے باقاعدہ فتویٰ لے کر بیمہ کروائے۔ اگر کسی حکومتی ادارہ میں ملازمت کی صورت میں یا درپیش حالات میں بیمہ پالیسی لازمی ہو تو یہ صورت اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

---------﴿☆﴾---------

وصیت سے متعلق مختلف امور کی وضاحت

آمد

سوال آمد اور جائیداد پر شرح وصیت کیا ہے؟

خوش آمدید یا سیّدی!

جواب: ایک موصی کے لئے ضروری ہے کہ

① بوقت وفات اپنی جائیداد پر 1/10 سے لے کر 1/3 حصہ کی ادائیگی کی وصیت کرے۔

② دورانِ زندگی جائیداد سے حاصل ہونے والی آمد کے علاوہ، تمام ذرائع سے حاصل ہونے والی آمد کا 1/10 سے لے کر 1/3 حصہ بطور چندہ حصہ آمد ادا کرے۔

③ آمد از جائیداد پر چندہ حصہ آمد بمطابق شرح چندہ عام (1/16) ادا کرے۔

سوال: اگر بوقت وصیت کسی شخص کی مستقل ایک بھی آمد نہ ہو تو وہ اپنی ماہانہ آمد کیا تحریر کرے؟

جواب: اس صورت میں اسے اپنی اندازہ ماہانہ آمد تحریر کرنی چاہیئے ہے۔ یا چھ ماہ یا سال کی آمد کی اوسط تحریر کردینی چاہیئے۔

سوال: ایسی خاتون خانہ جو موصیہ ہو اور خود کوئی کام نہ کرتی ہو، عام طور پر ان سے جیب خرچ پر چندہ لیا جاتا ہے کیا اس بارہ میں کوئی رہنما اصول ہیں؟

جواب: عورتوں کو حسبِ توفیق رہن سہن کے معیار کے لحاظ سے قربانی کرنی چاہیئے۔ عام طور پر بیوی کیلئے چندہ وصیت کی ادائیگی کا طریق یہی ہے کہ اگر اس کی آمدنی کوئی نہ ہو تو اس کا خاوند مناسب جیب خرچ مقرر کرے اور وہ اس کی بیوی کی آمد متصور ہو اور اس طرح مالی قربانی کے تسلسل کو قائم رکھنے کی خاطر اس جیب خرچ پر چندہ وصیت ادا کرے۔ جیب خرچ کا تعین ہر ایک کے رہن سہن کو مدِنظر رکھ کر مقرر کیا جاتا ہے۔

سوال: کیا موصی طالب علم پر اپنے جیب خرچ/وظیفہ پر چندہ وصیت کی ادائیگی لازم ہوگی؟

جواب: طالب علمی وظیفوں پر شرح کا اطلاق نہیں ہوگا۔ طلباء سے توقع رکھی جائے گی کہ وہ حسبِ حیثیت خود کچھ رقم معین کر کے جماعت سے افہام وتفہیم کے ذریعہ اس کے مطابق باقاعدہ چندہ ادا کریں۔

خوش آمدید یا سیدی!

سوال: ملازمین اپنی تنخواہ پر مکمل حصہ آمد ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی پنشن کے لئے ماہانہ یا سہ ماہی بنیاد پر contribution کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں انہیں ریٹائرمنٹ پر پنشن ملتی ہے۔ ایسی پنشن پر چندہ کے بارہ میں کیا طریق ہے؟

جواب: پنشن پر حصہ آمد واجب الادا ہوگا۔ کیونکہ ماہانہ contribution تو معمولی رقم سے ہوتی ہے جب کہ ریٹائرمنٹ پر ماہانہ پنشن تو اس سے کافی زائد ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اپنی پنشن سے اس رقم کو منہا کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ صرف اسی قدر ہوگی جس قدر وہ اپنی contribution کرتا رہا ہے۔ باقی رقم پر حصہ آمد واجب الادا ہوگا۔

سوال: کسی شخص کی آمد میں سے چندہ کی غرض کے لئے کون کون سے واجبات منہا کرنے کی اجازت ہے؟

جواب: آمد جس پر چندہ واجب الادا ہے اس سے مراد ہر قسم کی آمد جو مختلف ذرائع سے حاصل ہو۔ صرف درج ذیل واجبات کو اصل آمد سے منہا کرنے کی اجازت ہے:

(i) ملازمین کو ملنے والے ایسے الاؤنسز جن کے اخراجات ملازمین کے ذاتی اختیار اور صوابدید پر نہ ہوں

(ii) حکومت کی طرف سے عائد کردہ لازمی واجبات مثلاً ٹیکس، لازمی انشورنس، لوکل ریٹس۔

(iii) ملازمین کو ملنے والے ایسے الاؤنسز جو مخصوص اخراجات کیلئے ہوں مثلاً یونیفارم الاؤنس، تعلیمی الاؤنس، چلڈرن الاؤنس وغیرہ۔

(iv) ایسے الاؤنسز جو دفتری امور کی سرانجام دہی کے عوض ادا ہوں مثلاً T.A. اور D.A.۔

سوال: کیا مکانات پر ادا ہونے والی انشورنس کی رقم چندہ کی ادائیگی کیلئے اصل آمد سے منہا ہوگی؟

جواب: ① مکان پر ادا ہونے والی انشورنس (ہاؤس انشورنس) کی رقم خواہ لازمی ہو، ایسی رقم چندہ کی غرض سے کسی شخص کی آمد سے منہا نہیں ہوگی۔ اگر Mortgage Company سے قرض لینے کے لئے ایسے مکان پر انشورنس کرانا لازمی ہو تو اس انشورنس کا فائدہ خریدار کو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ معمول کے اخراجات شمار ہوں گے۔ اس لئے قرضہ کی کسی قسط کی ادائیگی یا Mortgage,

Interestیا انشورنس پریمیئم وغیرہ کو چندہ کی غرض کے لئے اصل آمد سے منہا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

② اسی طرح آٹو انشورنس کو بھی اصل آمد سے منہا کرنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ اس کا فائدہ بھی مالک کو جاتا ہے۔

سوال کیا ہیلتھ انشورنس کو چندہ کی غرض کے لئے اصل آمد سے منہا کیا جاسکتا ہے؟

جواب ہیلتھ انشورنس کے اخراجات بھی آمدنی سے منہا نہیں ہونگے خواہ یہ لازمی ہی کیوں نہ ہو۔ سوائے ایسی صورت کے کہ جس میں ہیلتھ انشورنس ایک حکومتی ٹیکس کی صورت اختیار کرلے یا اس کا فائدہ ایک کمیونٹی پر محیط ہو اور ذاتی طور پر کوئی سہولت اس سے حاصل نہ ہوتی ہو۔

سوال اگر موصی کو کسی غیر منقولہ جائیداد پر بطور کرایہ کوئی آمد وصول ہو رہی ہو تو کیا اس آمد پر وہ چندہ حصہ آمد ادا کرے گا؟

جواب جی ہاں موصی ایسی جائیداد سے پیدا ہونے والی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام (یعنی 1/16) ادا کرے گا۔

جائیداد

سوال ایک شخص اپنی آمد میں سے (جائیداد) کے قرضہ کی قسط منہا کئے بغیر کل آمد پر حصہ آمد ادا کرتا ہے تو کیا ایسی صورت میں بھی اس جائیداد پر مکمل حصہ جائیداد ادا کرنا ضروری ہے؟

جواب جائیداد پر حصہ جائیداد مکمل بمطابق وصیت ادا کرنا ضروری ہے؟

① اگر کوئی شخص اس قدر آمد کی سبیل نہیں رکھتا کہ اس سے یکمشت یا بالاقساط ایک جائیداد خرید سکے۔ اور ایسی جائیداد کے حصول کیلئے وہ قرض حاصل کرتا ہے اگر وہ زندگی میں ایسی جائیداد پر حصہ جائیداد ادا کرنا چاہتا ہے تو قرض کی ذمہ داری اپنے اوپر رکھے گا۔ اور تشخیص کے وقت پر اس جائیداد کی جو قیمت ہوگی اس پر حصہ جائیداد ادا کرے گا۔ کیونکہ زندگی میں قرض کی کوئی حیثیت نہیں (بلکہ ہر شخص دوران زندگی قرض لیتا اور واپس کرتا رہتا ہے)۔

② ایک شخص پہلے اپنی آمدنی پیدا کرتا ہے اور اس آمد پر وصیت حصہ آمد ادا کرتا ہے بعد ازاں بقیہ آمد سے یکمشت یا بالاقساط ایک جائیدا دخریدتا ہے۔ جس پر بعد از وفات وصیت کی ادائیگی واجب ہوتی ہے یا اس کی اپنی آسانی کیلئے یہ اجازت دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی زندگی میں اس کی ادائیگی کرسکتا ہے۔

سوال منقولہ جائیداد از قسم شیئرز اور اسی طرح کی دوسری Investments پر وصیت کی ادائیگی کا کیا طریق ہوگا؟

جواب ① ایسی جائیداد (Shares) اپنی موجودہ مارکیٹ ویلیو کے مطابق جائیداد شمار ہوگی اور اس پر حصہ جائیداد واجب الادا ہوگا۔

② نیز ایسی جائیداد سے ملنے والے منافع پر حصہ آمد بمطابق شرح دینا ہوگا۔ (1/10 کے حساب سے یا جو موصی نے اپنی شرح مقرر کی ہو)۔

یہی ہدایت ہر قسم کی Investments پر بھی لاگو ہوگی۔

سوال وصیت کرواتے وقت موصی اپنے ملکیتی مکان پر کس شرح سے وصیت ادا کرے گا؟

جواب چندہ وصیت کی کم سے کم شرح 1/10 اور زیادہ سے زیادہ 1/3 ہے۔ ہر شخص اس کے مابین اپنی حیثیت کے مطابق کسی بھی شرح پر حصہ آمد اور حصہ جائیداد مقرر کرکے اور دفتر کو اطلاع کرکے اس کی ادائیگی کرسکتا ہے۔

سوال کیا کار موصی کی جائیداد کے طور پر شمار ہوسکتی ہے؟

جواب عام روز مرّہ استعمال کی اشیاء کی طرح کار بھی موصی کی جائیداد شمار نہیں ہوگی۔ سوائے اس کے کہ موصی کی کوئی اور جائیداد نہ ہو اور وہ از خود اپنی رضامندی سے کار یا اس طرح کی دوسری اشیاء پر حصہ جائیداد ادا کرنے کی خواہش کرے۔

یا

کسی موصی کی جائیداد زیادہ تر اس طرح کی اشیاء پر مشتمل ہو۔

یا

کسی موصی کے پاس اس طرح کی بہت سے اشیاء کا قیمتی ذخیرہ ہو، جسے اس کی جائیداد متصور کیا جاسکے۔

سوال کیا روزمرہ استعمال کی اشیاء مثلاً ٹی وی، کمپیوٹر، گاڑی وغیرہ دوران وصیت بصورت جائیداد لکھوائے جاسکتے ہیں؟

جواب مندرجہ بالا اشیاء گھریلو استعمال کے زمرے میں آتی ہیں۔ لہٰذا ان اشیاء پر وصیت لاگو نہیں۔ سلائی مشین پر بھی وصیت لاگو نہیں ہے۔ اسی طرح کیمرہ، ٹیپ

ریکارڈ، وی سی آر وغیرہ بھی گھریلو استعمال کی اشیاء ہیں۔

سوال بیرون ممالک میں اکثر جائیداد میاں بیوی کے نام پر (نصف نصف) مشترکہ ہوتی ہے ایسی صورت میں اگر ان میں سے صرف ایک موصی ہو تو اس پر کتنے حصہ کی وصیت واجب الادا ہے؟

جواب ① اگر جائیداد کے حصول میں ہر دو میاں بیوی کی رقم برابر لگی ہوئی ہے اور ان میں سے موصی صرف ایک ہے تو اس کو نصف جائیداد واجب الادا ہوگا۔

② لیکن اگر صرف ملکی قانون کی وجہ سے حصہ دار ہیں اور ان دونوں میں سے ایک کی رقم لگی ہوئی ہے تو جس کی رقم لگی ہوئی ہے اور وہ موصی ہے، تو پوری جائیداد پر حصہ جائیداد ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ اگر دوسرا فریق موصی ہے جس کی رقم نہیں لگی ہوئی تو یہ جائیداد اس کی شمار نہ ہوگی، اور نہ ہی اس پر اس کا حصہ جائیداد واجب الادا ہوگا۔

③ ملکی قانون شریعت پر لاگو نہیں ہوسکتا اس لئے اس (ملکیت) کی وضاحت کی جانی ضروری ہوگی۔ پہلے فریق کی وفات کے بعد ترکہ شمار ہوکر اگر دوسرا فریق موصی ہو تو اُس کو شرعی حصہ کے مطابق وصیت ادا کرنا ہوگی۔

سوال اگر کسی جائیداد کا حصہ جائیداد ادا ہو چکا ہو اور پھر اسے فروخت کر کے کوئی نئی جائیداد خرید لی جائے تو کیا اس پر بھی حصہ جائیداد ادا کرنا ہوگا؟

جواب زمین، مکان، پلاٹ جیسی ملکیت کو فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم کے متعلق درج ذیل صورت ہوگی:

① اگر اسی قدر رقم سے یا اس سے کم رقم میں کوئی نئی جائیداد خریدی جائے تو ایسی نئی جائیداد پر حصہ وصیت واجب الادا نہ ہوگا۔ البتہ ایسی جائیداد سے حاصل ہونے والی آمد پر (اگر کوئی ہو) چندہ وصیت واجب ہوگا (بشرح 1/16)۔

② لیکن اگر فروخت سے حاصل ہونیوالی رقم میں مزید کچھ رقم ڈال کر نئی جائیداد خریدی جائے تو اس جائیداد میں نئی ڈالی گئی رقم کے تناسب سے اس جائیداد کے اس حصہ پر حصہ وصیت واجب الادا ہوگا جس تناسب سے رقم ڈالی گئی۔ لیکن ایسی جائیداد سے بھی حاصل ہونے والی آمد پر (اگر کوئی ہو) چندہ وصیت کل آمد پر واجب الادا ہوگا (بشرح 1/16)۔

③ حصہ وصیت ادا کر چکنے کے بعد جمع شدہ نقدی اصل حالت میں رہے تو اصل اس پر حصہ وصیت واجب الادا نہ ہوگا۔ البتہ نقد رقم سے حاصل ہونے والی آمد یا منافع پر حصہ وصیت واجب الادا ہوگا۔

سوال زیورات فروخت کر کے حاصل کرنے والی اشیاء کے متعلق کیا صورت ہوگی؟

جواب ایسے زیورات جن پر حصہ وصیت ادا کیا جا چکا ہے، کو فروخت کر کے اگر کوئی نئے زیورات اسی قدر رقم سے خریدے جائیں جتنے میں پہلے فروخت کئے گئے تھے تو ایسی صورت میں نئے خرید کردہ زیورات پر حصہ وصیت واجب الادا نہ ہوگا۔ البتہ دفتر وصیت کو یہ اطلاع واضح طور پر دینا ہوگی کہ مندرج نئے (نئے زیورات کی قسم اور وزن کی تفصیل ساتھ منسلک کریں) زیورات سابقہ زیورات کی فروخت سے حاصل شدہ رقم سے خریدے گئے ہیں۔

لیکن اگر فروخت سے حاصل ہونے والی رقم میں مزید کچھ رقم ڈال کر نئے زیورات خرید کئے جائیں تو ان نئے زیورات میں نئی ڈالی گئی رقم کے تناسب سے حصہ وصیت واجب الادا جس تناسب سے رقم ڈالی گئی ہو۔

سوال کیا ایسی جائیداد جو مارگیج رقرض پر لی گئی ہو، نئی وصیت کرتے وقت ایسی جائیداد وصیت فارم میں درج کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب ایسی کوئی بھی جائیداد جو مارگیج رقرض پر لی گئی ہو، وہ وصیت کنندہ کی ہی جائیداد تصوّر ہوگی اور اس کا اندراج وصیت کرتے وقت وصیت فارم میں کیا جانا ضروری ہوگا۔ اس کے علاوہ ایسی جائیداد کی اندازاہ مالیت اور ایڈریس بھی درج کرنا ضروری ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر بعد وصیت بھی ایسی کوئی جائیداد خریدی جائے تو اس کی اطلاع مرکز کو کونا ضروری ہوگا۔

سوال مارگیج رقرض پر لی گئی جائیداد کے متعلق اصولی طرزِ عمل کیا ہے؟

جواب جو جائیداد قرض پر لی گئی ہو اس پر وصیت کی ادائیگی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ارشاد:

''اس ضمن میں اصولی طرزِ عمل یہ ہے کہ جو شخص زندگی میں اپنی جائیداد کا حصہ وصیت ادا کرنا چاہتا ہے تو اسے بعض شرائط کے ساتھ منظور کر لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اپنی جائیداد پر اتنا قرض دینا ہے، یہ منہا کر لیا

خوش آمدید یاسیّدی!

جائے اور بقیہ پر حصہ وصیت کی ادائیگی ہو جائے تو ایسے معاملے میں بعض پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ان پیچیدگیوں سے بچنے کیلئے عام طور پر یہی بہتر ہے کہ جس نے قرض پر جائیداد بنائی ہو اس جائیداد کا حصہ وصیت اس کی زندگی میں اسی صورت میں قبول کیا جائے کہ وہ قرض کی ذمہ داری اپنی ذات پر رکھے اور پوری جائیداد کی قیمت پر حصہ وصیت ادا کر کے فارغ ہو جائے۔ اگر وہ قرض کو منہا کر کے حصہ وصیت ادا کرنا چاہے تو منظوری کی صورت میں اس کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ یہ حصہ وصیت صرف اس جائیداد کا ہوا ہے جس پر کسی قسم کا قرض نہیں تھا۔اور جس جائیداد پر قرض ہے اس کا معاملہ وفات کے کے دن تک ملتوی سمجھا جائے گا۔یعنی اگر اس وقت تک قرض ادا کر دیا گیا ہو تو جائیداد کے اس حصہ کی وصیت کا مطالبہ وفات کے بعد کیا جائے گا۔کیونکہ اس نے اپنی زندگی میں قرض کے عذر پر اس حصہ کی وصیت ادا نہ کی تھی۔اگر کچھ قرض باقی ہو تو پھر اس جائیداد کا تخمینہ کر کے اس میں قرض منہا کر لیا جائے اور بقیہ قیمت جائیداد پر وصیت واجب الادا ہوگی۔ یہ اصولی طرز عمل ہے اسکا سب پر اطلاق ہوگا۔۔۔''

(خط محررہ 28-01-1990)

سوال Mortgage پر لی گئی جائیداد کی تشخیص کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب ہر ایسی جائیداد جو Mortgage پر خریدی گئی ہو اس کے حصہ جائیداد کی ادائیگی کے دو ہی طریق ہیں:

① اگر موصی اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا حصہ جائیداد ادا کرنا چاہے تو ایسی جائیداد کی باقاعدہ مارکیٹ ویلیو کے مطابق تشخیص ہوتی ہے اور Mortgage کی رقم منہا نہیں کی جاتی۔کیونکہ قرضہ کی زندگی میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

② اگر کوئی موصی اپنی زندگی میں اپنی کسی جائیداد کا حصہ ادا نہیں کرتا تو وہ وفات کی صورت میں قرضہ، پھر وصیت، پھر وراثت ہوتی ہے۔اس صورت میں اگر وفات کے وقت ایسی جائیداد جس پر حصہ جائیداد قابل ادا ہو اس پر اگر کوئی Mortgage کی اقساط رہتی ہیں تو وفات کے وقت اس جائیداد کی جو مالیت ہوگی اس میں سے Mortgage کی رقم منہا کر کے بقیہ رقم پر حصہ جائیداد ادا ہوگا۔

سوال کیا کوئی موصی اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کی تشخیص کروا کر اس پر واجب الاداء رقم کی ادائیگی کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو کس شرح پر نیز کیا تشخیص کروانے کے بعد مکمل ادائیگی کرنے کی کوئی میعاد مقرر ہے؟

جواب جی ہاں موصی اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کی تشخیص کروا کر اس پر حصہ جائیداد کر سکتا ہے۔

ادائیگی کی شرح موصی از خود مقرر کرتا ہے (مقررشرح کے مابین) نیز مجلس کارپرداز سے اس کی منظوری بھی لازم ہے۔تشخیص مکمل ہو جانے کے بعد ہر قسم کی جائیداد کی ادائیگی دو سال میں کرنا ضروری ہے۔رہائشی مکان کی صورت میں یہ میعاد 5 سال تک ہو سکتی ہے۔اگر موصی خود اس میں رہائش پذیر ہے۔

سوال جائیداد جو کسی موصی کے نام ہو مگر وہ مکمل طور پر اس کی ملکیت نہ ہو تو کیا موصی اس جائیداد پر چندہ حصہ جائیداد ادا کرے گا؟

جواب اگر جائیداد مکمل طور پر موصی کی ملکیت نہ ہو تو اس جائیداد میں سے صرف اس کے ملکیتی حصہ پر حصہ جائیداد ادا کرنا لازمی ہوگا۔لیکن اگر اس جائیداد میں سے موصی کا کچھ بھی حصہ نہ (نہیں) ہے بلکہ موصی کا محض نام استعمال ہو رہا ہے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دینا ہوگی۔

سوال اگر موصی کسی قرض لی ہوئی رقم سے خریدے گئے مکان پر اقساط ادا کر رہا ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اس کی تشخیص کروا کر حصہ جائیداد ادا کر دے تو کیا وہ خریدی گئی جائیداد کی کل مالیت پر حصہ جائیداد ادا کرے گا یا صرف اس حصہ پر جس کی اس نے ادائیگی کر دی ہے؟

جواب حصہ جائیداد در حقیقت موصی کی وفات پر ادا کرنا ہوتا ہے۔تاہم پیچیدہ اور غیر یقینی صورتحال سے بچنے کے لئے موصی کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کر لے۔

سو اگر موصی اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کرنا چاہتا ہے تو قرض لی گئی جائیداد بھی اس کی جائیداد متصور ہوگی۔اور اسے اس کی رائج الوقت قیمت پر حصہ جائیداد ادا کرنا لازم ہوگا۔لیکن اگر قرض کی مکمل ادائیگی سے قبل ہی اس کی وفات ہو جائے تو کل مارکیٹ ویلیو میں سے بقیہ واجب الاداء قرض کی رقم منہا کر کے حصہ جائیداد ادا کیا جائے گا۔

خوش آمدید یا سیّدی!

ادائیگی حصہ جائیداد بعد از وفات

سوال: اگر کسی موصی نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد پر حصہ جائیداد ادا کر دیا ہو، تو کیا اس کی وفات کے بعد اس کے ورثاء اس جائیداد پر حصہ جائیداد ادا کریں گے؟

جواب: اگر موصی نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد پر حصہ جائیداد ادا کر دیا ہے تو اس کی وفات کے بعد اس کے ورثاء کو اس جائیداد پر دوبارہ حصہ جائیداد ادا نہیں کرنا ہوگا۔

سوال: موصی کی وفات کی صورت میں حصہ جائیداد کی ادائیگی کا کیا طریق ہوگا؟

جواب: موصی کی وفات کے وقت پر حصہ جائیداد فوری ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے ورثاء فوری ادائیگی نہیں کر سکتے تو ایسی صورت میں اس کی طرف سے کوئی قابلِ اعتماد ضمانت پیش ہونے پر مجلس کار پرداز ایسے موصی کو استثنائی طور پر تدفین کی اجازت دے سکتی ہے۔ تاہم یہ ضمانت زیادہ سے زیادہ ایک سال کی مدت کیلئے ہوگی۔ اس عرصہ میں مکمل ادائیگی ضروری ہے۔

کاروبار سے متعلق

سوال: کیا کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ (راس المال) وصیت کنندہ کی جائیداد شمار ہوگا؟ کیا اس کا اندراج وصیت فارم میں کیا جانا ضروری ہے؟

جواب: کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ (راس المال) وصیت کنندہ کی جائیداد شمار ہوگا۔ اور اس کی مکمل تفصیل کا وصیت فارم میں درج کیا جانا ضروری ہوگا۔

سوال: کیا کاروبار سے حاصل ہونے والے کل منافع (Net Income) پر چندہ وصیت ادا کرنا ضروری ہوگا یا کہ ایک تاجر جو اپنے روزمرہ گزارے کیلئے اس منافع سے ایک مقرر کردہ رقم حاصل کرتا ہے اس پر چندہ کی ادائیگی کی جائے گی؟

جواب: تاجر حضرات کو اپنی کل آمد (Gross income) میں سے ایسے اخراجات وضع کر کے جو آمد پیدا کرنے کیلئے کئے جاتے ہیں باقی مجموعی اصل آمد (Net Total Income) پر چندہ ادا کرنا ہوگا۔ محض اپنے ماہانہ اخراجات کیلئے تجارت (Business) سے وصول کردہ رقم (Drawings) پر چندہ ادا کرنا درست نہیں۔

خوش آمدید یا سیّدی!

سوال: کاروبار سے حاصل ہونے والی آمد پر چندہ وصیت کس شرح سے ادا کرنا ضروری ہوگا؟

جواب: کاروبار سے حاصل ہونے والی آمد پر موصی کا اپنی شرح کے مطابق ادائیگی کرنا ضروری ہوگی۔ (نہ کہ چندہ عام کی شرح سے)

زندگی میں وصیت کی ادائیگی کاروبار سے حاصل ہونے والی آمد سے ہوگی۔ راس المال یعنی کل اثاثے منفی کل Liability پر ادائیگی وفات کے وقت ہوگی یا اگر موصی خود زندگی میں اس پر چندہ کی ادائیگی کرنا چاہے۔ Working Capital پر چندہ نہیں ہوتا۔

سوال: کیا بلڈنگ کنسٹرکشن میں استعمال ہونے والی مشینری، شٹرنگ میٹیریل بطور جائیداد وصیت میں درج ہوگا۔

جواب: کسی بھی قسم کا کاروبار ہو چاہے وہ فیکٹری۔ مل یا کنسٹرکشن کمپنی ہو، وہ صرف اس حد تک موصی کی جائیداد شمار ہوگی۔ جس حد تک موصی کا حصہ ہوگا۔ مثلاً اگر کسی فیکٹری رمل یا کنسٹرکشن کمپنی کی کل مالیت اس کے اثاثے، بنک بیلنس وغیرہ کی مالیت ایک کروڑ ہو اور اس کاروبار کے ذمہ واجب الاداء بنک کا قرضہ اور دیگر واجبات کی مالیت 60 لاکھ ہو تو موصی کا حصہ 40 لاکھ روپے بنے گا۔ اور وہ اس کی جائیداد شمار ہوگی۔ جس پر وہ حصہ جائیداد ادا کرے گا۔

یعنی کل اثاثے منفی کل قرضہ اور دیگر واجبات = موصی کا حصہ جس پر چندہ حصہ جائیداد ادا ہوگا۔

کاروبار پر حصہ جائیداد عموماً موصی کی وفات پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی زندگی میں ادا کرنا چاہے تو مندرجہ بالا طریق کے مطابق اس کے کاروبار کے تمام اثاثہ جات کی تشخیص کے بعد اس کمپنی یا کاروبار کے ذمہ قرض اور دیگر واجبات کو منہا کر کے بقایا اثاثہ جات پر حصہ جائیداد ادا ہوگا۔

وفات و کتبہ جات سے متعلق

سوال: کیا مقامی مقبرہ موصیان کے انتظام و انصرام اور تدفین کیلئے وہی قوانین ہیں جو بہشتی مقبرہ ربوہ کیلئے ہیں یا ان سے کچھ مختلف ہیں؟

جواب (1) مقبرہ موصیان میں تدفین کے قواعد وشرائط مکمل طور پر وہی ہیں جو کسی موصی کی بہشتی مقبرہ میں تدفین کیلئے لازمی قرار دئے گئے ہیں۔

جیسا کہ قواعد میں درج ہے کہ کسی موصی کی تدفین سے قبل اس کے حصہ آمد کی ادائیگی مکمل طور پر لازمی ہوگی۔ البتہ جائیداد کے بارہ میں استثناء رکھا گیا ہے۔ اگر کسی موصی کا حصہ جائیداد مکمل ادا نہ ہوا ہو تو اس کی ادائیگی کے بارہ میں قابل اعتماد ضمانت لے لینے پر تدفین ہو سکے گی۔ کسی بھی موصی کی وفات پر تدفین سے قبل ضروری ہے کہ موصی کے حساب حصہ آمد جائیداد کے بارہ میں مرکز سے حساب منگوا کر اس کی روشنی میں سابقہ بقایاجات وصول کئے جائیں۔

(2) بیرون ممالک میں جو مقبرہ موصیان قائم ہیں ایسے مقبروں کو بہشتی مقبرہ کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ یہ مقبرہ موصیان کہلاتے ہیں۔

(3) مقبرہ ہائے موصیان بیرون کے انتظام و انصرام کے لئے جو کمیٹی بنتی ہے۔ اس کا صدر نیشنل امیر جماعت اور سیکرٹری، نیشنل سیکرٹری وصایا ہوتا ہے۔ نیشنل سیکرٹری مال اور مبلغ انچارج بھی اس کے ممبر ہوتے ہیں۔ کل ممبران کی تعداد پانچ سے سات تک مناسب ہوتی ہے۔ اور قورم تین ممبران کا ہوگا۔

اس کمیٹی کا یہ کام ہوگا کہ وہ اپنے ملک میں وصیت کی تحریک کرتی رہے۔ اور موصیان کی تدفین اور مقبرہ موصیان سے متعلقہ امور سرانجام دے۔

سوال کیا کمیٹی برائے تدفین قبرستان کی نگہداشت کے لئے مقامی حالات کے پیش نظر کوئی رقم مقرر کرسکتی ہے؟ جو ہر موصی کی وفات پر اُس کے ورثاء سے لی جائے۔ کیونکہ عام قبرستان میں بھی تدفین کیلئے کچھ نہ کچھ رقوم لی جاتی ہیں۔

جواب اگر کسی ملک میں ایسی کوئی ضرورت پیدا ہوتی ہے تو مناسب ہوگا کہ اس بارہ میں کمیٹی کی معین رائے مکمل وضاحت کے ساتھ امیر صاحب کی وساطت سے مرکز کو بھجوائی جائے تا کہ بعد غور و جائزہ فیصلہ ہوسکے۔

سوال کتبہ لگانے کے اخراجات کس کے ذمہ ہوں گے؟

جواب بعد وفات موصی/موصیہ، ترکہ وغیرہ کی مکمل رپورٹس منگوانے کے بعد ادائیگی مکمل کروا کر دفتر اپنی طرف سے موصی کا کتبہ لگاتا ہے۔ جو کہ عام اسٹینڈرڈ سائز کا ہوتا ہے۔

لیکن اگر ورثاء خود کتبہ لگوانا چاہتے ہوں تو اس کے لئے تحریری طور پر سیکرٹری مجلس کارپرداز کو درخواست دینی ہوگی، اور نمونہ عبارت دے کر اس کی منظوری لینی ہوگی۔ ورثاء اگر خود کتبہ لگوائیں تو اس کتبہ کا مقرر شدہ سائز ہے۔

سائز کتبہ: لمبائی "24 اور چوڑائی "15

کتبہ کی عبارت کا نمونہ حسب ذیل ہے

مزار

نام......ولدیت/زوجیت..........سکونت..........تاریخ پیدائش..........

تاریخ بیعت..........تاریخ وفات..........وصیت نمبر..........

(1) دسویں حصہ سے زائد کی وصیت ہو تو اُس کا ذکر۔

(2) امتیازی خصوصیات، خدمات اور واقعات کا مختصر ذکر۔

(3) حضرت مسیح موعودؑ یا خلفاء کرام نے کوئی تعریفی کلمات فرمائے ہوں تو اُن کا ذکر۔ عبارت کی منظوری سیکرٹری مجلس کارپرداز دیں گے۔ بیرونی ممالک میں مقبرہ موصیان میں لگائے جانے والے کتبہ جات کے متعلق بھی یہی طریق ہے۔

سوال ترکہ میں تجہیز اور تدفین کے اخراجات وضع کرنے کے بارہ میں شرعاً کس حد تک جواز ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے ہی وصیت فارم کے شروع میں شق اوّل کے تحت موصی درج ذیل اقرار کرتا ہے:

''کہ میرے مرنے کے بعد نعش کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کرنے کیلئے قادیان پہنچایا جائے۔ بشرطیکہ۔۔۔ اور نعش کو قادیان پہنچانے کے اخراجات اگر میں فوت ہونے سے پہلے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع نہ کرواسکا تو میری جائیداد متروکہ میں سے وضع کئے جائیں۔ لیکن ایسے اخراجات کا اثر اس حصہ جائیداد پر نہ پڑے گا جو میں اس وصیت کی رُو سے صدر انجمن احمدیہ کو دیتا ہوں۔''

خوش آمدید یا سیّدی!

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ سے اس بارہ میں سوال کیا گیا تو حضور نے فرمایا:

''سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تجہیز و تدفین وغیرہ کے امور کے بارہ میں موصی جو اقرار کرتے تھے وہی جاری رہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔''

متفرق سوالات

سوال اگر کسی شخص کی کوئی آمدنی نہیں ہے تو کیا وہ وصیت کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو کس شرح سے اپنی وصیت ادا کرے گا؟

جواب ایسا شخص جس کی کسی قسم کی آمد یا جائیداد نہیں ہے، اس کے لئے وصیت کرنا ضروری نہیں ہے۔ تاہم اگر کسی شخص کے پاس مناسب جائیداد ہے لیکن آمد کا کوئی ذریعہ نہ ہے (مثلاً شادی شدہ گھریلو خاتون) تو وہ اپنے رہن سہن کے لحاظ سے کوئی ایسی مناسب رقم بطور جیب خرچ معین کر سکتی ہے جس پر وہ اپنا چندہ ادا کر سکے۔

سوال اگر کوئی شخص جس نے کسی وجہ سے چندہ عام میں معافی حاصل کر رکھی ہو۔ کیا وہ بعد میں وصیت کر سکتا ہے؟

جواب اگر کسی دوست نے قبل از وصیت چندہ عام میں اپنی کسی مجبوری کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح سے معافی حاصل کی ہو اور پھر وہ چندہ عام باقاعدہ ادا کر رہے ہوں، تو وصیت کرنے میں کوئی قاعدہ مانع نہیں۔

سوال کیا مقروض ہونے کی حالت میں وصیت کرنا جائز ہے؟

جواب اگر وصیت کنندہ کی آمد اور جائیداد کے ساتھ دیگر شرائط مکمل ہیں تو وصیت کرنے میں کوئی قاعدہ روک نہیں ہے۔ اور قرض وصیت کی راہ میں روک نہیں ہے کیونکہ قرضہ کی زندگی میں تو کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ مقروض کی حالت کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اگر تو قرض لے کر کوئی جائیداد بنائی ہے جس سے آمد ہو رہی ہے یا قرضہ لے کر کوئی کاروبار شروع کیا ہے اور اس سے آمد ہو رہی ہے تو ایسی صورت میں وصیت کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر کسی فرد جماعت کی اپنی کوئی آمد اور جائیداد نہیں اور اپنے مستقل گزارہ کے لئے قرض پر انحصار کر رہا ہے تو ایسے شخص پر وصیت کرنا لازم نہیں۔ اور اس کی وصیت منظور نہیں ہو سکتی۔

سوال فارم وصیت پر بطور گواہ کس کے دستخط ہونے ضروری ہیں؟

جواب روئیداد اجلاس اول مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ منعقدہ 29 جنوری 1906 کے تحت ہدایات نمبر 3(ب) کے تحت درج ہے کہ:

'' اور وصیت نامہ پر حتی الوسع بطور گواہ ورثاء یا شرکائے وصیت کنندہ کے دستخط ہوں۔ اور ساتھ ہی شہر یا گاؤں کے دو معزز گواہ ہوں۔''

سوال اعلان وصیت کی کیا شرح ہے؟

جواب چندہ شرط اوّل کے بارہ میں رہنما اصول یہی ہے کہ خواہشمند موصی اپنی حیثیت کے مطابق ادا کرے تا کہ قبرستان کی ترتیب و تزئین کے اخراجات کو پورا کیا جا سکے۔ نیز بوقت ادائیگی اپنی آمد، اثاثے اور مقبرہ موصیان کی ضروریات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

سوال ترکہ کی تعریف کیا ہے اور اس میں کون کون سے اشیاء شامل ہیں۔

جواب موصی کی وفات پر اس کی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ اس کا ترکہ شمار ہوگی۔ اس جائیداد میں موصی کا مکان، زمین، زیورات، بانڈز، شیئرز وغیرہ سب شامل ہیں۔ غرضیکہ وہ سب اشیاء جو ورثاء میں قابل تقسیم شمار ہوتی ہیں وہ موصی کا ترکہ ہے۔ تاہم حصہ جائیداد کی ادائیگی کیلئے ان میں سے گھریلو استعمال کی ضروری اشیاء مستثنیٰ ہیں۔

سوال جماعتی نظام کے تحت کی گئی وصیت اور مقامی طور پر کی گئی کسی دوسری وصیت کی صورت میں کیا شکل بنے گی؟

جواب ہر ایک موصی جماعتی نظام کے تحت کی گئی وصیت کی تعمیل کا مکمل طور پر پابند ہوگا اور اس پر حسب تحریر عمل ہوگا۔ وصیت کنندہ سے اسی لئے جماعتی نظام کے تحت یہ تحریر لی جاتی ہے کہ یہ اس کی آخری وصیت ہوگی۔ یعنی وہ بعد میں کوئی ایسی وصیت نہیں کر سکتا جو کسی صورت میں اس وصیت پر اثر انداز ہو سکے۔ لہٰذا مقامی طور پر کی گئی کوئی وصیت جماعتی نظام کے تحت کی گئی وصیت سے متصادم نہ ہو سکے گی۔ بلکہ صدر انجمن کے حق میں کیا گیا حصہ مقامی وصیت میں ایک قرض کے طور پر ظاہر ہونا چاہیئے۔

خوش آمدید یا سیّدی!

ANNEXURE VI

چیک لسٹ بابت فارم وصیت

جب بھی کوئی ممبر جماعت وصیت کرنے کی خواہش کا اظہار کرے تو درج ذیل امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے وصیت فارم مکمل کروائیں۔

① کیا وصیت کنندہ نے رسالہ الوصیت کا بغور مطالعہ کرلیا ہے۔

② کیا وصیت کنندہ نے فارم وصیت کی پشت پر دی گئی تمام ہدایات کا اچھی طرح مطالعہ کرلیا ہے۔

③ فارم وصیت مرکز بھجوانے سے قبل اس کا مندرجہ ذیل چیک لسٹ کے ساتھ موازنہ کرلیا جائے۔

④ جب چیک لسٹ کے تمام جواب ہاں میں ہوجائیں تو پھر اس کے بعد فارم وصیت مرکز (ربوہ) بغرض منظوری بھجوایا جائے تا کہ کم سے کم وقت میں وصیت کی منظوری کی کارروائی مکمل ہوسکے۔

⑤ چیک لسٹ نیشنل سیکرٹری وصایا/مکرم امیر صاحب کے دستخط کے بعد فارم وصیت کے ساتھ بھجوائی جائے۔

چیک لسٹ بابت فارم وصیت

نمبر شمار	کوائف	✓/✗
1	کیا وصیت فارم میں نام*۔۔ولدیت۔۔زوجیت۔۔قوم۔۔پیشہ**۔۔تاریخ پیدائش/عمر۔۔تاریخ بیعت۔۔موجودہ اور مستقل پتہ۔۔اور تاریخ وصیت۔۔وغیرہ کا اندراج ہوچکا ہے؟ [نوٹ: *نام مکمل لکھا جائے، مخفف نہ لکھا جائے۔ ** یہاں پیشہ سے مراد ملازمت کی نوعیت (سرکاری/نیم سرکاری/پرائیویٹ)، مزدوری، کاروبار/تجارت کی نوعیت، اور بصورت طالب علم (کلاس/کورس اور عرصہ تعلیم) وغیرہ کی وضاحت لکھیں۔]	
2	کیا وصیت کنندہ کی طرف سے حسب حیثیت چندہ شرط اول اور اعلان وصیت ادا شدہ ہے؟	
3	کیا مضمون وصیت میں تمام اندراجات مکمل کرلئے گئے ہیں؟	
4	کیا فارم میں درج جائیداد کے کوائف مکمل ہیں؟ (اگر زمین، پلاٹ، مکان، دوکان ہو تو رقبہ ایڈریس، اور موجودہ مالیت۔اگر زیور وغیرہ ہو تو زیور کا نام، وزن اور اندازہ قیمت کا اندارج نیز زیور کی قسم طلائی یا نقرئی وغیرہ کی وضاحت، اس کے علاوہ بنک بیلنس، نقدی، شیئرز وغیرہ اور ان کی تفصیل)	
5	کیا وصیت کنندہ اور دو مرد گواہان کے نام، ولدیت، ایڈریس اور دستخط معہ نشان انگوٹھا ثبت ہیں؟	
6	کیا فارم وصیت میں تاریخ درج کی گئی ہے کہ وصیت تاریخ تحریر سے قابل منظوری ہے؟ یا تاریخ منظوری سے؟	
7	کیا دینی تصدیق فارم مکمل ہو چکا ہے؟ اور تصدیق فارم پر دو مردوں اور خاتون ہونے کی صورت میں تیسری تصدیق صدر لجنہ کی موجود ہے؟	
8	کیا فارم "تصدیق بابت وصیت کنندہ" میں والد/والدہ یا خاوند/بیوی کی طرف سے ملنے والے ترکہ کی تفصیل درج ہے؟ (اگر کوئی ہو)	
9	کیا فارم 'تصدیق بابت وصیت کنندہ' کے سوالات کے جوابات مکمل ہیں؟	
10	کیا وصیت کنندہ چندہ عام کے بقایا دار تو نہیں؟ اگر بقایا دار ہیں تو وضاحت منسلک کریں۔	
11	کیا تصدیق بابت چندہ جات پر مکرم امیر صاحب، سیکرٹری مال اور ذیلی تنظیم کے عہدیدار کے دستخط موجود ہیں؟	
12	بصورت شادی شدہ خواتین وصیت کنندہ "تحریر خاوند بسلسلہ حق مہر" شامل ہے؟	
13	فارم وصیت پر کرتے ہوئے اگر کہیں کوئی کٹنگ کی گئی ہے تو کیا اس پر وصیت کنندہ یا متعلقہ (صدر/سیکرٹری مال) کے دستخط موجود ہیں؟	

نوٹ: اگر کسی سوال کا جواب نہیں کی صورت میں ہے یا قابل وضاحت ہے تو اس کی تفصیل الگ ساتھ بھجوائیں۔

(دستخط نیشنل سیکرٹری وصایا/امیر صاحب)

خوش آمدید یا سیّدی!

داعیان الی اللہ کی رہنمائی کیلئے

بائبل کے متعلق چند سوالات

سید میر محمود احمد ناصر۔ربوہ

1۔ بائبل کو خدا کا کلام کہا جاتا ہے اگر یہ خدا کا کلام ہے تو کیا خود بائبل میں یہ دعویٰ موجود ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے؟ جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے بائبل کی چالیس کتابوں میں اپنے بارے میں یہ دعویٰ نہیں ملتا کہ یہ خدا کا کلام ہے۔

2۔ اگر بائبل خدا کا کلام ہے تو اس میں باہمی تضاد اور ٹکراؤ کیوں پایا جاتا ہے؟ خدا تو علیمِ کُل ہے اس کے کلام میں باہمی ٹکراؤ اور تضاد کس طرح ہو سکتا ہے؟

3۔ اگر بائبل خدا کا کلام ہے تو کیا یہ اسی طرح محفوظ ہے جس طرح یہ پہلی دفعہ لکھا گیا تھا؟ اگر نہیں جیسا کہ اس کتاب کو ماننے والے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اسی طرح محفوظ نہیں جس طرح پہلے لکھی گئی تھی، تو گویا اس میں انسانی کلام دخل پا گیا۔ اس صورت میں اس کو "خدا کا کلام" کیونکر کہہ سکتے ہیں۔

4۔ کیا بائبل میں ظالمانہ احکام ہیں مثلاً یہ کہ جارحانہ حملہ کر کے 7 قوموں کے ملک پر قبضہ کر لو۔ ان کے مردوں، عورتوں شیر خوار بچوں اور مویشیوں تک کو قتل کرو۔ ان کو نیست و نابود کر دو۔ کیا یہ ظالمانہ احکامات ایک شفیق اور رحمدل خدا کا کلام ہو سکتے ہیں۔

5۔ کیا بائبل میں خلاف عقل اور سائنسی اور تاریخی حقائق کے خلاف باتیں موجود ہیں۔ اگر ایسا ہے تو بائبل خدا کا کلام کیوں کر ہو سکتی ہے؟

6۔ کیا بائبل میں مضحکہ خیز باتیں اور احکام ہیں؟ مثلاً استثناء باب 24 آیات 13-21، استثناء باب 25 آیات 5-10 قضاۃ آخری باب، متی باب 8 آیات 22-34 کیا اس صورت میں بائبل کو خدا کا کلام کہا جا سکتا ہے؟

7۔ بائبل کا وہ حصہ جو پرانا عہد نامہ کہلاتا ہے شریعت پر عمل کرنا لازمی قرار دیتا ہے اور بڑی بھاری تعداد میں بائبل کو ماننے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ شریعت پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ شریعت پر عمل کرنا ایک لعنت ہے جو ان کے خیال میں نئے عہد نامہ کا نظریہ ہے۔ یہ دونوں حصے نیا عہد نامہ اور پرانا عہد نامہ دونوں خدا کا کلام کس طرح ہو سکتے ہیں؟

8۔ ماہرینِ اہلِ زبان کی رائے کے مطابق پرانے عہد نامہ کی عبرانی اور نئے عہد نامہ کی یونانی بالعموم گھٹیا مرتبہ کی ہے جبکہ دوسری زبانوں مثلاً انگریزی میں ان دونوں کے تراجم اعلیٰ پایہ کی زبان میں کئے گئے ہیں۔ کیا یہ بات خدا کے کلام کے شایانِ شان ہے؟

9۔ متی کی انجیل بالعموم یہودی شریعت پر عمل کرنے کی انتہائی درجہ کی تاکید کرتی ہے جبکہ لوقا کی انجیل شریعت کو واجب العمل نہیں سمجھتی۔ ان دونوں میں سے کس کی ہدایت پر عمل کیا جائے؟

10۔ متی کی انجیل عورت کی بدکاری کی صورت میں خاوند کو طلاق کی اجازت دیتی ہے مگر مرقس کی انجیل کسی صورت میں بھی طلاق کی اجازت نہیں دیتی۔ اس کتاب پر عمل کرنے والا کس حکم پر عمل کرے؟

11۔ نیا عہد نامہ ایک طرف پطرس کو کلیسا کی بنیاد قرار دیتا ہے جس کو بہشت کی چابیاں دی گئیں اور اس کو یسوع نے کہا تھا کہ تو جو کھولے گا آسمان پر کھلے گا اور تو جو باندھے گا آسمان پر بندھے گا۔ مگر اس نئے عہد نامہ میں پولوس اس کو قابل ملامت قرار دیتا ہے اور اس پر مسیحی لڑکی لئے پھرنے کا الزام لگاتا ہے۔ ان دونوں باتوں میں کون سی بات درست اور خدا کا کلام ہے اور کون سی بات غلط ہے اور خدا کا کلام نہیں؟

خوش آمدید یا سیّدی!

12۔ پرانے عہد نامہ کا پیغام بارہ اسرائیلی قبائل کو مخاطب کر کے کہا ہے اور نیا عہد نامہ یسوع کے مشن کو بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے محدود کرتا ہے۔ متی باب 15 آیات 21-28 اور یوحنا باب 16 آیات 12-14 کے مطابق نامکمل اور محدود الوقت ٹھہراتا ہے۔ عالمگیر خدا کا یہ پیغام محدود کس لئے ہے؟

13۔ متی باب 24 آیت 34، مرقس باب 13 آیت 30 لوقا باب 22 آیت 32 اور تھسلنکیوں باب 4 آیات 15-18 میں آمد ثانی کے بارہ میں جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔ کیا خدا کے کلام کی پیشگوئی جھوٹی ہوسکتی ہے؟

14۔ نئے عہد نامہ میں انجیر کے ایک پھلدار درخت پر جس میں موسم نہ ہونے کی وجہ سے پھل نہیں تھا لعنت کرنے اور لعنت کے نتیجہ میں درخت کے سوکھ جانے کا ذکر ہے۔ کیا ایسی کتاب جو سرسبز درخت پر بلا وجہ لعنت کرتی ہے خدا کا کلام قرار دی جاسکتی ہے؟

15۔ چرچ کے بعض کارندے اس قسم کے سوالات کو جواو پر دیئے گئے ہیں سن کر کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا اور آپ کا "خدا کا کلام ہونے اور الہام ہونے" کا تصور مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم بائبل کو خدا کا کلام کہتے ہیں تو اس سے صرف یہ مطلب ہے کہ یہ کلام Inspired ہے اگرچہ ایسے لوگوں کی تصنیف ہے جو کلیۃً انسان تھے اور انسانی کمزوریاں بھی رکھتے تھے اور انسانی کمزوریاں بھی اس میں رہ پا گئی ہیں مگر بائبل کا وہ حصہ جس کا ماننا نجات کے لئے ضروری ہے اور جس پر عمل کرنا نجات کے لئے ضروری ہے وہ روح القدس کی تائید سے لکھا گیا ہے اور وہ حصہ محفوظ ہے۔

اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ بائبل کا ایک فقرہ یا ایک پیرایہ تو غلط ہے اور انسانی کمزوریوں کا نتیجہ ہے اور دوسرا فقرہ یا دوسرا پیرایہ صحیح ہے اور روح القدس کا القاء ہے۔ ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس قسم کے الہام اور خدا کا کلام ہونے کا دعویٰ بھی بائبل میں ملتا ہے؟ اور یہ سوال طبعاً پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص بائبل کی ایک عبارت کو غلط اور انسانی کمزوری کا نتیجہ قرار دے اور دوسرا شخص اس کو روح القدس کا القاء قرار دے تو اس بات کا فیصلہ کون کرے گا کہ صحیح موقف کیا ہے؟ اور وہ کون سی اتھارٹی ہے جس کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس بارہ میں فیصلہ صادر کرے؟ اور اس اتھارٹی کو یہ اختیار کہاں سے ملا اور کس نے دیا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

حضرت مصلح موعودؓ قرآن کریم، بائبل اور دیگر محققین کے حوالوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے متعلق تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''بائبل کی روایت سے پتہ لگتا ہے کہ بچہ (یعنی حضرت عیسیٰؑ) بیت اللحم میں پیدا ہوا اور بیت اللحم ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے جو سمندر سے 2350 فٹ اونچی ہے اس کے اردگرد سبز وادیاں ہیں جو سارے یہودا سے زیادہ سرسبز ہیں۔ اس پہاڑی کے اندر دو تین چشمے ہیں جن کو چشمہ سلیمان کہتے ہیں اور یہیں سے شہر میں پانی لایا جاتا ہے۔ گویا شہر میں پانی نہیں بلکہ تالاب سلیمان سے نالیوں کے ذریعہ پانی لایا جاتا ہے۔ مگر شہر سے جنوب مشرق کی طرف آٹھ سو گز یعنی نصف میل پر اور وہ بھی نیچے ڈھلوان کی طرف چشمہ ہے (قاموس کتاب المقدس ترجمہ و تالیف ڈاکٹر جارج ای پوسٹ ایم ڈی)۔۔۔ اصل بات یہ ہے بائبل بتاتی ہے حضرت مریم جب بیت اللحم گئیں تو انہیں ٹھہرنے کے لئے شہر میں جگہ نہ ملی پس وہ شہر سے باہر جا کر رہیں۔ اور بائبل بتاتی ہے کہ وہ اس جگہ پر رہیں جہاں گڈریئے اپنے جانور چرایا کرتے تھے۔ (انجیل لوقا باب 2 آیت 18) اور گڈریئے اپنے جانور ہمیشہ شہر سے کچھ فاصلہ پر چرایا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے لکھا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اسے کھلیان میں ڈالا۔ پس شہر اور چشموں کے درمیان کسی جگہ پر جا کر وہ ٹھہر گئیں۔ شاید انہیں یہ بھی خیال ہوگا کہ اگر میں شہر میں رہی تو لوگ شور ڈالیں گے کہ یہ کس کا بچہ ہے اس لئے بہتر ہے کہ شہر سے کچھ فاصلہ پر جا کر رہوں۔ چنانچہ انہوں نے شہر سے کچھ فاصلہ پر ڈیرہ لگا دیا جہاں سے پانی نزدیک تھا مگر بوجہ اجنبی جگہ ہونے کے انہیں اس کا علم نہیں تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فرشتہ نے انہیں الہاماً بتا دیا کہ اس طرف چشمہ بہہ رہا ہے۔۔۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ مسیح اس موسم میں پیدا ہوئے جس میں کھجور پھل دیتی ہے اور کھجور کے زیادہ پھل دینے کا زمانہ دسمبر نہیں ہوتا بلکہ جولائی اگست ہوتا ہے اور پھر جب ہم دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک چشمے کا بھی پتہ بتایا جہاں وہ اپنے بچے کو نہلا سکتی تھیں اور اپنی بھی صفائی کر سکتی تھیں تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جولائی اگست کا مہینہ تھا ورنہ سخت سردی کے موسم میں چشمہ کے پانی سے نہانا اور بچے کو غسل دینا خصوصاً ایک پہاڑ پر اور عرب کے شمال میں عقل کے بالکل خلاف تھا۔۔۔''

(تفسیر کبیر جلد پنجم سورۃ مریم آیت 26 صفحہ 178-179)

خوش آمدید یا سیّدی!

شکریہ احباب

11 جون 2006، کورات تقریباً ساڑھے دس بجے خاکسار کے بڑے داماد 'عزیزم مکرم پرویز احمد صاحب آف نارتھ ورجینیا' کو ایک ظالم سفاک نے پستول کی گولیوں کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔
عزیزم مرحوم کی اس ناگہانی شہادت پر امریکہ، کینیڈا اور پاکستان سے بہت سے غمگسار احباب و خواتین، عزیز، رشتہ دار' فون، Fax اور خطوط کے ذریعہ ہمارے اس عظیم سانحہ غم والم اور صدمہ میں شریک ہوئے۔ ہم ان سب احباب کے بے حد ممنون ہیں۔ جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء۔

العین تدمع والقلب یحزن و ما نقول الا بما یرضی به ربنا انا لله وانا الیه راجعون۔

ہماری آنکھیں اشک بار اور دل صدمہ سے بھرا ہوا ہے مگر ہم وہی کلمات کہتے ہیں جن سے ہمارا خدا راضی ہوتا ہے کہ ہم سب خدا کے ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی 'عزیزہ فائقہ' کیلئے یہ ایک بہت بڑی آزمائش اور صدمہ عظیم ہے۔ اسی طرح عزیزم مرحوم کی والدہ محترمہ، بہن بھائیوں اور ہم سب عزیزوں کے لئے یہ اندوہناک شہادت بڑے دکھ اور تکلیف کا موجب ہے۔ آپ سب سے دُعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم وحفیظ سے دعا کریں کہ وہ ہم سب کو اس عظیم آزمائش و جانکاہ صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین، اور عزیزہ فائقہ صاحبہ اور ہم سب کا مستقبل میں حامی و ناصر و محافظ رہے۔ آمین۔

خاکسار۔ داؤد احمد حنیف
15000 Good Hope Rd.
Silver Spring MD 20905

سانحہء ارتحال

اَحبابِ جماعت کو بڑے افسوس سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم سیف اللّٰہ بھٹی صاحب ممبر جماعت احمدیہ ہیوسٹن مؤرخہ کیم جولائی 2006 کو Heart Failure کے باعث اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر 52 برس تھی۔
مرحوم کا تعلق پاکستان کی کلسیاں جماعت سے تھا لیکن گزشتہ 20 برس سے اپنی فیملی کے ساتھ امریکہ میں رہائش پذیر تھے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ تمام عمر جماعت کی بے لوث خدمت کرتے رہے اور کئی سال تک مقامی جماعت کے سیکرٹری وقفِ جدید اور تحریکِ جدید کے عُہدہ پر فائز رہے۔ آپ کی زوجہ محترمہ، دونوں بیٹیاں اور دونوں بیٹے' مکرم خالد بھٹی صاحب اور مکرم طارق بھٹی صاحب جملہ جماعتی امور میں خدا کے فضل سے نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مکرم خالد بھٹی صاحب آجکل مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی ریجن کے ریجنل قائد کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ محترم مولانا محمد ظفر اللّٰہ ہنجرا صاحب مشنری جنوبی ریجن امریکہ نے 2 جولائی بروز اتوار 'بیت السمیع۔ ہیوسٹن' میں مرحوم کی نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں مقامی اور قریبی علاقوں سے آئے ہوئے افراد نے شرکت کی۔ بعد ازاں مولانا صاحب نے دُعا کروائی۔ تدفین کی غرض سے میّت کو پاکستان لے جایا گیا۔
احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کریں۔ اللّٰہ تعالیٰ ان کی بیوہ اور بچوں اور دیگر عزیزان کو یہ اچانک صدمہ صبر سے جھیلنے کی توفیق عطا فرمائے اور خود ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔